بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ
الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ
نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا
الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ
اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ
عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝

حُجۃ الاسلام
علّامہ طالبُ جوہری مدظلّہ

انسانیت کا الوہی منشور

حجۃ الاسلام علامہ طالب جوہری مدظلہ

مجموعہ تقاریر عشرہ محرم سنہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء

در نشتر پارک، کراچی

ناشران

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی فون: ۷۲۳۲۳۵۴

ملنے کا پتہ

محفوظ بک ایجنسی — مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

نام کتاب : انسانیت کا الُوہی منشور

مقرر : علامہ طالب جوہری

مرتبہ : اے ایچ رضوی

صحت : سید فیضیاب علی

سن اشاعت : مارچ ۲۰۰۲ء

تعداد : ۱۰۰۰

ناشر : پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ، کراچی

قیمت : مجلد =/

ملنے کا پتہ

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

علامہ طالب جوہری کا پیغام
پاک محرم ایسوسی ایشن کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کون نہیں جانتا کہ سید الشہداء علیہ السلام کی عزاداری ہمارا ملی تشخص ہے۔ اس عزاداری کی بنیاد خود آلِ محمدؐ نے رکھی ہے اور ائمہ علیہم السلام اس کی بقا کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ اور اپنے آثار و کردار سے اسکی اہمیت کو اجاگر کرتے رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ عزا کی یہ میراث نسلاً بعد نسلٍ ہم تک منتقل ہوتی رہی ہے جس کیلئے ہم خدائے قدوس کے شکر گزار ہیں۔

پاک محرم ایسوسی ایشن نے عزاداریٔ سید الشہداء کے سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اس کے علاوہ تعلیم، تبلیغ اور نشر و اشاعت کے سلسلے میں بھی اس کی خدمات گراں قدر اور قابلِ توجہ ہیں۔ اس ادارے کے افق پر پچاس سال کے عرصہ میں دیانتدار، معتبر اور روشن شخصیتوں کے شمس و قمر جگمگاتے رہے ہیں جن میں سے کچھ ہم میں نہ رہے اور آج جو چمک رہے ہیں خدا انہیں تادیر سلامت رکھے۔ ان میں خصوصیت سے غلام نقی رضوی صاحب وہ بزرگ ہیں جن کی کم و بیش پوری زندگی اس ادارے کے انصرام و استحکام میں صرف ہو رہی ہے۔

اس ادارے نے بحمد اللہ اب کے برس اپنے پچاس سال انتہائی کامیابی کے ساتھ پورے کئے ہیں۔ اسکے تشکر کے طور پر یہ ادارہ یوم تکمیلِ دین کے نام سے ایک مقدس تقریب منعقد کر رہا ہے۔ میں اراکینِ گزشتہ کے بلندیٔ درجات کی دعا کے ساتھ ساتھ موجودہ اراکین کی توفیقاتِ دینی و دنیوی کے لئے دعا گو ہوں کہ انہوں نے عزاداری سے متعلق ادارے کی تقریب کو تکمیلِ دین کے حوالے سے منعقد کرنا چاہا ہے۔ عزاداری کا تکمیلِ دین سے جو رابطہ محکم ہے وہ معصومؑ کے ایک جملہ سے نمایاں ہے۔ جب امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ محرم کو اتنی زیادہ اہمیت کیوں دیتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: لئلا تنسونہ کما نسیتم الغدیر۔ ہم اس لئے اہمیت دیتے ہیں کہ کہیں تم غدیر کی طرح محرم کو بھی بھول جاؤ۔

مجھے امید ہے کہ یہ ادارہ ترقی کے مراحل طے کرتا رہے گا اور اپنے موجودہ مشاغل کے ساتھ ساتھ دیگر علمی اور تحقیقی مرحلوں میں بھی اپنے مخصوص انداز سے ملک و ملت کی خدمت انجام دیتا رہے گا۔

طالب جوہری
۱۵ رجب [illegible]

تقریظ

از الحاج سید غلام نقی رضوی
صدر پاک محرم ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ)
و مینیجنگ ٹرسٹی پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم والہ الطیبین الطاھرین۔ اما بعد فقال اللہ تعالیٰ فی الکتابہ المبین وھو اصدق الصّادقین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾

سورہ الیل ۹۲ پارہ ۳۰

یہ ہیں وہ آیۂ کریمہ جنہیں علامہ طالب جوہری صاحب مدظلہٗ نے ۱۴۲۲ھ کے عشرہ اوّل میں نشتر پارک کراچی میں، پاک محرم ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی مجالس عزا جن کا عنوان ''انسانیت کا الوہی تصور'' تھا کے لیے سرنامہ کلام قرار دیا اور اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے قرآنی آیات و مستند احادیث کی روشنی میں نفس مضمون کو قارئین کرام پر اس طرح واضح کیا کہ بزرگ و نوجوان دونوں طبقوں نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جس کے لیے ہم ان کے ممنون ہیں۔

اب ان مجالس کا ذخیرہ ہم کتاب کی شکل میں نذرِ قارئین کر رہے ہیں تا کہ وقت ضرورت وہ اور ان کے لواحقین ان سے بھرپور استفادہ کریں۔

پہلی مجلس میں علامہ صاحب ''مجالس کے انعقاد'' کی اہمیت اور افادیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ مجلس عمل کی درسگاہ ہے۔ یہ مجلس محبت کی درس گاہ ہے، یہ مجلس تہذیب کا مدرسہ ہے، یہ مجلس ادب کا مدرسہ ہے ان مجلسوں میں اخلاق محمدی سکھلائے جاتے ہیں اور ان مجلسوں میں کردار آل محمدؐ کو دہرایا جاتا ہے۔

یہ مجلسیں نفرتیں پیدا کرنے کے لئے قائم نہیں ہوتیں، محبتوں کو اجاگر کرنے کے لئے قائم ہوتی ہیں۔ ان مجلسوں کی بنیاد محبت ہے ان مجلسوں کا مرکزی موضوع محبت ہے۔

یہ مجلسیں ذریعہ ہیں اسلامی فکر کو دہرانے کا۔ یہ جو دہرانے کا لفظ آ گیا ہے تا کہ مجلسیں ذریعہ ہیں علوم اسلامی کو دہرانے کا۔ دہرانے کا فلسفہ کیا ہے اسے سمجھنے کے لئے ہمارے ساتھ چلو قرآن مجید کی طرف، پیغمبر اکرم کے جو مقاصد بعثت بیان کئے گئے سورہ جمعہ میں۔ میں نے بار بار یہ آیتیں پڑھی ہیں۔''

ناقدین کی اس تنقید کہ ''ان مجالس میں کہی گئی باتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں'' کا جواب دیتے ہوئے قرآن حکیم کی واضح آیات کا حوالہ دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''فان الذکر تنفع المومنین''۔ حبیب انہیں بار بار بتلاتا رہ۔ یہ ہے وہ دہرانے کا فلسفہ ذکر حبیب بار بار دہراتا رہ اس لئے کہ دہرانا مومنین کے لئے منفعت بخش ہے۔ مومنوں کے لئے مفید ہے۔ تو کچھ وہ چیزیں ہیں جن کے لئے پروردگار حکم دیتا ہے کہ انہیں بار بار دہراتے رہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ حافظہ میں نسیان ہے۔ لوگ بھول جاتے ہیں۔ آج دنیا ہم سے پوچھتی ہے کہ کربلا کا واقعہ ہو گیا یہ بار بار دہراتے کیوں ہو؟ تو کیونکہ تم بھول گئے ہو اس لئے دہراتے ہیں۔''

آگے جا کر اپنے عنوان سے متصل ہوتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

پہلی مجلس ہے اور ہمارے موسمِ عزا کا آغاز ہو رہا ہے یہ ہماری فصل عزا کی پہلی مجلس ہے۔ چاہا کہ تمہارے سامنے کچھ معروضات بیان کر دوں تا کہ نوجوان نسلوں تک یہ پیغام پہنچ جائے۔ کہا: بابا آپ نے کہا تھا مجھے خوشی ہے تو پھر یہ گریہ کیوں؟ کہا: بیٹی نہ پوچھ تو بہتر ہے۔

دیکھو ابھی یہ روایت بیان کر رہا ہوں اپنی کتابوں سے اور ابھی ایک روایت بیان کروں گا جسے عالم اسلام نے لکھا ہے۔ دونوں روایتیں تمہارے سامنے پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔ کہا: بیٹی نہ پوچھ تو اچھا ہے۔ کہا: بابا میں آپ کی بیٹی ہوں نا! کہا: ہاں کہا! بابا آپ کو میرے حق کی قسم ہے مجھے بتلا دیں کہ آپ حسینؑ کے پیدا ہونے پر گریہ کیوں کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ کنیز سے کہا: دیکھو اگر علیؑ نہیں مل جائیں تو بلاؤ۔'' علیؑ آئے کہا: یا علیؑ سیدہ کا بازو تھامو۔ علیؑ نے شہزادی کا بازو تھاما تب کہا: بیٹی سنے گی کہ میں کیوں رو رہا ہوں؟

تیرا یہ بچہ جو اس وقت میری گود میں ہے ایک دن تین دن کا بھوکا پیاسا کربلا کے میدان میں شہید کر دیا جائے گا۔ پوچھا! بایّ ذنب۔ بابا اس بچے کی خطا کیا ہوگی؟ کہا: بلا جرم ولا ذنب کوئی جرم نہیں ہوگا۔ تیرے بچے سے اور جرم ہو جائے؟ کوئی جرم نہیں ہوگا بلا خطا اور بلا تقصیر قتل کیا جائے گا۔ پوچھا: یہ ہوگا کب؟ کہا۔ فی زمن خالی عنی وعنک وعن علی وعن حسن۔ جب میں نہیں ہوں گا تو نہیں ہوگی علیؑ نہیں ہوں گے حسنؑ نہیں ہوگا۔ بس یہ سننا تھا کہ شہزادی گھبرا گئی اور پوچھا: بابا جب کوئی نہ ہوگا تو اس بچے پر روئے گا کون؟''

مدینہ سے قافلہ کی روانگی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''ماں سے رخصت ہوئے، قافلہ تیار ہوا، حسینؑ ابن علیؑ اپنے قافلے کے ساتھ

چلے۔ اب تم سے ایک سوال کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر شہید ہی ہونا تھا تو مدینہ میں شہید ہوجاتے۔ مدینہ میں نہ سہی مکہ میں شہید ہوجاتے۔ مکہ میں شہید نہیں ہونا تھا تو باپ کے دارالحکومت کوفہ چلے جاتے۔ لیکن نہیں جنگلوں کو طے کیا بیابانوں کو طے کیا کوہ و دشت کو طے کیا اور ایک ایسے ریگستان کو منتخب کیا جہاں حسینؑ یہ چاہتے تھے کہ انسانیت کا الوہی منشور اپنے خون سے لکھوں۔ میرے باپ کا قاتل چھپ گیا۔ میرے بھائی کا قاتل چھپ گیا اب ایسے میدان میں لڑوں گا جہاں قیامت تک میرا قاتل چھپ نہ سکے گا۔

علی اکبرؑ کے خون سے، علی اصغرؑ کے خون سے عباسؑ کے خون سے انسانیت کا الوہی منشور لکھنے کے لئے حسینؑ کربلا میں آئے۔ دیکھو اب میں آیا ہوا اپنے موضوع پر۔ انسانیت کا الوہی منشور۔ میں نے اس عنوان کے لئے انہی آیات کا انتخاب کیا جن آیات کو گزشتہ سال تمہارے سامنے پیش کر چکا ہوں۔

سورۂ واللیل کی ابتدائی دس آیتیں۔ دیکھو قرآنِ مجید میں اتنی گہرائی اور اتنی گیرائی ہے کہ پوری زندگی اگر ایک آیت پر گزر جائے تو اس آیت کا حق ادا نہیں ہوگا۔ میں نے یہ چاہا کہ اس عنوان کے تحت، ان آیات کے تحت جو مباحث گزشتہ سال رہ گئے تھے انہیں مکمل کرنے کی کوشش کروں۔"

مجلس بعد مجلس، علامہ صاحب قرآنی آیات کی روشنی میں دلائل دیتے ہوئے مجالس کے عنوان پر واضح الفاظ میں بحث کرتے ہوئے "نویں مجلس" میں بحث کو یوں سمیٹتے ہیں:

"عزیزانِ محترم! انسانیت کا الوہی منشور۔" اس عنوان پر ہم نے جس سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا تھا وہ اس تقریر پر اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ یہ آیتیں جن کی تلاوت کا شرف میں روزانہ حاصل کرتا رہا یہ سورہ واللیل کی ابتدائی دس آیتیں ہیں۔ یہ سورہ مبارکہ ۲۱ آیتوں پر مشتمل ہے اور اس کی دس آیتیں روزانہ آپ کی خدمت میں پیش

کی گئیں۔

"پروردگار عالم کا یہ طریقہ ہے کہ وہ کائنات کی چیزوں سے اپنے وجود پر دلیل قائم کرتا ہے۔ سورہ والشمس میں کائنات کی مخلوقات پہ گفتگو کی۔ سورہ والفجر میں دن، رات، سورج، چاند پر گفتگو کی۔ سورۂ قمر میں چاند پر باتیں ہوئیں۔ سورہ واقعہ میں آواز دی۔

فلا اقسم بمواقع النجوم۔ وانه لقسم لو تعلمون عظیم (آیت ۷۵۔۷۶) میں تمہیں کیا بتاؤں کہ ستاروں کے گزرنے کی جگہیں کتنی عظیم ہیں۔

کہیں سورہ رحمٰن میں آواز دی۔

النجم و الشجر یسجدان۔ (آیت ۶) ستارے بھی اللہ کا سجدہ کر رہے ہیں۔ درخت بھی اللہ کا سجدہ کر رہے ہیں۔ دیکھ رہے ہو کس طرح اللہ کا ئنات کا تذکرہ کر رہا ہے سورہ نحل میں آواز دی۔

هو الذی سخرالبحر لتا کلوا منه لحما طریا وتستخرجو امنه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخرفیه ولتبتغوا من فضله و لعلکم تشکرون۔ (آیت۔ ۱۴) یہ سمندر ہم نے بنائے، یہ چاند ہم نے بنایا، یہ سورج ہم نے بنایا، یہ زمین ہم نے بنائی، یہ ستارے ہم نے بنائے۔

تو سورج اللہ نے بنایا۔ چاند اللہ نے بنایا۔ کتنے خوبصورت بنائے اب اگر میں تنقید کرنے بیٹھ جاؤں کہ گول سورج میری سمجھ میں نہیں آتا اگر چوکور ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ اور یہ گول چاند یہ بھی خوبصورت نہیں ہے اگر اللہ اسے تکون بنا دیتا تو اچھا رہتا۔ اور یہ بکھرے ہوئے نیلگوں طشت میں منتشر سیارے۔ اگر یہ بکھرے ہوئے نہ ہوتے، ایک صف میں ہوتے، ایک قطار میں ہوتے تو یہ اور اچھے لگتے۔

اللہ کو مشورہ ہے کہ یہ اونچے نیچے پہاڑ اگر ایک سائز کے ہوتے ایک قد و

قامت کے ہوتے تو کتنے اچھے لگتے۔ یہ اونچے نیچے درخت، شکلیں مختلف، صورتیں مختلف، پتے مختلف، پھل مختلف، انداز مختلف اگر ایک جیسے ہوتے تو کتنے اچھے لگتے۔

اگر میں یہ مشورے دینے لگوں تو سارا مجمع میری جان کو آجائے گا۔ کہ بھئی اللہ کے کارخانے میں تم کون دخل دینے والے؟''

''تو میں اسی جملے کو الٹ رہا ہوں کہ اللہ کے کارخانے میں آپ کون ہیں دخل دینے والے! جسے چاہے نبی بنادے، جسے چاہے امام بنادے۔

اللہ نے کائنات سے اچھے وجود پہ دلیل قائم کی اور اب انسانیت کا منشور دیا۔ عطا کرو۔ تقویٰ اختیار کرو اچھی باتوں کی تصدیق کرو انسانیت کا منشور یہ نہیں ہے کہ جھوٹ بولو، غیبت کرو، شراب نوشی کرو ایک دوسرے کو مارو، ایک دوسرے کے خلاف اٹھ جاؤ۔

بھئی یاد رکھنا کہ ایک طرف اللہ کا یہ حکم کہ نیکیوں کی تصدیق کرو۔ دوسری طرف پورا انسانی معاشرہ سوائے جھوٹ کے کیا ہے؟ سوائے غیبت کے کیا ہے؟ سوائے آپس کی دشمنی کے کیا ہے؟ میری بات کو یاد رکھنا کہ جھوٹ بولنا بے دینی ہے، شراب پینا بے دینی ہے، غیبت کرنا بے دینی ہے، تاجر اگر تجارت میں خیانت کرے بے دینی ہے۔''

''آخر مجلس میں آپ مصائب ''شہادت'' شہزادہ علی اصغر کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

''مقتل بالاتفاق لکھے ہیں کہ جیسے ہی حسینؑ نے آواز بلند کی ھل من ناصر ینصرنا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ بیمار سید سجادؑ ایک ٹوٹا ہوا نیزہ ہاتھ میں لئے لڑکھڑاتا ہوا مقتل کی طرف جارہا ہے۔ زینبؑ نے کہا: بیٹا خیمے میں واپس آؤ۔ کہا: پھوپھی اماں آپ نے نہیں سنا؟ بابا بڑی مظلومی کا جملہ کہہ رہے ہیں۔

حسینؑ آئے اور اپنی گود میں سید سجادؑ کو خیمے میں پہنچایا۔

تو نُصرت حسین کے جواب میں ایک سید سجادؑ نکلے اور دوسرا کون نکلا؟ ایک دوسرے خیمے سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ رباب کا خیمہ۔ اصغر کی ماں کا خیمہ۔ حسینؑ خیمے کے دروازے پر آئے اور کہنے لگے یہ رونے کی آواز کیسی؟ تو شہزادی زینبؑ نے کہا: بھیا جب تو نے کہا: ھل من ناصر ینصرنا۔ تو بچے نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔

کہا: لاؤ میں شاید پانی پلا کر لاؤں۔

تیر کھایا اور بچہ ہاتھوں پر منقلب ہوگیا۔ عبا کا سایہ بچہ پر کیا اور اب حسینؑ چلے خیمے کی طرف۔ حسینؑ امام بھی ہیں۔ باپ بھی ہیں اور شوہر بھی۔

امامت کہہ رہی ہے کہ ماں کے پاس بچے کی لاش کو لے جاؤ۔ شوہر کا دل کہہ رہا ہے کہ ماں کا حشر کیا ہوگا۔ حسین آگے بڑھے۔ پیچھے ہٹے۔ آگے بڑھے۔ پیچھے ہٹے۔ یہ کہتے جاتے تھے: رضا بقضائہ و تسلیماً لامرہ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک مرتبہ حسینؑ نے اپنے دل کو مضبوط کیا۔ آئے رباب کے خیمے پر اور آواز دی: رباب اپنی امانت لے جاؤ۔ وہ چھوٹی بچی جو سن چکی تھی کہ بھیا گیا ہے پانی پینے کے لئے دوڑتی ہوئی آئی۔ حسینؑ کی عبا کا دامن تھام لیا۔

کہا: بابا میں سمجھ گئی آپ اصغر کو زیادہ چاہتے ہیں مجھے کم چاہتے ہیں۔ کہا: بی بی نہیں۔

کہا: آپ اصغر کو پانی پلا لائے مجھے پانی نہیں دیا۔

ایک مرتبہ عبا کا دامن ہٹایا۔ بی بی تیرا بھائی پانی پی کر نہیں آیا تیر کھا کر آیا ہے۔"

اور تمام مجمع کو آہ و بکا کے عالم میں مبتلا کر کے خود بھی مثاب ہوتے ہیں اور کثیر مجمع کو بھی ثواب کا ذریعہ عنایت فرماتے ہیں۔ خدا اجر عظیم عطا فرماتے۔ آمین۔

بارگاہ ایزدی میں دستِ بدعا ہوں کہ علامہ طالب جوہری صاحب کو عمر طویل عطا ہو اور آنجناب کے علم اور صلاحیتوں میں مزید اضافہ ہو تا کہ وہ بدیر منبر رسولؐ کی خدمت بحُسن وخوبی انجام دیتے رہیں۔ آمین۔

احقر العباد

الحاج سید غلام نقی رضوی

سرنامۂ کلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾ وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

رات کی قسم (جب سورج کو) چھپا لے اور دن کی جب خوب روشن ہو اور اس (ذات) کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ بے شک تمہاری کوشش طرح طرح کی ہے تو جس نے سخاوت کی اور اچھی بات (اسلام) کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے راحت و آسانی (جنت) کے اسباب مہیا کر دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہی کی، اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اسے سختی (جہنم) میں پہنچا دیں گے۔ اور جب وہ ہلاک ہوگا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

مجلس اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾

عزیزان محترم کل شب سن ۱۴۲۲ ہجری کا چاند افقِ عالم پر نمودار ہوا اور اُس چاند کے دیکھتے ہی ہمارے گھروں میں اور ہمارے عزا خانوں میں فرشِ مجلس بچھ گیا۔ یہ مجلس اسلامی معاشرہ سے کٹی ہوئی کوئی روایت نہیں ہے۔

یہ مجلس عمل کی درسگاہ ہے۔ یہ مجلس محبت کی درس گاہ ہے، یہ مجلس تہذیب کا مدرسہ ہے، یہ مجلس ادب کا مدرسہ ہے ان مجلسوں میں اخلاق محمدی سکھلائے جاتے ہیں اور ان مجلسوں میں کردار آل محمدؐ کو دہرایا جاتا ہے۔

یہ مجلسیں نفرتیں پیدا کرنے کے لئے قائم نہیں ہوتیں، محبتوں کو اجاگر کرنے کے لئے قائم ہوتی ہیں۔ ان مجلسوں کی بنیاد محبت ہے ان مجلسوں کا مرکزی موضوع محبت ہے۔ اگر ہم یہاں تک آ گئے تو آہستہ آہستہ اس مرحلہ فکر سے آگے بڑھ جائیں۔

یہ مجلسیں ذریعہ ہیں اسلامی فکر کو دہرانے کا۔ یہ جو دہرانے کا لفظ آ گیا ہے تاکہ مجلسیں ذریعہ ہیں علوم اسلامی کو دہرانے کا۔ دہرانے کا فلسفہ کیا ہے اسے سمجھنے کے لئے ہمارے ساتھ چلو قرآن مجید کی طرف، پیغمبر اکرم کے جو مقاصد بعثت بیان کئے گئے سورہ جمعہ میں۔ میں نے بار بار یہ آیتیں پڑھی ہیں۔ ذرا استدلال دیکھنا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۲﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳﴾

اب میں تینوں آیتوں کا ترجمہ نہیں کروں گا سرسری گزر رہا ہوں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اللہ ''ملک'' ہے، ''قدوس'' ہے، ''عزیز'' ہے، ''حکیم'' اور یہ اللہ وہ ہے جس نے محمدؐ جیسا رسول بھیجا۔ اچھا یہ رسولؐ بھیج دیا تو اس رسولؐ کا کام کیا ہے۔

''یتلوا علیھم'' وہ آیا ہے کہ لوگوں کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھے، ''ویزکیھم'' تزکیہ کرے ''ویعلمھم الکتاب والحکمة'' انسانیت کو کتاب کی تعلیم دے اور حکمت کی تعلیم دے۔ توجہ رہے پہلا کام ہے تلاوت دوسرا کام ہے تزکیہ تیسرا کام ہے۔ تعلیم کتاب وحکمت۔ جب تک قرآن آتا رہے گا تلاوت ہوتی رہے گی۔ جب تک قرآن آتا رہے گا یہ اپنی تلاوت کرتا رہے گا جب قرآن کا نزول ختم ہوجائے گا تلاوت کا کام مکمل ہوجائے گا۔ ہے کسی کو اعتراض؟

یہ تو میں ایسی بات کہہ رہا ہوں۔ جس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں۔ جب تک آیتیں آئیں گی میرا نبیؐ تلاوت کرے گا۔ جب آیتیں ختم ہوجائیں گی تلاوت کا فریضہ مکمل ہوجائے گا۔ جب تک لوگوں کے نفس پاک نہیں ہوں گے۔ نبیؐ تزکیہ کرے گا۔ جب پاک ہوجائیں گے تزکیہ کا فریضہ ختم ہوجائے گا۔ آیتیں وہی ہیں لیکن استدلال دیکھتے جاؤ۔ اچھا جب تک نبی کتاب کی تعلیم دیتا رہے گا حکمت کی تعلیم دیتا رہے گا اور لوگ تعلیم لیتے رہیں گے، نبی تعلیم کے فریضہ کو انجام دیتا رہے گا اور جس دن تعلیم مکمل ہوگئی یہ فریضہ بھی مکمل ہوگیا۔

توجہ رہے میں بڑے نازک مرحلہ پر لے آیا۔ قرآن کا نزول جب تک ہے تلاوت جاری ہے۔ جب تک تزکیہ نہ ہو میرا نبی تزکیہ کرے گا۔ جب تک پڑھاتا رہے گا فریضہ تعلیم جاری رہے گا اور جب پڑھالے گا لوگ پڑھ لیں گے تو فریضہ تعلیم بھی ختم ہوجائے گا طے ہوگئی نا بات!

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس قرآن نے دو مقامات پر عجیب باتیں کہیں۔ انسانی فطرت میں دو خامیاں ہیں۔ ایک خامی ہے اختلافات اور دوسری خامی ہے نسیان، بھول جانا۔

ایک خامی ہے، اختلاف! میں آپ سے اختلاف کروں گا آپ مجھ سے اختلاف کریں گے۔ ایک مسلک اس مسلک سے اختلاف کرے گا۔ فلاں فرقہ والا فلاں فرقہ والے سے اختلاف کرے گا۔ یہ مزاج ہے۔

تو اب تعلیم ہوگئی، تزکیہ ہوگیا اور امت نے آیتیں سن لیں۔ لیکن معراج میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف نہ تعلیم سے بدلے گا، نہ تزکیہ سے بدلے گا، نہ تلاوت سے بدلے گا تو پروردگار اب اس کا حل کیا ہے؟ کہا حل قرآن میں۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لا وَهُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ (سورہ نحل آیت ۶۴)

ہم نے اس کتاب کو اس لئے نازل کیا کہ تو اسے بیان کرے گا، تو اسے کھول کر پیش کرے گا۔ تو جب تک قرآن باقی ہے اور جب تک ذہنوں میں اختلاف ہے بیان رسول ضروری ہوگا۔

میں ان منزلوں سے آشنا کر رہا ہوں جو آگے کی تقریروں میں کام دیں گی۔ تو دوسرا عیب کیا ہے انسان میں؟ نسیان بھولتا ہے انفرادی حافظہ کمزور نہ ہو لیکن اجتماعی حافظہ کمزور ہوتا ہے تو نبی کا پہلا فریضہ تلاوت، دوسرا تزکیہ، تیسرا تعلیم، چوتھا، تبین، تبین کا مطلب بیان کر دینا، اختلاف کی منزل پر فیصلہ دے دینا اور اب پانچواں مرحلہ ذکر۔

"فان الذکر تنفع المومنین۔" حبیب انہیں بار بار بتلاتا رہ۔

یہ ہے وہ دہرانے کا فلسفہ ذکرّ "فان الذکر تنفع المومنین" قرآن کی آیت ہے حبیب بار بار دہراتا رہ اس لئے کہ دہرانا مومنین کے لئے منفعت بخش

ہے۔ مومنوں کے لئے مفید ہے۔ تو کچھ وہ چیزیں ہیں جن کے لئے پروردگار حکم دیتا ہے کہ انہیں بار بار دہراتے رہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ حافظہ میں نسیان ہے۔ لوگ بھول جاتے ہیں۔ آج دنیا ہم سے پوچھتی ہے کہ کربلا کا واقعہ ہوگیا یہ بار بار دہراتے کیوں ہو؟ تو کیونکہ تم بھول گئے ہو اس لئے دہراتے ہیں۔

تو اب یاد رکھنا نبیؐ کے پانچ فریضے، تلاوت، تزکیہ، تعلیم، تبین، تذکیر بار بار یاد دلانا تو اب تو بات طے ہوگئی کہ یہ مجلسیں تذکیر ہیں اگر نہ بھولے ہوتے تو انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ ایک مرتبہ کافی تھا اب میں کیا کروں کہ اللہ چاہتا ہے کہ میرا نبیؐ کچھ چیزوں کو دہرائے اور نبیؐ ان چیزوں کو بار بار دہراتا ہے اور اگر تاریخوں میں نہ ملے تو میری بات سے انکار کر دینا۔ حسینؑ ابن علیؑ پیدا ہوئے۔ میرے نبیؐ کی گود میں آئے اور میرا نبیؐ اس وقت رویا، اس وقت اس نے کربلا کا واقعہ بیان کیا۔ محرم کی پہلی تاریخ ہے۔

اب مجھ سے دو روایتیں سن جاؤ یہ روایتیں میں نے ۱۴۰۹ھ میں اور ۱۴۱۳ھ میں اپنے سننے والوں کی خدمت میں پیش کی تھیں، لیکن استدلال دے رہا ہوں اور اس استدلال کو اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھ لینا۔ ہمارے محدثین نے لکھا۔ دیکھو نبی یاد دلاتا ہے واقعہ کو اور کس شان کے ساتھ یاد دلاتا ہے۔ لیکن اگر سنتِ رسولؐ پر یقین ہے تو پھر اس سنت کو اپنی گرہ میں باندھ لینا۔

بچہ پیدا ہوا۔ سفید پارچہ میں لپیٹ کر رسولؐ کی گود میں دیا گیا۔ بچے کو گود میں رسولؐ نے لیا اور لینے کے بعد بے اختیار رسولؐ کی نگاہیں بچے کے چہرے پر ٹک گئیں اور رسولؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ کسی نے سیدہ نساء عالمیان کو اطلاع دی کہ نواسہ کو گود میں لے کر رسولؐ گریہ کر رہے ہیں۔

وہ ماں جس نے اس بچے کو جنم دیا ہے وہ ماں سوچے گی نا کہ میرے باپ کو بچے کے پیدا ہونے کی کوئی خوشی نہیں ہے اس کیفیت میں بی بی اپنے حجرے سے نکل

کر باپ کے پاس آئیں اور کہا: بابا آپ کو اس بچے کی پیدائش پر خوشی نہیں ہوئی؟ کہا: بیٹی خوشی تو ہوئی لیکن کچھ ایسی باتیں اس بچے کے متعلق جانتا ہوں کہ بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

سنتِ رسولؐ کے پاسدارو! رک جاؤ اور دیکھو دو متضاد کیفیتیں میرے رسولؐ میں ہیں پیدائش کی خوشی بھی ہے اور کسی وجہ سے رو بھی رہے ہیں۔ تو اگر ایک وقت میں خوشی اور غم دونوں اکٹھا ہو جائیں تو سنت یہ ہے کہ خوشی کو چھوڑ و غم کو اپناؤ۔ ایک ہی وقت میں جب خوشی بھی ہو اور غم بھی ہو تو خوشی دب جاتی ہے غم ابھر جاتا ہے۔ یہیں تو لانا تھا۔ میرے نبی کی سنت ہے کہ خوشی اور غم ایک ساتھ آ جائیں تو ہٹا دو خوشی کو اور غم کو لے لو۔ تو اب میں مسلمانوں سے کہنا چاہ رہا ہوں کہ کب تک نئے سال کی خوشیاں مناتے رہو گے؟

پہلی مجلس ہے اور ہمارے موسمِ عزا کا آغاز ہو رہا ہے یہ ہماری فصلِ عزا کی پہلی مجلس ہے۔ چاہا کہ تمہارے سامنے کچھ معروضات بیان کر دوں تا کہ نوجوان نسلوں تک یہ پیغام پہنچ جائے۔ کہا: بابا آپ نے کہا تھا مجھے خوشی ہے تو پھر یہ گریہ کیوں؟ کہا: بیٹی نہ پوچھ تو بہتر ہے۔

دیکھو ابھی یہ روایت بیان کر رہا ہوں اپنی کتابوں سے اور ابھی ایک روایت بیان کروں گا جسے عالم اسلام نے لکھا ہے۔ دونوں روایتیں تمہارے سامنے پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔ کہا: بیٹی نہ پوچھ تو اچھا ہے۔ کہا: بابا میں آپ کی بیٹی ہوں نا! کہا: ہاں کہا! بابا آپ کو میرے حق کی قسم ہے مجھے بتلا دیں کہ آپ حسینؑ کے پیدا ہونے پر گریہ کیوں کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ کنیز سے کہا: دیکھو اگر علیؑ کہیں مل جائیں تو بلاؤ۔" علیؑ آئے کہا: یا علیؑ سیدہؑ کا بازو تھامو۔ علیؑ نے شہزادی کا بازو تھاما تب کہا: بیٹی سنے گی کہ میں کیوں رو رہا ہوں؟

تیرا یہ بچہ جو اس وقت میری گود میں ہے ایک دن تین دن کا بھوکا پیاسا کربلا کے میدان میں شہید کر دیا جائے گا۔ پوچھا اِیّ ذنب۔ بابا اس بچے کی خطا کیا ہوگی؟ کہا: لاجرم ولا ذنب کوئی جرم نہیں ہوگا۔ تیرے بچے سے اور جرم ہو جائے؟ کوئی جرم نہیں ہوگا بلا خطا اور بلا تقصیر قتل کیا جائے گا۔ پوچھا: یہ ہوگا، کب؟ کہا۔

فی زمن خالی عنی وعنک وعن علی وعن حسن۔

جب میں نہیں ہوں گا تو نہیں ہوگی، علیؑ نہیں ہوں گے، حسنؑ نہیں ہوگا۔

بس یہ سننا تھا کہ شہزادی گھبرا گئی اور پوچھا: بابا جب کوئی نہ ہوگا تو اس بچے پر روئے گا کون؟

محرم کی پہلی تاریخ ہے جی چاہتا ہے کہ تمہیں یہیں سے پھر آگے لے جاؤں۔ بچہ گود میں آیا۔ پیغمبرؐ روئے اور ایک دن حسنؑ اور حسینؑ دونوں زانو پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جاؤ دیکھو! روایتیں ہیں یا نہیں اور میں صحیح حوالوں سے پیش کر رہا ہوں یا نہیں۔

داہنے زانو پر حسنؑ ہیں بائیں زانو پر حسینؑ۔ پیغمبر اکرمؐ نے بڑے نواسے کے لب چومے چھوٹے نواسے کا گلا چوما۔ حسینؑ نے اپنے ہونٹ بڑھائے نبیؐ نے پھر گلے کا بوسہ لیا۔ بچے کو اچھا نہیں لگا روتا ہوا ماں کے پاس آیا۔ ”اماں کیا میرے دہن سے کوئی بو آ رہی ہے؟

یہ دوسرا واقعہ ہے جسے میں تمہاری خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں۔ روتا ہوا بچہ آیا: اماں کیا میرے دہن سے بو آ رہی ہے؟ کہا: نہیں۔ کہا: پھر نانا نے ایسا کیوں کیا کہ بھیا کے ہونٹ چومے اور میرا گلا چوما؟

بی بی بچوں کو لے کر مسجد میں آئیں۔ پیغمبرؐ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ دیکھو مسجد میں واقعہ ہو رہا ہے۔ بی بی کو بٹھایا۔ علیؑ موجود ہیں۔ پوچھا: بابا سبب کیا ہے کہ آپ نے اس کے ہونٹ چومے۔ اس کا گلا چوما۔ کہا: بیٹی تجھ کو بتلا چکا ہوں نا کہ یہ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوگا۔ یہی تو وہ مقام ہے جہاں خنجر چلے گا۔

اب روایتوں میں اختلاف ہے۔ کہا: میرے بچے پر کون روئے گا؟ کہا: خدا ایک قوم کو پیدا کرے گا جس کے بزرگ اس کے بزرگوں پر روئیں گے، جس کی عورتیں اس کی عورتوں پر روئیں گی، جس کے جوان اس کے جوانوں پر روئیں گے، جس کے بچے اس کے بچوں پر روئیں گے۔"

چھوٹا بچہ سن رہا ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی۔ جب رسولؐ بیان کر چکے تو بچہ کھڑا ہوا کہنے لگا: نانا آپ میرے رونے والوں کو کیا دیں گے؟ کہا: بیٹے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب مسند شفاعت پر بیٹھوں گا تو سب سے پہلے تیرے رونے والوں کی شفاعت کروں گا۔

بچہ چلا چل کر باپ کے سامنے کھڑا ہوگیا: بابا آپ میرے رونے والوں کو کیا دیں گے؟ کہا: بیٹے۔ میں ساقی کوثر ہوں نا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تیرے رونے والوں کو جامِ کوثر سے سیراب کروں گا۔

آیا بھائی کے پاس کہ بھائی تم میرے رونے والوں کو کیا دو گے۔ جوانان جنت کے سردار ہیں نا تو کہا: وعدہ ہے کہ تیرے رونے والوں کو جنت میں جگہ دوں گا۔ نانا سے پوچھ لیا۔ باپ سے پوچھ لیا۔ بھائی سے پوچھ لیا۔ کھڑے کھڑے سوال کیا ہے نا۔ نانا آپ کیا دیں گے۔ بابا آپ کیا دیں گے۔ بھائی تم کیا دو گے۔

اب آیا اور آ کر ماں کی گود میں بیٹھ گیا: "اماں آپ میرے رونے والوں کو کیا دیں گی؟ بی بی نے چیخ ماری اور کہا: بیٹے یہ غریب ماں کیا دے سکتی۔ دروازہ جنت پر بال بکھرا کر بیٹھ جائے گی کہ جب تک تیرے رونے والے نہ چلے جائیں

ہم نے اپنی فصلِ عزا کا آغاز کر دیا۔ ہماری موسم عزا کا آغاز ہوگیا۔ دو روایتیں تم نے سن لیں۔ بڑے اختصار کے ساتھ میں نے روایتیں پیش کی ہیں۔ اب جاؤ اور دیکھو عالم اسلام کی روایتوں میں ہے یا نہیں۔ یہ تو میں اپنے گھر سے سنا رہا تھا، اپنے محدثین کی نقل کی ہوئی روایتوں سے سنا رہا تھا۔

جاؤ دیکھو ترمذی شریف میں ہے یا نہیں، جاؤ دیکھو بڑے بڑے محدثین نے لکھی ہے یا نہیں۔ ایک دن پیغمبر اکرمؐ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں آئے اور کہا: ام سلمہ مجھ پر وحی نازل ہونے والی ہے میں حجرے میں لیٹ رہا ہوں تم دروازہ بند کر کے باہر بیٹھ جاؤ اور خبردار اب کوئی داخل نہ ہو۔

تیور دیکھ رہے ہو پیغمبر کے؟ ''مجھ پر وحی الٰہی آنے والی ہے میں حجرے میں آرام کروں گا تم دروازہ بند کر کے باہر بیٹھ جاؤ۔ خبردار اب کوئی داخل نہ ہو۔'' حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: پیغمبر لیٹ گئے میں دروازہ بند کر کے دروازے کے باہر بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر گزر گئی اتنے میں پیغمبر کا چھوٹا نواسہ حسینؑ آیا اور اس نے دروازہ کھول کر اندر جانا چاہا۔ میں نے روک دیا۔'' بیٹا رک جاؤ۔ تمہارے نانا آرام کر رہے ہیں ان پر وحی الٰہی کا نزول ہونے والا ہے۔ انہوں نے منع کیا ہے کہ کوئی حجرے میں داخل نہ ہو۔

بچے نے مجھے دیکھا اور کہا: نانی کیا ہمیں بھی منع کیا ہے؟'' اس جملے کی قوت سمجھ رہے ہو۔ اس ایک جملے کی قوت سمجھ میں آ گئی تو پوری کربلا سمجھ میں آ جائے گی۔'' نانی کیا ہمیں بھی منع کیا ہے؟''

کہا: بیٹے سب کو منع کیا ہے۔ بچہ یہ سن کر پلٹا اور ادھر رسولؐ نے حجرے سے آواز دی: ام سلمہ تم نے میرے حسینؑ کو بھی پلٹا دیا؟ کہا: یا رسولؐ اللہ پھر کیا کروں؟ کہا: اسے بلاؤ۔ بی بی دوڑتی ہوئی آئیں کہا: بیٹے چلو تمہیں نانا بلا رہے ہیں۔ کہا: نہیں اب ہم نہیں آئیں گے۔ نانا نے منع کر دیا تھا نا؟ کہا: نہیں یہ تقصیر مجھ سے ہوئی مجھے نہیں معلوم تھا کہ لوگ اور ہیں تو اور ہے۔

حضرتِ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ بچہ حجرے میں داخل ہوا اور پیغمبرؐ کے سینے پر لیٹ گیا۔ میں نے پھر دروازہ بند کر دیا۔ کافی دیر ہوگئی تو مجھے رسولؐ کے رونے کی آواز محسوس ہوئی۔ میں نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے کیا میں

حجرے میں آ سکتی ہوں؟ کہا: ام سلمہؓ آ جاؤ۔

ترمذی شریف کی روایت ہے۔ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میں حجرے میں داخل ہوئی تو بچہ پیغمبر کے سینے پر سو رہا تھا پیغمبر کی مٹھی بند تھی اور پیغمبر با آوازِ بلند رو رہے تھے۔ بھئی اگر پیغمبر با آواز بلند نہ روتے تو ام سلمہؓ دروازے کے باہر کیسے سنتیں؟

بس سنتِ رسول ہے مصائب حسینؑ پر چیخ کر رونا۔

ام سلمہؓ نے عرض کی: اگر مناسب ہو تو بیان فرمائیں کہ رونے کا سبب کیا ہے۔

کہا: ام سلمہؓ کیا پوچھتی ہو؟ فرشتہ آیا اور اس نے میرے سینے پر حسینؑ کو سوتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا: آپ کو یہ نواسہ بہت عزیز ہے۔ کہا: ہاں بہت عزیز ہے۔ کہا: ایک روز یہ بھوکا پیاسا شہید ہوگا اور کہا: آپ کو پسند ہے کہ میں اس کے مقتل کی مٹی آپ کو ہدیہ کر دوں؟ میں نے کہا: ہاں۔

فرشتہ نے ہاتھ بڑھایا اور مقتل کی مٹی میری مٹھی میں دے دی اور میری اس مٹھی میں حسینؑ کے مقتل کی مٹی ہے۔ پھر فرشتہ نے زمین کربلا کو میرے سامنے پیش کیا اور مقامات کی تعین کی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حسینؑ کا بیٹا علی اکبرؑ برچھی کھائے گا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حسینؑ کا بھائی گھوڑے سے زمین پر آئے گا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں چھ مہینے کے بچے کے لئے پانی مانگے گا۔"

فرشتہ نے مقامات کی تعین کی، منازل بتلائے اور مٹی دی۔ پورا واقعہ رسولؐ نے ام سلمہؓ سے بیان کیا اور رسولؐ سے کس نے بیان کیا؟ فرشتہ نے۔ جاؤ بہت پڑھے لکھے ہو اور بہت پڑھے لکھے شہر کے شہری ہو۔ فرشتہ نے رسولؐ کو ذکر حسینؑ سنایا اور رسولؐ نے ام سلمہؓ سے ذکرِ حسینؑ کیا تو ذکرِ حسینؑ کرنا بھی سنتِ رسولؐ ہے ذکرِ حسینؑ سننا بھی سنتِ رسولؐ ہے۔

وہ بچہ جوان ہوا۔ رسولؐ دنیا سے گئے۔ ماں گئی۔ باپ دنیا سے گیا بھائی رخصت ہوا اور اب ایک دن وہ بچہ پیغمبر اکرمؐ کی لحد پر خدا حافظ کرنے کے لئے آیا۔

ایک جملہ کہنا چاہ رہا ہوں۔ تم میری کج مج بیانیاں سننے کے عادی ہو۔ میرے بزرگ غلام نقی رضوی صاحب خدا انہیں طول عمر عطا فرمائے، فرما رہے تھے یہ میرا ۲۸ واں سال ہے اس منبر پر۔ تو تمہارے شہر میں ہم نے اس منبر پر عمر گزار دی ذکرِ حسینؑ میں۔ تو ایک جملہ سنتے جاؤ اور یہ جملہ اس قابل ہے کہ اسے اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھو۔ دیکھو عاشور کے دن حسینؑ بڑے مضطرب تھے۔

جب اکبرؑ کو بھیجا ہے تو خود پیچھے پیچھے دوڑتے ہوئے جا رہے تھے کتنے مضطرب تھے۔ جب عباسؑ کے شانے اٹھائے ہیں تو بڑے مضطرب تھے لیکن پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جب قبر رسولؐ سے وداع ہوئے تو جس اضطرار کی کیفیت تھی، راوی کہتا ہے کہ پوری زندگی میں وہ کیفیت میں نے حسینؑ پر نہیں دیکھی۔

میں پھر یاد دلا رہا ہوں کہ یہ جملہ اپنے ذہنوں میں رکھ لو کہ شب ۲۸ رجب کی رات کو قبر رسولؐ پر آئے اور قبر رسولؐ پر ایسے لیٹ گئے جیسے ام سلمہؓ کے حجرے میں رسولؐ کے سینے پر لیٹے تھے۔

اور اتنا روئے کہ نیند آ گئی نانا کی شفقت کے عادی تھے: نانا آپ کی امت نے بہت ستایا ہے آپ کا یہ نواسہ آپ سے رخصت طلب کرنے آیا ہے۔ اجازت لی۔ بھائی کی قبر پر آئے اجازت لی۔ بھائی کی قبر پر ایک مرتبہ گئے لیکن نانا کی قبر پر بار بار گئے۔ یہ مقتل کے وہ گوشے ہیں جنہیں سنایا نہیں جاتا۔

واقعات کے تعدد سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ ۲۸ رجب میں بار بار نانا کی قبر کو خدا حافظ کہنے گئے۔ ایک جملہ اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لو کہ جب نانا کی قبر پر جا رہے تھے تو تھم تھم کر چل رہے تھے۔ قدم جما جما کر اٹھا رہے تھے جب بھائی کی قبر پر گئے ہیں تو ایسا لگ رہا تھا جیسے کائنات کا کوئی شہزادہ جا رہا ہو جب بھائی سے رخصت ہونے کے بعد ماں کی قبر مطہر کی طرف چلے تو ویسے دوڑے جیسے بچہ اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے۔

''اسلام علیکِ یا اماں۔''

ماں سے رخصت ہوئے، قافلہ تیار ہوا، حسینؑ ابن علیؑ اپنے قافلے کے ساتھ چلے۔ اب تم سے ایک سوال کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر شہید ہی ہونا تھا تو مدینہ میں شہید ہوجاتے۔ مدینہ میں نہ سہی مکہ میں شہید ہوجاتے۔ مکہ میں شہید نہیں ہونا تھا تو باپ کے دارالحکومت کوفہ چلے جاتے۔

لیکن نہیں جنگلوں کو طے کیا بیابانوں کو طے کیا کوہ و دشت کو طے کیا اور ایک ایسے ریگستان کو منتخب کیا جہاں حسینؑ یہ چاہتے تھے کہ انسانیت کا الوہی منشور اپنے خون سے لکھوں۔ میرے باپ کا قاتل چھپ گیا۔ میرے بھائی کا قاتل چھپ گیا اب ایسے میدان میں لڑوں گا جہاں قیامت تک میرا قاتل چھپ نہ سکے گا۔

علی اکبرؑ کے خون سے، علی اصغرؑ کے خون سے عباسؑ کے خون سے انسانیت کا الوہی منشور لکھنے کے لئے حسینؑ کربلا میں آگئے۔ دیکھو اب میں آیا ہوا اپنے موضوع پر۔ انسانیت کا الوہی منشور۔ میں نے اس عنوان کے لئے انہی آیات کا انتخاب کیا جن آیات کو گزشتہ سال تمہارے سامنے پیش کر چکا ہوں۔

سورۃ واللیل کی ابتدائی دس آیتیں۔ دیکھو قرآنِ مجید میں اتنی گیرائی اور اتنی گہرائی ہے کہ پوری زندگی اگر ایک آیت پر گزر جائے تو اس آیت کا حق ادا نہیں ہوگا۔ میں نے یہ چاہا کہ اس عنوان کے تحت، ان آیات کے تحت جو مباحث گزشتہ سال رہ گئے تھے انہیں مکمل کرنے کی کوشش کروں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ واللیل اذا یغشیٰ۔ قسم ہے رات کی جب وہ اندھیری ہوجائے۔

والنھار اذا تجلی۔ قسم ہے دن کی جب وہ مکمل طریقے سے روشن ہوجائے۔

وما خلق الذکر وہ الانثیٰ۔ قسم ہے ان ساری چیزوں کی جنہیں خدا نے نر و مادہ پیدا کیا۔ رات کی قسم دن کی قسم نر و مادہ کی قسم۔

ان سعیکم لشتیٰ تمہاری کوششیں بڑی منتشر ہیں، بڑی پراگندہ ہیں۔ بہت مختلف کوشش والے لوگ ہو۔ دیکھو انسانیت پر کمنٹ comment کر رہا ہے اللہ۔ کوششیں منتشر ہیں۔ کوئی دن جیسا ہے کوئی رات جیسا کوئی نر جیسا ہے کوئی مادہ جیسا۔

فاما من اعطیٰ تو وہ جو عطا کرے سخاوت سے کام لے۔

و اتقیٰ۔ تقویٰ اختیار کرے عطا، تقویٰ۔ دو چیزیں ہو گئیں۔

و صدق بالحسنیٰ اور اچھی بات کی تصدیق کرے۔ تو جو عطا کرے گا، تقویٰ اختیار کرے گا، اچھی بات کی تصدیق کرے گا، فسینسرہ للیسریٰ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے بہترین جگہ تک پہنچا دیں گے۔

و اما من بخل و استغنیٰ اور وہ جو بخل کرے اپنے آپ کو مستغنی سمجھے۔

و کذب بالحسنیٰ اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے۔

فسنیسرہ للعسریٰ تو ہم کہتے ہیں کہ اسے بدترین جگہ تک پہنچا کر دم لیں گے۔ سن لیا تم نے؟ سورہ کا آغاز ہے رات کی قسم اور دن کی قسم۔

یہ جو پوری کائنات ہے یہ کرشمہ ہے دن کا اور رات کا۔ زمین گھومتی ہے اس سے دن بنتا ہے۔ مزید گھوم جاتی ہے اس سے رات بنتی ہے۔ سورج اور زمین کے باہمی ارتباط سے رات اور دن پیدا ہوئے۔ تو رات اور دن کے تسلسل نے زمانہ بنایا۔ زمانہ پر سورہ والعصر کے ذیل میں پوری گفتگو کر چکا ہوں وہاں نہیں لے جاؤں گا۔ زمین گھومے گی دن آئے گا۔ پھر گھومے کی رات آئے گی۔ پھر گھومے گی دن آئے گا۔ تو دن اور رات کا تسلسل زمانہ بناتا ہے۔ زمانہ اتنا حاوی ہے ہم پر کہ ہم کہتے ہیں اب تو وہ کرنا ہے جیسا زمانہ کر رہا ہے۔ تو تم نہیں ہو زمانہ کے حاکم زمانہ حاکم ہے تمہارے اوپر

پیدا ہوئے۔ لڑکے ہوئے، جوان ہوئے۔ ادھیڑ ہوئے۔ بوڑھے ہوئے۔ مر گئے۔ زمانہ نے پیدا کیا زمانے نے مار دیا۔ تو کب تک زمانے کی حاکمیت قبول کرو

گے؟

یہیں تولانا تھا اپنے سننے والوں کو۔ تم گھرے ہوئے ہو زمانہ کے۔ زمانہ تمہارے اوپر حاکم ہے پیدا ہوتے ہو، مرجاتے ہو۔ تو مرنے کا سبب زمانہ ہے لیکن جو صاحبِ زمان ہو اسے موت نہیں آسکتی۔

اگر زمان کنٹرول میں آجائے تو پھر موت کا کیا سوال ہے؟ تو اب میں سمجھا دوں بات کو اور پھر گفتگو کو اس مقام پر روک دوں۔ بھول گئے اس انسان کو جو کائنات کا سب سے بڑا انسان تھا۔ زمانہ کیسا اس کے کنٹرول میں تھا۔ معراج کی رات میں گیا پوری کائنات کو دیکھ کر آیا۔ زنجیر در ہلتی رہی۔ وضو کا پانی بہتا رہا یعنی زمانہ اس کے کنٹرول میں تھا کہ لاکھوں سال کا سفر کرلیا اور زمین پر ایک لمحہ تھا۔

تو یہ تم ہو اور وہ زمانے کا مالک تھا۔ دیکھو اگر تمہیں عصر کی نماز پڑھنی ہے اب تو وقت چلا گیا اب مغرب میں تین چار دقیقہ رہ گئے ہیں اگر تمہیں عصر کی نماز پڑھنی ہے تو چھوڑ دو مجلس کو۔ جا کے نماز پڑھو اس لئے کہ اب سورج پلٹے گا نہیں لیکن جس کے قبضے میں سورج ہو وہ پلٹا کے نماز پڑھے گا۔

بس میرے عزیزو! میرے دوستو! گفتگو کو آج اس مرحلے پر روک رہا ہوں۔ سخن، ہائے گفتنی بہت ہیں لیکن اب اپنی بات کو اس لئے روک رہا ہوں کہ اذانِ مغرب کی آواز بلند ہونے میں صرف چار دقیقے رہ گئے ہیں تم گریہ کر چکے اور اب تمہیں زیادہ زحمت سماعت نہیں دوں گا۔ سمجھ میں آیا کچھ وہ جو زمانہ کے محکوم ہیں کچھ وہ جو زمانہ کے حاکم ہیں۔ اب کچھ بات واضح ہو رہی ہے۔

بھئی ہم ہیں، ہمارے باپ دادا ہیں کہ اگر مر جائیں تو ان کا ذکر بھی مر جاتا ہے اور ایک وہ ہے کہ جس کا ذکر کل بھی تھا آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔ بس میرے عزیزو! میرے دوستو! میں نے تقریر ختم کی اور اب اس سے زیادہ زحمت سماعت آج نہیں دوں گا۔ آج بھی ذکر حسینؑ تازہ ہے۔ میرے باپ کو مرے ہوئے پندرہ سال

ہو گئے برصغیر کا بہت بڑا عالم تھا لیکن آج جب میں نام لے رہا ہوں میرے دل میں کوئی گداز نہیں ہے۔ جس دن انتقال ہوا تھا میں رو رہا تھا۔

ٹھیک ہے۔ ہوں گے باپ، ہوں گے دادا لیکن حسینؑ کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ یہ عجیب نام ہے لفظِ حسینؑ کہ سن کر کان تھکتے نہیں اور رو کر آنکھیں تھکتی نہیں۔

آخری جملہ سنو: ایک مرتبہ حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے اپنے کو ماں کی قبر پر گرا دیا اور پھر کہا السلام علیک یا اما، راوی کہتا ہے قبر سے تین آوازیں آئیں۔

وعلیک السلام یا غریب الام وعلیک السلام یا مظلوم الام و علیک السلام یا عطشا الام

اے ماں کے مسافر بیٹے اے ماں کے مظلوم بیٹے اے ماں کے پیاسے بیٹے۔ تجھ پر بھی تیری ماں کا سلام پہنچے بس یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ حسینؑ اٹھے۔

رضاً بقضائه وتسليماً لامره

اماں اب تم سے اجازت چاہ رہا ہوں اب ملاقات ہوگی تو عاشور کی شب میں ملاقات ہوگی۔ بس یہی سبب ہے کہ ماں کھڑی تھی تو حسین دوڑتے ہوئے جا رہے تھے۔

اماں میں آ گیا اماں میں آ گیا۔ اماں میں آ گیا۔

وسیعلمون ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

مجلس دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾
وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ﴿۱﴾ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ﴿۸﴾ وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ﴿۱۰﴾

عزیزانِ محترم! سرنامۂ کلام میں سورہ وللیل کی ابتدائی دس آیتوں کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا۔ انسانیت کے الوہی منشور پر جس گفتگو کا ہم نے آغاز کیا ہے یہ اس سلسلے کی دوسری تقریر ہے۔ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

واللیل اذا یغشی قسم ہے رات کی جب وہ اندھیری ہو جائے۔

والنہار اذا تجلی اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

وما خلق الذکر والانثیٰ اور دنیا میں جتنے بھی نر ہیں ان کی بھی قسم اور جتنی مادائیں ہیں ان کی بھی قسم۔

ان سیعکم لشتیٰ تمہاری کوششیں پراگندہ ہیں تمہاری کوششیں منتشر ہیں۔ تمہاری کوششیں ایک مرکز پر نہیں ہیں۔

فاما من اعطیٰ واتقیٰ تو جو شخص بھی اپنے مزاج میں عطا کر رکھے گا اور اپنے مزاج میں تقویٰ کو رکھے گا۔

وصدق بالحسنیٰ اور اچھائیوں کی تصدیق کرے گا تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے آرام کی جگہ پر پہنچا دیں گے۔

واما من بخل واستغنیٰ اور وہ جو کنجوسی کرے گا اور اپنے آپ کو اللہ سے بے نیاز سمجھے گا۔

وکذب بالحسنیٰ اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے گا تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اسے بدترین انجام تک پہنچا دیں گے۔

ان آیات کے ذیل میں کل پہلا سلسلہ گفتگو تھا اور اب یہیں سے بات آگے بڑھ جائے گی۔

سورہ کا آغاز تھارات کی قسم، دن کی قسم۔ قرآن مجید نے مختلف مقامات پر رات کے سلسلے میں بڑی شان سے گفتگو کی ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo والفجرo ولیال عشرo والشفع والوترo والیل اذا یسرo قسم ہے پھوٹتی ہوئی صبح کی اور قسم ہے دس راتوں کی۔ (اب سوچو یہ دس راتیں کون سی ہیں)۔

والشفع والوتر قسم ہے دو کی اور قسم ہے ایک کی والیل اذا یسر اور قسم ہے اس رات کی جو آہستہ آہستہ گزرتی ہے۔ تو قسم کھائی دس راتوں کی اور اس رات کی جو آہستہ آہستہ گزرتی ہے اور اب سورۂ والشمس میں آواز دی۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo والشمس و ضحھاo والقمر اذا تلھاo والنھار اذا جلھاo والیل اذا یغشھاo قسم ہے روشن دن کی، قسم ہے اندھیری رات کی بھئی دو دلیلیں ہوگئیں اور اب نزول قرآن کے سلسلے میں آواز دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیمo انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدرo ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اتارا۔

وما ادرک مالیلۃ القدرo اور تم کیا جانو قدر کی رات کیا ہے۔

لیلۃ القدرo خیر من الف شھرo ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ تو رات کی اہمیت دیکھ رہے ہو۔ نزول قرآن رات میں اور اب پھر آواز دی۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا۔ پاک ہے وہ رب جو لے گیا اپنے

بندے کو رات کے وقت۔

کیا اہمیت ہے رات کی، تورات اتری رات میں۔ قرآن کا نزول ہوا رات میں، ہجرت ہوئی رات میں، معراج پر گئے رسولؐ رات میں اور اس کے برعکس جنگ بدر ہوئی دن میں، جنگ احد ہوئی دن میں، جنگ خندق ہوئی دن میں، جنگ خیبر ہوئی دن میں۔ آیت ولایت کا نزول دن میں ہے۔ آیت تطہیر کا نزول دن میں تم پوچھو گے نا کہ میں نے کیسے کہہ دیا کہ آیہ تطہیر دن میں نازل ہوئی۔ تو کیا بھول گئے۔

دخل علیّ ابی رسول اللّٰہ فی بعض الایام ایک دن رسول اللہ میرے گھر میں آئے۔ دن یاد ہے نا حدیث کسا والا دن۔ ایک دن رسول آئے چادر مانگی لیٹ گئے اور بی بی نے کہا: میں بیٹھ کر چہرے کو دیکھنے لگی۔

فصرت انظر الیہ۔ واذا وجھہ یتلاءٔ نور کانہ البدر فی لیلۃ تمامہ و کمالہ۔ جب میں نے اپنے باپ کے چہرے کی طرف دیکھا تو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ یہ دن کا وقت ہے رات نہیں اور رسولؐ کا چہرہ دن میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ کبھی تجربہ کرلو۔ رات کو چراغ جلاؤ، بزم کو نورانی کردے گا۔ اور اگر دوپہر میں جلاؤ پھیکا پڑ جائے گا، مدہم ہوجائے گا۔ کیونکہ سورج کی روشنی قوی ہے چراغ کی روشنی کمزور ہے۔ کمزور قوی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اب وہ کیسا رسولؐ تھا کہ سورج کے ہوتے ہوئے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔

تو جس کی نورانیت کو سورج کی توانائی کم نہ کرسکی اس کی نورانیت کو یہ شاتمین رسولؐ کم کریں گے؟ دنیا میں میرے رسولؐ کے خلاف ایک بین الاقوامی سازش کی گئی جس کے تحت کتابیں لکھوائی گئیں یہ جملہ اس حوالے سے محفوظ ہوجائے کہ جسے سورج نہ ڈھانک سکے اسے یہ پھٹے ہوئے لباس والے ڈھانکیں گے؟

تو اس کارگاہ ہستی میں دن کا بھی ایک کردار ہے اور رات کا بھی ایک رول ہے، ایک کیریکٹر ہے۔ اور یہ دونوں مل کر زمانہ بناتے ہیں۔ اور یہی دن رات اور یہی زمانہ تمہاری زمین پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اگر یہ بات واضح ہوگئی تو یہ زمانہ ہے جس نے پوری کائنات کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے، اگر اس جملے کو سمجھنا ہو تو سورج اس زمانے میں، چاند اس زمانے میں اور سورج اکیلا نہیں ہے۔ مریخ پر اثر انداز ہو رہا ہے، مریخ زحل پر اثر انداز ہو رہا ہے، زحل عطارد پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ عطارد مشتری پر اثر انداز ہو رہا ہے۔

پوری کائنات، مربوط ہے۔ یہ نہیں کہ چاند اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو۔ چاند کیا تمہارے سمندروں میں مدوجزر نہیں پیدا کرتا؟ یعنی چاند کا ایک کردار ہے نا! اچھا کیا سورج کا کردار نہیں ہے؟ اگر سورج نہ ہو تو اتنی برفانی ہوائیں چلیں کہ زندگی ختم ہو جائے۔ تو یہ سب ملکر تعاون کر رہے ہیں۔ سورج زمین سے تعاون کرے، چاند زمین سے تعاون کرے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انسانیت کو باقی رکھنا ہے۔ یعنی مزاجِ خدا یہ ہے کہ انسانیت باقی رہے اور دشمن کا مزاج یہ ہے کہ انسانیت ختم ہو جائے۔

تو سب ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ پوری کائنات کے سارے اجزا ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ سورج چاند سے مربوط ہے۔ چاند زمین سے مربوط ہے۔ مشتری عطارد سے مربوط ہے۔ عطارد مریخ سے مربوط ہے۔ سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ اگر یہ بات سمجھ آ گئی تو جو مزاجِ مشیت کائنات میں ہے وہی مزاج مشیت آخرت میں ہے۔ اگر خدا ایک ہے تو عادل ہے اور عادل ہے تو نبی بھیجے گا اور اگر نبی بھیجے گا تو پیغام نبوت کو باقی رکھنے کے لئے امامت کا سلسلہ قائم کرے گا اور ان سب کا نتیجہ قیامت میں نکلے گا۔

میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ نظامِ شمسی اتنا مربوط ہے اور اتنا مسلسل ہے کہ اگر

ایک کو ہٹا دیں تو سارے سیارے ٹکرا جائیں گے۔ اسی طرح اسلام کے عقائد اتنے مربوط ہیں کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی نکالو گے تو تمام عقیدوں پر ضرب پڑے گی۔ اس لئے عدل کا بھی تحفظ کرو امامت کا بھی تحفظ کرو۔

میری زبان سے ایک جملہ نکلا اور اسی پر میں تمہیں روکوں گا۔ یہ جو میں نے کہا کہ اگر خدا ایک ہے بھئی دیکھو یہ جو رات اور دن ہیں۔ یہ مل کر زمانہ بناتے ہیں۔ اور زمانے سے اور بڑا ثبوت وجودِ خدا پر کوئی نہیں۔ دیکھو ابھی ہو، کل نہیں تھے خدا تمہیں سلامت رکھے لیکن کل نہیں ہو گے۔ کیونکہ زمانہ چل رہا ہے۔ ماضی تھا۔ حال ہے، مستقبل ہوگا۔ تو اب زمانے سے خدا کو پہچانو۔

ایک شخص امام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: فرزندِ رسولؐ خدا سمجھا دیجئے کہ خدا ہے۔ میں تو نہیں مانتا کہ خدا ہے۔

فرمانے لگے: خدا ہے یا نہیں بعد میں بات کریں گے۔ پہلے یہ بتاؤ تم ہو یا نہیں؟

دیکھو خدا کی قسم یہ آلِ محمدؐ کا صدقہ ہے جاؤ دیکھو چیلنج کر رہا ہوں۔ آلِ محمدؐ نے اثباتِ خدا پر اور توحید پر جو گفتگو کی ہے کسی دین میں یہ گفتگو نہیں ہے۔

اصول کافی کی پہلی جلد تالیف محمد یعقوبِ کلینیؒ کتابِ توحید دیکھو۔

شیخ صدوقؒ نے پوری کتاب التوحید لکھ دی۔ جاؤ دیکھو تو آلِ محمدؐ نے اس موضوع پر کیا گفتگو کی ہے چھوڑو پچھلے دینوں کو۔ خدا پر details نہیں ملتیں، توحید پر تفصیلات نہیں ملتیں۔ فقط اسلام میں ملتی ہیں اور اسلام میں بھی فقط آلِ محمدؐ کی زبان سے ملتی ہیں تو میں یہ نہیں کہتا کہ پچھلے دینوں کی بات کرو، تم اپنے دین کی بات کرو۔ آلِ محمدؐ کے علاوہ دنیا میں خدا پر بولنے والا کوئی نہ نکلا۔ ارے بھئی کوئی پہچانے تو بولے۔

تو ملحد نے کہا: فرزندِ رسولؐ میں تو ہوں۔ کہا: اچھا تم ہو تو کیا پہلے بھی تھے۔

دیکھو کیا دوٹوک فیصلہ کر دیا۔

کہنے لگا: پہلے نہیں تھا اب ہوں۔ تو کہا: جب پہلے نہیں تھے بعد میں آئے ہو تو کوئی لایا ہے تمہیں؟ تم خود کو لائے یا کوئی لانے والا ہے؟

کہنے لگا: فرزندِ رسولؐ میں تو اپنے آپ کو نہیں لا سکتا۔ کوئی اور لایا ہے۔

فرمایا: وہی اور خدا ہے۔

تو انسان کتنا ہی انکار کرے وجود انسانی خود خدا پر گواہ ہے، وجود انسانی یعنی تمہاری آنکھیں، تمہارے کان، تمہارے ہونٹ، تمہارا پورا جسم، تمہارا پورا وجود اس کے وجود پر گواہ ہے۔

اب آ گئے ہیں مقام توحید پر تو ایک جملہ سنتے جاؤ معصوم نے اس سے پوچھا کہ تم ہو یا نہیں۔ میں پوری کائنات کی بات کر رہا ہوں اور قول معصوم کی روشنی ہی میں کر رہا ہوں۔ بھئی دیکھو کائنات منصوبہ ہے یا حادثہ؟

حادثہ کا مطلب جانتے ہو؟ وہ نہیں جو سڑکوں پر ہوتا۔ حادثہ یعنی اتفاق ہے۔ منصوبہ یعنی پلاننگ کے ساتھ نہیں تو وہ جو خدا کو نہیں مانتا کہہ دیتا ہے کہ کائنات حادثہ ہے۔ اور جو خدا کو مانتا ہے وہ کہتا ہے منصوبہ کے ساتھ ہے۔ تو کیسے طے کریں کہ یہ کائنات منصوبہ ہے یا حادثہ ہے۔

دیکھو تمہارے ملک میں انتہائی قیمتی پتھر کانوں سے نکالے جاتے ہیں۔ ہیرا نکالا جاتا ہے۔ یاقوت نکالا جاتا ہے، نیلم نکالا جاتا ہے۔ پکھراج نکالا جاتا ہے۔ زمرد جسے پنا کہتے ہیں وہ نکالا جاتا ہے۔ تو جب نکلتے ہیں نا تو تم نے ان کی ابتدائی شکل دیکھی؟ جب توڑ کے پتھروں سے نکالا گیا تو کوئی لمبا ہے کوئی چوکور ہے کوئی تکون ہے۔ کوئی گول ہے، سب کی شکلیں اتفاقی ہیں اب تم نے زمین کی کھدائی کی اور تمہیں یاقوت کا ایک ہار مل گیا اب کہہ دو کہ اتفاق کی ایک شکل ہے۔

دیکھو جب تک پہاڑ سے نکال رہے تھے اتفاق تھا شکلیں بیڈھنگی تھیں۔ لیکن

جب زمین کھودی اور ہار نکلا تسبیح جیسا تو اب کوئی نہیں کہتا کہ اتفاقی ہے اس لئے کہ ان دانوں کی مناسبت یہ بتلا رہی ہے کہ انہیں کسی کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ ان کو کسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے۔ تو اگر کائنات میں کوئی مقصد نظر آئے تو مانو منصوبہ ہے اگر بے مقصد نظر آئے تو مانو حادثہ ہے۔

تو اب بنیاد مقصدیت ہے اسی لئے جب قرآن مجید نے انسانیت کے الوہی منشور کا اعلان کیا تو آواز دی۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ہر کام اللہ کے نام سے کرو اور اب الوہی منشور دیکھو۔

الحمد للّٰہ رب العالمین ساری تعریف اللہ کے لئے ہے کون اللہ؟ رب العالمین جو عالمین کا پروردگار ہے۔ منصوبے سے اس نے بنایا ہے۔ پانچ مرتبہ دن میں تم نمازیں پڑھتے ہو اور ان نمازوں میں دو مرتبہ سورہ حمد پڑھتے ہو یہاں روکوں گا تمہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ جب بھی کسی کام کا آغاز کرو اللہ کے نام سے کرو۔ اور جب بھی تعریف کرو تو کمال دیکھ کر۔

الحمدللّٰہ رب العالمین۔ ساری تعریف اللہ کے لئے ہے یہ اللہ کہتے کسے ہیں؟ وہی اللہ جو تمہارا خالق ہے۔ نہیں ذرا لغت میں تو جا کے دیکھو لغت والوں نے اللہ کے کیا معنی لکھے ہیں۔ استجمع لجمیع صفات الکمال۔ جس میں سارے صفات پائے جائیں اور جس سے سارے عیب دور ہوں وہ ہے اللہ تو الحمد للہ تعریف ہے کمال والے کی۔ قیامت تک کے لئے نمازوں میں پڑھوا کر مسلمان کو یہ اصول دے دیا کہ جب بھی تعریف کرنا کمال والے کی تعریف کرنا عیب دار کی تعریف نہ کرنا۔

یہ تو سورہ حمد ہے۔ قرآن مجید کا دیباچہ، قرآن مجید کا آغاز، قرآن مجید کی تمہید

یہ ہے انسانیت کا الوہی منشور۔نہیں۔ پورا قرآن انسانیت کا الوہی منشور ہے۔ ایک ایک سطر انسانیت کا الوہی منشور ہے۔لیکن آج میں تمہیں روک رہا ہوں اس مقام پر۔ کبھی سوچا تم نے یہ جو بار بار سورہ پڑھے جا رہے ہو۔ سات آیتوں پر مشتمل ہے۔ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیمo الحمد للّٰہ رب العالمینo الرّحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ چار آیتیں خدا سے متعلق ہیں۔ ایا ک نعبد و ایاک نستعینo اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیھمo غیر المغضوب علیھم ولا الضّآلین۔ تین آیتیں بندوں سے متعلق۔

سورہ حمد تو ایسا سورہ ہے جو سب کے ذہنوں میں ہے یہ مان لیا کہ اللہ خالق ہے۔ اب پیدا تو کر دیا نا۔ اب میرا کیا ربط؟ اب میں جو کچھ بھی کروں، اب اللہ کبھی نظر آئے گا نہیں، اب اللہ کسی موقعے پر مجھے روکے گا نہیں، ٹوکے گا نہیں۔ اس لئے کہ وہ پیدا کر چکا۔ نہیں وہ روکے گا، ٹوکے گا۔ کہاں روکے گا؟ قیامت میں۔ تو میرا جو اللہ سے ربط ہے وہ قیامت کی بنیاد پر ہے۔ مجھے بتلا دو کہ تمہارا ربط اللہ سے کیا ہے؟ بس قیامت ہے۔ اگر ہم یہاں برا کریں گے تو وہاں الٹا لٹکائے گا۔ اگر ہم یہاں اچھی چیزیں کریں گے تو وہاں اچھی جزا دے گا۔ یہی ہے نا!

ہم جو ڈرے ہوئے ہیں اللہ سے وہ قیامت کی بنیاد پر۔ ہم جو نمازیں پڑھ رہے ہیں وہ قیامت کے ڈر سے، ہم جو روزے رکھ رہے ہیں وہ قیامت کے ڈر سے ہم جو حج پہ جاتے ہیں وہ قیامت کے ڈر سے۔ تو اللہ خلق کر کے بے تعلق نہیں ہوگیا۔ قیامت میں سب کو چیک کرے گا۔ ہم سب کو دیکھے گا۔ تو اللہ سے بندوں سے ربط کیا ہے؟ قیامت۔ اب عجیب بات یہ ہے۔ اوپر کی تین آیتیں دیکھو۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo الحمد للّٰہ رب العالمینo الرحمن الرحیمo اب نیچے کی تین آیتیں دیکھو۔ اھدنا الصراط المستقیمo صراط

الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلینo

اور بیچ کی آیت سے مالک یوم الدینo وہ قیامت کا مالک ہے یعنی بتلا دیا کہ اللہ کا رابطہ بندے سے قیامت تک ہے۔

دیکھ رہے ہو کیا گنی ہوئی آیتیں رکھی گئی ہیں۔ شروع کی تین آیتیں۔ اللہ۔ آخر کی تین آیتیں بندہ اور درمیان میں مالک یوم دین۔ کہ قیامت کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے تو تم جو ڈرے ہوئے ہو وہ قیامت کی بنیاد پر اس لئے درمیان میں رکھا۔ کیا Calculated موقع ہے اس مالک یوم دین کا اور اب اس کے فوراً بعد ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ تیری عبادت کرتے ہیں۔ جمع کا صیغہ ہے ہم تیری عبادت کرتے ہیں تو جب اس کی بارگاہ میں جاؤ تو اکیلے نہ جاؤ پوری انسانیت کا نمائندہ بن کر جاؤ۔ ہم تیرے عبد ہیں میں تیرا عبد ہوں نہیں بلکہ ہم تیرے عبد ہیں یعنی انسان جب نماز میں کھڑا ہوا تو پوری انسانیت کی نمائندگی کر رہا ہے نہیں بلکہ پوری کائنات کی نمائندگی کر رہا ہے۔

کیا وہ آیت بھول جاؤ گے۔

ان کل من فی السموٰت و الارض الا اتی الرحمن عبداo (سورہ مریم آیت ۹۳) آسمان و زمین کی ہر شے اللہ کی عبد ہے۔ سورج اللہ کا عبد۔ چاند اللہ کا عبد۔ ستارے اللہ کے عبد۔ زمین اللہ کی کنیز اس کی عبد۔ آسمان اللہ کا عبد۔ یہ سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ تو جو عبادت کرے وہ ہے عبد پوری کائنات، اس کا ہر فرد اللہ کا عبد ہے اور اب قرآن نے آواز دی۔

قل ان کان للرحمن ولد فانا اوّل العابدینo (سورہ زخرف آیت ۸۱) حبیب کہہ دے اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو کیا میرے علاوہ ہوتا؟ میں ہوں سب سے پہلا عبد۔ کیا اب بھی انکار کرو گے کہ میرا نبی اول مخلوق نہیں تھا۔

سورج عبد، چاند عبد، رسول اول العابدین ایاک نعبدو۔ جب تم خدا کی

بارگاہ میں اعلان کر رہے ہو مالک ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں پوری انسانیت کی نمائندگی ہے۔

وایاک نستعین اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ تو جب مدد صرف اللہ سے ہے تو "یااقوام متحدہ مدد" کہاں سے آ گیا؟ کہنے لگے کہ ہم نے اس سے مدد اسی لئے مانگی کہ وہ زندہ ہے (حالانکہ اس سے بڑا مردہ کوئی نہیں) کہنے لگے اس لئے مدد مانگی کہ وہ زندہ ہے تو زندہ سے مدد مانگنا بدعت نہیں ہے مردہ سے مدد مانگنا بدعت ہے۔ تو اسی دن کے لئے تو کہہ رہے تھے کہ نبی کو زندہ مان لو تو در در کی ٹھوکروں سے نجات پا جاؤ گے۔

سلسلہ سخن دراز ہے انسانیت کے الوہی منشور کا۔ ابھی تو بات آگے جائے گی۔

توایاک نعبدو ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں وایاک نستعین اب ترجمہ

سنو۔ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم کہ ہمیں صراط مستقیم پر باقی رکھ یعنی صراطِ مستقیم پر باقی رکھنے والا اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ترجمہ سمجھ میں آ گیا۔ دیکھو ترجمے دونوں ہیں۔ مالک ہمیں صراط مستقیم پر باقی رکھ۔ اور مالک ہمیں صراطِ مستقیم پر لے آ۔

لوگ یہ کہتے ہیں کہ "لے آ" غلط ہے۔ اسی لئے کہ اگر ہم نہ ہوتے صراطِ مستقیم پر تو نماز کیوں پڑھتے؟ اس لئے اس ترجمہ کو قبول کرتے ہیں کہ "صراط مستقیم پر باقی رکھ۔"

میں کیونکہ اتحاد بین المسلمین کا قائل ہوں اور ہمیشہ قائل رہوں گا اور میرے نزدیک اتحاد میں برکت ہے اس لئے میں دونوں ترجمے مانتا ہوں۔ جس نے کہا "صراط مستقیم دکھلا دے" اس نے سچ کہا اور جس نے کہا "صراطِ مستقیم پر باقی رکھ" اس نے بھی سچ کہا۔ جس نے صراط مستقیم نہیں دیکھی ہوگی وہ آگے آنے کی تمنا کرے گا جس نے دیکھ لی ہو وہ باقی رہنے کی تمنا کرے گا۔

اب جو بھی ترجمہ کرو میرے نزدیک قابل قبول ہے۔ صراط مستقیم پر باقی رکھ۔ صراطِ مستقیم دکھلا دے۔ اچھا کن کا ہے یہ راستہ؟

صراط الذین انعمت علیھم۔ مالک یہ نعمت والوں کا راستہ ہے۔ اس پر ہمیں باقی رکھ۔

غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ غضب والوں کا راستہ ہمیں نہیں چاہئے، گمراہوں کا راستہ ہمیں نہیں چاہئے۔ تو جب تک دنیا میں نماز قائم ہے اور جب تک مسلمان نماز پڑھ رہا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ نعمت والوں کو بھی پہچانے، غضب والوں کو بھی پہچانے۔

بھئی پوری نماز میں فقط دو دعائیں ہیں۔ اب قنوت تو جتنی چاہے پڑھ لو۔ واجب دعاؤں کی بات کر رہا ہوں۔

قنوت میں رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (سورہ ابراہیم آیت ۴۱)۔ اب پڑھے جاؤ: رب زدنی علما۔ پڑھے جاؤ دعائیں اور اگر چھوڑ دو تو شریعت کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ واجب دعائیں پوری نماز میں دو ہیں۔ پہلی دعا سورہ حمد میں۔

اھدنا الصراط المستقیمo اور دوسری دعا تشہد میں اللھم صل علیٰ محمدٍ و آل محمدٍ۔

امامِ شافعی رحمت اللہ علیہ نے ایک رباعی میں وہ مصرعہ فرمایا ہے نا جسے بار بار میں نے اس منبر سے quote کیا ہے۔

من لایصلی علیکم لاصلوٰۃ لہ۔ اے آل محمدؐ جو نماز میں آپ پر درود نہ بھیجے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ تو نماز میں جتنی دعائیں چاہو مانگو۔ واجب دعائیں صرف دو ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیمo مالک صراط مستقیم پر قائم رکھ نعمت والوں کی صراط تو سورہ حمد میں نعمت والوں کا تذکرہ کیا اور تشہد میں نعمت والوں کا اعلان کر دیا۔

مالک نعمتیں نازل فرما محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر۔ یہ اولاد میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے کہ قیامت تک رسولؐ کی اولاد پر بھی درود بھیجتے رہو۔ تو بھئی بھول گئے۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحیمo انا اعطینک الکوثرo فصل لربک وانحرo ان شانئک ھوالابتر۔ حبیب ہم نے تجھے کوثر دیا۔ نماز پڑھ، قربانی کر۔ تیرا دشمن بے نسل ہوگا۔ ابتر کے معنی بے نسل۔ جس کی نسل نہ چلے وہ ابتر۔

نعوذ باللّٰہ من ذالک۔ کسی مشرک نے، کسی کافر نے رسول کو یہ طعنہ دیا تھا۔ کوئی دشمن رسول تھا۔ جس نے طعنہ دیا کہ نسل ختم ہوگئی۔ اب اللہ نے طے کیا کہ قیامت تک نماز میں ان کی نسل پر درود بھجواؤں گا۔ محمدؐ رسول اللہ کی نسل سمجھ میں آئی۔ بیٹے۔ بیٹیاں، بھائی تو بہت سوں کے بیٹے بیٹیاں، بھائی ہوتے ہیں ان میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے۔ تو بھئی سنو۔ ہم اور ہو وہ اور ہیں اس کے بیٹے اور ہیں اس کی بیٹی اور ہے۔

جملہ سننا۔ مجھے دین ملا میرے باپ سے۔ تمہیں دین ملا تمہارے باپ سے۔ اچھا اُنہیں کس سے ملا؟ ان کے باپ سے۔ اُنہیں کس سے ملا؟ ان کے باپ سے۔ یہاں تک کہ رسولؐ کے زمانے کے کسی نہ کسی انسان تک پہنچ جاؤ گے۔ پوری قوت سے اس بات کو محسوس کرو۔ پورے انسان جو اس گلوب پر ہے ان سے پوچھو کہ تمہیں دین کہاں سے ملا کہیں گے کہ باپ سے ملا اور یہ سلسلہ رسولؐ کے زمانے تک پہنچ جائے گا۔ اب زمانہ رسولؐ میں ہم نے کسی سے جا کر پوچھا تو وہ یہ نہیں کہہ سکتے ہمیں ہمارے باپ سے ملا ہے۔

مجبور ہیں یہ کہنے پر کہ ہمیں دین رسولؐ سے ملا۔ لیکن تین ایسے ہیں جو کہہ سکتے کہ دین ہمارے باپ سے ملا۔ سیدہؑ کہہ سکتی ہیں۔ ان کا بیٹا حسنؑ کہہ سکتا ہے ان کا بیٹا حسینؑ کہہ سکتا ہے۔ کل تین ہیں۔ اور تمہیں حق ہے یہ پوچھنے کا کہ پھر علیؑ کی

حیثیت کیا ہے؟ انہوں نے تو اپنے باپ سے نہیں لیا دین تو رسولؐ ہی دیتا ہے۔ بھئی کہا تھا نا کہ یہ میرے بیٹے ہیں۔ مباہلہ کے میدان میں۔ تو یہ سوال کہ علیؑ کی حیثیت کیا ہے۔ یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ علیؑ تو نفسِ رسولؐ ہیں۔

دین جن لوگوں کی آبائی میراث ہوگا۔ ان ہی کے دل میں دین کے مٹنے کا غم ہوگا نا! میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ کسی اور کا نواسہ دین کو بچانے کے لئے کیوں اٹھے؟ جس کا دین ہے اس کا نواسہ اٹھے گا۔ اٹھا تھا نا۔ ۲۸ رجب کو چلا تھا۔

کل شب میں نے سفر کے بارے میں تم سے کچھ کہا تھا۔ وہ کیفیت تھی حسینؑ ابن علیؑ کی کہ پوری رات قبروں پر جا کر خدا حافظ کہتے رہے اور وہ کیفیت تھی ان بیبیوں کی کہ پوری رات اپنے حجروں میں گریہ کرتی رہیں۔ پہچانتے ہونا ان بیبیوں کو۔ ان میں علیؑ کی بڑی بیٹی زینبؑ ہیں ان میں علیؑ کی چھوٹی بیٹی اُم کلثومؑ ہیں۔ ان میں علیؑ کی بہو اُم فروہ ہے۔ ان میں فاطمہؑ کی بہو اُم رباب ہے۔ یہ بیبیاں رات بھر گریہ کرتی رہیں۔

جب صبح ہوئی تو قافلہ تیار ہوا اور ایک مرتبہ ابوالفضل العباس ذوالجناح لائے۔ حسینؑ سوار ہوئے۔ سوار ہوکر حسینؑ گھوڑے کو ایڑھ لگانا چاہتے تھے کہ عباسؑ نے کہا! فرزندِ رسول بنی ہاشم کی بیبیاں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ حسینؑ رک گئے۔

بیبیاں قریب آئیں۔ کہا: مولا ہم آپ کو روکنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم تو صرف اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم دو رویہ قطار بنا کر کھڑے ہوجائیں اور شہزادی زینبؑ کی سواری ہمارے درمیان سے گزر جائے۔

حسینؑ جواب دیں تو کیا دیں؟ ایک مرتبہ چیخ مار کر روئے، شاید وہ منظر یاد آ گیا کہ بیبیوں تمہیں قطار لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بازار کوفہ و شام میں اسی طرح سے لوگ قطاریں لگائیں گے اور منادی آوازیں دے رہا ہوگا۔ تماشا دیکھنے والو! تماشا دیکھو اولادِ رسولؐ کا۔

قافلہ چلا حسینؑ ابن علیؑ مکہ آئے اور پھر مکہ سے سفر اختیار کیا۔ ۲ محرم کی تاریخ تھی جب حسینؑ کے ذوالجناح نے چلنے سے انکار کر دیا۔ کہا: ذرا بستی والوں کو بلاؤ۔ بستی والے آئے پوچھا: اس بستی کا نام کیا ہے؟ کسی نے کہا: اس کا نام کربلا ہے تو کہا: بھیا عباسؑ خیمے لگا دو۔ خیمے لگے تو شہزادی زینب سکینہ کو گود میں لے کر ایک خیمے میں آ کر بیٹھ گئیں۔ ایک زرد غبار اڑا اور سکینہؑ کے بالوں پر جم گیا۔ بی بی نے وہ مٹی اٹھائی اور سونگھی اور کہا میرے بھائی کو جلدی بلاؤ۔ جب حسینؑ آئے تو کہا بھیا اس زمین سے جلدی نکل جاؤ اس مٹی میں تمہارے خون کی خوشبو ہے۔

کہا: بہن اب قیامت تک اسی زمین پر رہنا ہے۔

کہا: اہل قریہ کو بلاؤ اہل قریہ آئے کہا: یہ زمین کس کی ہے، کسی نے کہا: فرزند رسول یہ ہماری زمین ہے۔ کہا: میں خریدنا چاہتا ہوں۔ ساٹھ ہزار درہم پر وہ زمین خریدی اور اپنی ملکیت بنالی تاکہ قیامت تک کے لئے یہ فیصلہ ہو جائے کہ حسینؑ نہیں گیا تھا کسی سے لڑنے کے لئے، فوجیں آئی تھیں اس کی زمین پر۔

زمین خریدنے کے بعد کہا: نبی اسد کے لوگوں زمین تو میں نے لے لی اور اب اسے تمہیں ہبہ کر رہا ہوں، واپس کر رہا ہوں شرط یہ ہے کہ جب ہم سب دنیا سے گزر جائیں تو ہماری لاشوں کو احترام سے دفن کر دینا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارا چاہنے والا ہماری قبر پوچھتا ہوا آجائے تو اسے نشانِ قبر بتا دینا اور تیسری شرط یہ ہے کہ تین دن تک ہمارے زائر کو اپنا مہمان رکھنا۔ اس کے بعد کہا: اب جاؤ اور اپنی عورتوں کو بھیج دو۔ جب عورتیں آئیں تو کہا: میں فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں میں زینبؑ کا بھائی ہوں۔ اگر تمہارے مرد ہمیں دفن نہ کریں۔ تو پانی بھرنے کے بہانے آنا ہمیں دفن کر دینا۔

جب عورتیں روتی ہوئی واپس جا رہی تھیں تو کہا: ذرا اپنے بچوں کو بھیج دو
جب بچے آئے تو حسینؑ نے کہا: بیٹوں میں بھی تمہاری جیسی بیٹی کا باپ ہوں۔
تمہارے جیسے بیٹوں کا باپ ہوں اگر تمہارے ماں اور باپ ہمیں دفن کرنے نہ آئیں تو بیٹوں کھیل کے بہانے آنا اور ایک ایک مٹھی خاک ہمارے جسموں پر ڈال دینا۔

وسیعلمون ظلموا ای منقلب ینقلبون

تیسری مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝١ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝٣ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝٤ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠

عزیزان محترم انسانیت کے الوہی منشور کے عنوان سے ہم نے جس سلسلۂ گفتگو کا آغاز کیا ہے اس سلسلے کی یہ تیسری تقریر ہے۔ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۝ والیل اذا یغشیٰ۝ قسم ہے رات کی جب وہ دنیا کو تاریک بنا دے والنہار اذا تجلیٰ۝ اور قسم ہے دن کی جب وہ پوری طرح روشن ہو جائے۔

وما خلق الذکروا لانثیٰ۝ اور قسم ہے ان چیزوں کی جو نر اور مادہ بنائے گئے ہیں۔

ان سعیکم لشتیٰ۝ تمہاری کوششیں، تمہارے اعمال پراگندہ بھی ہیں اور ان میں اختلاف بھی ہیں۔

فاما اعطیٰ واتقیٰ۝ پس جو بھی اپنے اعمال کو سدھار لے، عطا کرے اور تقویٰ اختیار کرے و صدق بالحسنیٰ۝ اور اچھی باتوں کی تصدیق کرے تو ہم وعدہ کرتے ہیں۔ فسینسرہ، للیسریٰ۝ اسے آرام کی جگہ پہنچا دیں گے۔

اور جو بخل کرے گا اور اپنے آپ کو بے نیاز سمجھے گا و کذب بالحسنیٰ۝ اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے گا۔ جھٹلائے گا۔ فسینسرہ للیسریٰ۝ تو ہم اعلان

کرتے ہیں کہ اسے بدترین انجام سے ہمکنار کریں گے۔

دیکھو تیسرے مرحلے میں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دن اور رات، نر اور مادہ ان دونوں میں بظاہر تضاد نظر آرہا ہے۔ نر اور ہے مادہ اور ہے۔ دن اور ہے رات اور ہے لیکن اس بات کو یاد رکھنا کہ حیات انسانی کی بقا کے لئے موسم ضروری ہے۔ نہیں بلکہ جانوروں کی زندگی کے لئے، نباتات کی زندگی کے لئے۔

چوبیس گھنٹے میں دو موسم ایک دن کا موسم ایک رات کا موسم۔ دن گرم ہوگا رات ٹھنڈی ہوگی۔ یہ دو چھوٹے چھوٹے موسم چوبیس گھنٹے کے اندر ہیں تو یہی جب آگے بڑھتے ہیں تو کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں بڑی کبھی دونوں برابر۔ میں تمہیں کسی مرحلہ فکر سے گزارنا چاہ رہا ہوں۔ کبھی کے دن بڑے ہوں گے موسم اور ہوگا کبھی کی راتیں بڑی ہوں گی موسم اور ہوگا۔ کبھی دن رات برابر ہوجائیں گے موسم اور ہوگا۔

تو موسم، نباتات، حیوانات اور انسان کی بقا کا سبب ہے، ذریعہ ہے جس کی وجہ سے زندگی باقی ہے۔

و ما خلق الذکر و الانثیٰ ○ اور نر کی قسم اور مادہ کی قسم۔

عجیب بات یہ ہے کہ نباتات میں نر و مادہ ہیں۔ حیوانات میں نر و مادہ ہیں۔ انسانوں میں نر و مادہ ہیں۔ لیکن خدا نے کچھ چیزیں وہ خلق کیں جن میں نر و مادہ نہیں ہیں۔ سمندروں میں نر و مادہ نہیں ہیں پہاڑوں میں نر و مادہ نہیں ہیں۔

عجیب مرحلہ فکر ہے۔ پہاڑوں میں نر و مادہ نہیں ہیں اس لئے جیسا پیدا کر دیا قیامت تک ویسے ہی رہیں گے لیکن جہاں پر نسل کو آگے بڑھانا ہے وہاں نر و مادہ ہیں۔ اب دو چیزیں ہیں جو تمہاری زندگی کی بنیاد ہیں ایک نر و مادہ جس سے زندگی چلتی ہے اور ایک موسم جس سے زندگی باقی رہتی ہے تو کیا یہ دونوں چیزیں اس ایک کے وجود پر دلیل نہیں ہیں؟ اگر یہ دونوں چیزیں بے مقصد ہوں تو مان لو کہ کائنات

حادثہ ہے اور اگر مقصد واضح ہو تو مان لو کہ منصوبہ ہے۔

قرآن آہستہ آہستہ کس طرح اللہ کے وجود پر اور اللہ کی توحید پر دلیلیں فراہم کر رہا ہے۔ اب یہیں سے میں آگے بڑھ جاؤں۔ تم کہہ سکتے ہو کہ ہاں ٹھیک ہے موسموں نے بتایا کہ ایک مقصد ہے۔ دن اور رات کے آنے جانے نے بتلایا کہ ایک مقصد ہے۔ نر و مادہ کی تخلیق نے بتلایا کہ ایک مقصد ہے اور اس نے ہمیں خلق کر دیا اور جب خلق کر دیا تو بے تعلق ہو گیا۔

توجہ رہے۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ اللہ سے ہمارا تعلق کیا ہے تو میں پوچھوں گا کہ کس کی زمین پر چل رہے ہو؟ یہ کس کے آسمان کے نیچے ٹہل رہے ہو؟ یہ کس کی فضاؤں میں سانس لے رہے ہو؟ اتنی ہلکی سانس کہ اگر نہ جائے جب مر جاؤ اور اگر نہ نکلے جب مر جاؤ۔ یہی تو بتلانا تھا کہ نر و مادہ تخلیق کرتے ہیں۔ یعنی خالقیت کی علامت ہیں، موسم چلاتے ہیں، ربوبیت کی علامت ہیں تو اگر خدا کو خالق مان رہے ہو تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ تمہارا رب ہے، پال رہا ہے۔

یہی سبب ہے جب قرآن کا آغاز ہوا تو کہا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمo الحمدللّٰہ رب العٰلمینo یہ ہے قرآن کا افتتاح اور جب قرآن کا اختتام ہوا تو کہا۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیمo قل اعوذ برب النّاسo یعنی قرآن کے آغاز میں بھی ربوبیت رکھی انجام میں بھی ربوبیت رکھی۔ اب خالق بھی ہے رب بھی ہے۔ بنا کر علیحدہ نہیں ہو گیا، ہر آن تمہیں پال رہا ہے۔ اس کے بنائے ہوئے لمحوں میں گھرے ہوئے ہو۔ تو اب ایک جملہ یاد رکھنا تمہارے پاس اقتدار کا سرچشمہ ووٹ ہے تم جب ووٹ دیتے ہو تو کسی کو حاکم بنا دیتے ہو۔ یہی طریقہ ہے نا۔ لیکن وہ جس نے ووٹ نہیں دیا۔ وہ حزب اختلاف میں ہے اور اختلاف کا حق ہے۔

ان سعیکم لشتیٰ ۔ بھئی تمہارا تو مزاج ہی نہیں ملتا کبھی تمہیں جمہوریت پسند ہے، کبھی شہنشاہیت پسند ہے، کبھی آمریت پسند ہے۔ تم نے ووٹ دے کر کسی کو حاکم بنایا تو اختلاف کا حق تو تمہیں ہے۔ یہی تو رونا تھا تمہیں۔ جسے تم بناؤ گے اس سے اختلاف کرو گے لیکن جس نے تمہیں بنایا ہے اس سے اختلاف کا حق نہیں ہے۔ تو جو مالک ہے، جو رب ہے، جو خالق ہے اس سے اختلاف کا حق تو رکھتے نہیں۔ تو جب اختلاف کا حق نہیں رکھتے تو اطاعت کا حق رکھتے ہیں اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے اس کے آگے اپنے آپ کو Surrender کر دیں گے۔

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ تو آیا نہیں احکامات دینے کے لئے تو جسے بھیجا اسے اللہ کی جگہ پر سوچو۔ وہ خود تو آتا نہیں سجدے کروانے کے لئے اور سنو تمہارے سجدے ووٹ نہیں ہیں کہ ان سجدوں سے اللہ بن جائے۔ وہ اللہ ہے وہ خالق ہے۔ وہ رب ہے وہ رہے گا لیکن آیا نہیں سجدے کروانے، آیا نہیں اطاعت کروانے، آیا نہیں یہ کہنے کہ اب جو میں کہوں اسے مانو مجھ سے اختلاف نہ کرو۔ تو اب یا تو ربط ٹوٹ گیا؟ اگر ربط ہے تو کسی کو تو آنا ہے۔

بس یہیں لانا تھا اپنے سننے والوں کو۔ اب وہ جسے بھی بھیجے اپنی نمائندگی میں بھیجے گا اور جب وہ خدا کی نمائندگی میں آیا ہے تو تمہارا کام اس کی اطاعت کرنا ہے اختلاف کرنا نہیں ہے۔

بس محمدؐ جو کہہ دے اس کی اطاعت کرنا ہے۔ جب خدا کے مقابلے میں تمہیں حق اختلاف نہیں تو خدا کے محمدؐ کے مقابلے میں تمہیں حق اختلاف کہاں سے مل جائے گا؟ تو اب کیسے پہچانیں کہ محمدؐ اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔ تاریخ انسانیت کا ہر بڑا انسان جب پیدا ہوا تو بڑا نہیں تھا۔ عام بچہ تھا لیکن ایک ایسا بھی تھا کہ جب پیدا ہوا تو بڑا تھا۔

کیا تاریخ انسانیت کے اس ریکارڈ کو بھول جاؤ گے کہ جس رات محمد رسول اللہؐ

مکہ میں پیدا ہوئے۔ اس پوری رات ایک نور ساطع رہا۔ قیصر و کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے۔ دریائے ساوہ کا پانی خشک ہوگیا۔ مجوسیوں کی عبادت گاہ جس میں صدیوں سے آگ جل رہی تھی وہ آگ بجھ گئی۔ یعنی ایک پیدائش پر اتنے اثرات۔ بس یہی بتلانا تھا کہ تمہارے بڑے اور ہیں میرا بڑا اور ہے۔

اور اب اللہ نے طے کیا کہ میں محمدؐ کو پہچنواؤں گا۔ کبھی ستارہ اتار کر پہچنوایا، کبھی چاند تڑوا کر پہچنوایا، کبھی سورج پلٹا کے پہچنوایا، کبھی کنگرے گرا کر پہچنوایا، کبھی دریائے ساوہ کا پانی خشک کر کے پہچنوایا، کبھی درختوں سے سلام کر کے پہچنوایا، کبھی سنگریزوں سے تسبیح پڑھوا کر پہنچوایا۔

تو خدا پہنچوا رہا ہے۔ دیکھو وہ دریا جو صدیوں سے بہہ رہا تھا خشک ہوگیا۔ وہ کنگرے جو بادشاہوں کی جبروت کی علامت تھے وہ گر پڑے وہ آگ جو صدیوں سے جل رہی تھی۔ وہ بجھ گئی۔ وہ تاریک ملہ اس کی پوری رات روشن رہی۔ تو ستارہ اتار کر پہچنواتا ہے۔ سورج پلٹوا کر پہچنواتا ہے۔ گوہ سے کلمہ پڑھوا کر پہچنواتا ہے۔

اس طرح اللہ نے پہچنوادیا محمدؐ کو تو اب محمدؐ نے پہچنوانا شروع کیا اپنے اللہ کو۔ وہ رب ہے، وہ رحمٰن ہے وہ رحیم ہے، وہ احد ہے، وہ صمد ہے، وہ لم یلد ہے، وہ ولم یولد ہے، وہ قہار ہے، وہ غفار ہے، وہ ستار ہے، وہ ستار العیوب ہے۔ تو پروردگار نے پہچنوایا اپنے محمدؐ کو اور محمدؐ نے پہچنوایا اپنے پروردگار کو۔

اب میں روک رہا ہوں اس مرحلہ پر۔ دریائے ساوہ کا پانی خشک ہوگیا۔ پہچنوادیا محمدؐ کو۔ کنگرے گر گئے پہچنوادیا محمدؐ کو، آگ بجھ گئی۔ پہچنوادیا محمدؐ کو۔ لیکن عجیب بات یہ ہے جس شہر میں محمدؐ پیدا ہوئے اس شہر کے بت ایسے ہی رکھے رہے ان بتوں پر کوئی اثر نہیں ہوا بھئی انہیں اس لئے چھوڑا کہ کسی اور کو پہچنوانا تھا انہیں تڑوا کر۔

توجہ رہے! یہ مرحلہ بڑا عجیب ہے علیؑ کو تو پہنچوا دیا بت تڑوا کر لیکن باقی کا کیا ہوا! اب مجھے معاف کر دینا کل میں محمدؐ رسول اللہ کے رشتے داروں پر بات کر رہا تھا۔ بھئی دیکھو: رشتے کے سلسلے میں فلسفہ سنتے جاؤ اور یہ فلسفہ تمہارے ذہنوں میں محفوظ ہو جائے۔

رشتے اللہ بناتا ہے بندے نہیں بناتے اور اگر کوئی بنا بنایا رشتہ ہو تو اللہ جب چاہے توڑ دے۔ نوح علیہ السلام نے کہا تھا ان ابنی من اھلی۔ پروردگار یہ میرا بیٹا ہے۔ میرے اہل سے ہے۔ کہا نہیں تیرے اہل سے نہیں ہے۔ توڑ دیا رشتہ یا نہیں؟ دنیا کا سب سے قریبی رشتہ باپ اور بیٹے کا رشتہ ہے۔ اللہ نے ''انہ عمل غیر صالح'' ایک حکم دے کر رشتے کو توڑ دیا یا نہیں؟ یہ حال ہے رشتوں کا۔ نہ ہمارا کچھ دخل ہے نہ تمہارا۔ تو جب یہاں تک آ گئے تو تھوڑی دیر کے لئے میں مان لیتا ہوں کہ رشتے تم بھی بناتے ہو۔ بھئی بیٹی دی رشتہ بنا۔ بیٹی لی رشتہ بنا۔ کچھ رشتے تھوڑے سے تم بھی بناتے ہو۔ لیکن خونی رشتے صرف اللہ بناتا ہے۔ مجھے کہنے دو کہ رسولؐ علیؑ کو داماد تو بنا سکتے ہیں اپنا چچازاد بھائی نہیں بنا سکتے۔ بنا سکتے کہہ کر میں نے احتیاط کی ہے۔ میں کبھی اختلافی باتیں نہیں کرتا۔ مسلکوں میں اختلاف ہوتے ہیں۔

بھئی مجھے اپنے نظریہ کے اظہار کی تو اجازت ہے نا! تو میرا نظریہ سنو۔ یہ جو بیٹی دی رسولؐ نے یہ بھی اپنی مرضی سے نہیں دی۔ جب پیغام آئے تو یہی کہا نا مجھے حق نہیں ہے کہ میں بیٹی دے دوں۔ تو میرے جملے کو یاد رکھنا کہ جو رسولؐ اپنی مرضی سے بیٹی نہ دے سکے وہ اپنی مرضی سے جانشین کیسے بنائے گا؟

اب علیؑ کو بت تو تڑوا کے پہنچوا دیا تو دوسروں کو کیسے پہنچوائے۔ بھئی بڑے نازک مرحلے پر لے آیا ہوں۔ یہ بار بار کی سنی ہوئی آیت یہ رشتے پہنچوانے کے لئے تھی فقل تعالوا ندع ابناءَ نا وابناءَ کم ونساءَ نا ونساءَ کم وانفسانا

وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لّعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ (آل عمران:۶۱)

کہہ دے رسول تم خدا کا بیٹا سمجھتے ہو عیسیٰؑ کو اور ہم خدا کا رسول سمجھتے ہیں اور تم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہو تو اب آ جاؤ، اب بحث نہیں ہوگی اب مباہلہ ہوگا۔ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں گے تم اپنے بیٹوں کو لاؤ گے۔

اب جو بھی جائے وہ محمدؐ کا بیٹا۔ وہاں نوحؑ کا صلبی بیٹا تھا رشتہ توڑ دیا یہاں بیٹی کے بیٹے رشتہ جوڑ دیا۔ دنیائے اسلام کو دنیائے کفر کے مقابلے میں قرآن مجید نے ایک عجیب اصول دے دیا۔ عیسائی آئے تھے بحث کرنے کے لئے۔ کئی دن بحث ہوتی رہی پیغمبر سے اور قرآن مجید نے دلیل بھی دی ہے۔ وہ دلیل ہے قرآن میں کہ تم کہتے ہو کہ عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔ کہہ دو عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ جیسی ہے خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ (آل عمران:۵۹)

اگر عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں بغیر باپ کے تو آدمؑ تو وہ تھا جو بغیر ماں کے اور بغیر باپ کے تھا اسے اللہ کا بیٹا کیوں نہیں کہتے؟ دلیل سن لی۔ میرے نبیؐ کا کمال دیکھو۔ یہ جملہ اپنے دوست فیروز الدین رحمانی کو ہدیہ کر رہا ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہیں تھا نا! جہاں جہاں سننے والے سن رہے ہیں سنیں اور پھر کردارِ آلِ محمدؐ کو سمجھیں۔

اگر میں ہوتا تو مسکرا کے کہتا جس کا باپ معلوم نہ ہو وہ کیا اللہ کا بیٹا ہوتا ہے؟ بہت سیدھی بات ہے۔ لاجواب ہو جاتے لیکن میرے محمدؐ کا کمالِ اخلاق ہے کہ آئے ہوئے مہمان پر طنز نہیں کرتا۔ تو جو طنز نہ کرے وہ درہ اٹھانے کی اجازت دے دے گا؟ اسلحہ اٹھانے کی اجازت دے گا؟ شمشیر اٹھانے کی اجازت دے گا؟

بہت توجہ رہے۔ کمال کا اصول دیا قرآن نے پوری ملت اسلامیہ کو۔ اچھا آئے، بحث کی، پھر بحث کی، پھر بحث کی اور اب ایک مرتبہ قرآن نے کہا تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں گے تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لائیں گے۔ پھر ہوگا کیا؟

پھر ہم مباہلہ کریں گے۔ مباہلہ میں ہوگا کیا؟ **فنجعل لعنت اللّٰہ علی الکاذبین**۔ جھوٹوں پر لعنت کریں گے۔

قیامت تک کے لئے مسلمان کو قرآن مجید نے اصول دے دیا کہ اگر کوئی مناظرہ سے نہ تسلیم کرے اور اگر کوئی بحث سے تسلیم نہ کرے تو پوری زندگی اس کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لعنت بھیج کے الگ ہوجاؤ۔ کل سرسری طور پر شاتمین رسولؐ کا تذکرہ کر رہا تھا کہ بین الاقوامی طور پر سازش ہے کہ پیغمبر کے خلاف کتابیں لکھوائی جارہی ہیں، مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی تو تمہیں ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے لعنت بھیج کر الگ ہو جاؤ۔

ملتِ اسلامیہ وقت برباد نہ کرے۔ یہی میرا مشورہ ہے اور یہیں سے میں آگے بڑھ جاؤں گا۔ کہ ابناء ہیں۔ نساء ہیں۔ انفس ہیں۔ یا رسولؐ اللہ آپ عیسائیوں کے مقابلے میں، کیلے چلے جائیں ضروری کیا۔ جبکہ نہیں لے جائیں؟ لعنت کرنا ہے نا تو آپ سے بڑا سچا کون ہوگا آپ کو تو مشرک بھی سچا تسلیم کر چکے ہیں۔ آپ چلے جائیں عیسائیوں کے مقابلے پر اور جھوٹوں پر لعنت بھیج کر آ جائیں۔ تو رسولؐ یہی کہیں گے کہ میں تمہارے زمانے کا سچا ہوں اگر اپنے بعد کے زمانے والوں کا تعارف نہ کراؤں تو قیامت تک کے جھوٹے چھپ جائیں گے۔

تم نے ہزاروں مرتبہ مباہلہ کے واقعہ کو سنا ہوگا میں مباہلہ کا واقعہ نہیں بیان کر رہا ہوں میں تو صرف تمہیں متوجہ کر رہا ہوں۔ اب جو جائے وہ ہے میرے نبی کا رشتہ دار۔ کوئی بات سمجھ میں آئی؟ رشتہ دار یعنی قربیٰ۔ عربی میں رشتہ دار کو قربیٰ کہتے ہیں نا! تو اب جو جائے بس اتنے ہیں رسولؐ کے رشتہ دار۔

اب وہ اللہ جس نے نوحؑ کے زمانے میں باپ بیٹے کا رشتہ توڑ دیا وہی اللہ اس زمانے میں نانا نواسے کا رشتہ توڑ کر باپ بیٹے کا رشتہ بنا رہا ہے۔ تو جہاں چاہے رشتہ کو توڑ دے جہاں چاہے رشتہ کو جوڑ دے۔ اللہ مرضی کا مالک ہے اور ایسا اس اللہ نے

رشتہ بنا دیا کہ یہ ہیں بیٹے وہ ہے نساء وہ ہے انفس۔ یہ نفس ہے یہ نساء ہے یہ بیٹے۔ اب طے ہوگئی نا بات۔

بھئی میں اگر ایک ہزار سال پہلے پیدا ہوتا تو میرے ماں باپ نہ معلوم کون ہوتے میری اولاد نہ معلوم کون ہوتی اور میں اگر ایک ہزار سال بعد آتا تو خدا معلوم میرے رشتہ دار کون ہوتے۔ یہ زمانہ اتنا ظالم ہے کہ اگر پہلے ہوتا تو خدا معلوم میرے اجداد کون ہوتے اور بعد میں آتا تو خدا معلوم بیٹے کون ہوتے لیکن یہ خصوصیت ہے میرے محمدؐ کی کہ رشتے خدا نے جوڑے ہیں۔ اگر محمدؐ ہزار سال پہلے ہوتے جب بھی پنجتن ہوتے اگر ہزار سال بعد ہوتے جب بھی پنجتن ہوتے۔

تو یہ ہیں سچے۔ تو یاد رکھنا کہ کوئی ہوا کرے چچازاد بھائی لیکن جب قرآن نے رشتے دے دیئے۔ تو یہی ہیں۔ ایک نفس ہے ایک نساء ہے اور دو بیٹے ہیں۔ چیلنج کر رہا ہوں پورے عالم اسلام کو۔ کتابیں کھنگالنے کے بعد بات کرتا ہوں۔ آیت آئی تھی کہ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں گے۔ تعداد نہیں تھی۔ آیت آئی تھی کہ ہم اپنی عورتوں کو لائیں گے۔ تعداد نہیں تھی۔ آیت آئی تھی ہم اپنے نفسوں کو لائیں گے۔ تعداد نہیں تھی۔

تو مباہلے کے دوسرے دن مدینے کے کسی شہری نے یہ نہیں پوچھا: یا رسولؐ اللہ آیت تو آئی تھی بیٹوں کو لے جائیں گے۔ یہ دو بیٹوں کو کیوں لے گئے۔ آیت آئی تھی عورتوں کو لے جائیں گے یہ ایک عورت کو کیوں لے گئے۔ آیت آئی تھی کہ اپنے نفسوں کو لے جائیں گے یہ ایک کو کیوں لے گئے؟ تو مدینہ کا ہر شہری جان رہا تھا کہ رشتہ دار اگر ہیں تو بس یہ ہیں کوئی اور نہیں ہیں۔

دیکھو واقعہ میں نے بیان نہیں کیا میں تو صرف تمہیں متوجہ کر رہا ہوں کہ جو ہوا۔ خدا کو محمدؐ نے پہچنوایا۔ محمدؐ کو خدا نے پہچنوایا اور ان دونوں نے مل کر آلِ محمدؐ کو پہچنوایا۔ تو ایک آیت اس موقعے پر ہدیہ کرنا چاہوں گا۔ بہت شور ہے نا کہ یہ ہیں محمدؐ کے رشتے دار یا یہ ہیں محمدؐ کی اولاد، یہ ہیں رسولؐ اللہ کے اہل بیت یہی ہیں ذرّیت، تو

اتنا زور کیوں ہے؟ تو جاؤ دیکھو سورۂ انعام قرآن مجید کا چھٹا سورہ اور آیت کا حوالہ اس لئے دے رہا ہوں کہ تم میری بات کا اعتبار نہ کرو جاکر قرآن میں دیکھنا آیت کا نشان ۸۴ تا ۸۷۔

آیت بہت لمبی ہے پوری آیت نہیں پڑھوں گا۔ اس لئے کہ دامنِ وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ ہم مغرب سے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ اس لئے تیزی سے گزر رہا ہوں۔ اللہ نے پیغمبروں کے نام لئے۔ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، یوسفؑ، ہارونؑ، سارے پیغمبروں کے نام لئے اور نام لینے کے بعد کہا۔

ومن آبائهم و ذريتهم واخوانهم و احتبينا هم وهد ينهم الىٰ صراط مستقيم۔ ہم نے ہدایت کے لئے یا انبیاء کے باپ دادا میں سے لئے یا انبیاء کے بھائیوں میں لئے یا انبیاء کی ذریت میں سے لئے۔ تو یہ ہے ذریتِ رسولؐ۔ اب اگر بعدِ محمدؐ ہدایت ہوگی تو ان سے ہوگی کسی اور سے نہیں ہوگی۔

اچھا تو صادقین آئے جھوٹوں پر لعنت کرنے کے لئے۔ رسولؐ چاہتے تھے کہ میرے بعد کے سچوں کا تعارف ہوجائے۔ تو عیسائی ہٹ گیا نا! اگر عیسائی انہیں سچا نہ مانتا تو عیسائی ہٹتا؟ تو عیسائی نے سچا مان لیا۔ آپ کو سچا ماننے میں تکلیف کیا ہے؟ سمجھ میں آرہی ہے نا بات! میں مختلف جہات اور مختلف Angles تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اب دامنِ وقت میں بالکل گنجائش نہیں ہے لیکن یہ جملے سنتے جاؤ۔

عیسائی مان گیا نا سچا کہ یہ سچے آئے ہیں اور یہ مجلسیں انہی کو منوانے کا منصوبہ ہیں۔ ہم اتحاد بین المسلمین کے علمبردار ہیں۔ خدا کی قسم ہمارا کسی سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بھئی دیکھو اس مجمع میں کسی کا لباس پیلا ہے کوئی کالا ہے کوئی نیلا ہے تو لباس کے رنگوں میں اختلاف ہے تو کیا اختلاف بنیاد بن گیا ہے جھگڑے کی، تو اختلافات جھگڑے کی بنیاد نہیں بنا کرتے۔ مسلک کا اختلاف تو میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اس لئے کہ درخت میں ایک شاخ نہیں ہوتی شاخیں ہوتی ہیں۔

اور دیکھو آلِ محمدؐ سے تو کسی کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ جھگڑا تو اس سے ہو جو مقابل پر ہو۔

ایک سوال ہے کہ عیسائیوں نے پنجتن کو سچا مان لیا۔ رسولؐ کو تو پہلے ہی سچا مان رہے تھے۔ مشرکین تک سچا مان رہے تھے۔ مباہلہ کے میدان میں جو چار بچے تھے انہیں بھی عیسائیوں نے سچا مان لیا۔ تو سچا کیسے مانا؟ کل تک تو سچا نہیں مان رہے تھے۔ وہ بوڑھا عیسائی کہنے لگا "انی لارا وجوھاً" میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں یعنی آلِ محمدؐ کی صداقت کی دلیل۔ اس دن ایسے چہرے تھے کہ کردار کی سچائی سامنے آ گئی۔ ایسے چہرے ہوں تو ان کا دیکھنا عبادت کیوں نہ قرار پائے؟

تو میں بات کو یہاں پر روک رہا ہوں۔ کہ چہرے نے پورے کردار کی صداقت دکھلا دی۔ بہت توجہ رکھنا کہ یہیں پر تو میں آخری جملہ کہوں گا اور پھر چلا جاؤں گا مصائب کی طرف۔ چہرے نے پورے کردار کی صداقت بتلا دی۔ کردار پوری زندگی کا۔ چہرہ مختصر سا۔ بات نہیں پہنچی ورنہ مجھے جملہ بدلنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب جملہ سننا کہ میں کہنا کیا چاہ رہا ہوں۔ چہرے نے کردار کی صداقت بتلا دی۔ زبان نے نہیں۔ ابھی آلِ محمدؐ کی زبان بولی نہیں ہے۔ صرف چہرے نے صداقت بتلائی تو چہرہ ہے صامت، زبان ہے ناطق اور بدل دوں بات کو!

دیکھو کیا کہا تھا اس نے کہ ایسے چہرے ہیں کہ پہاڑ ہٹنے کی دعا مانگیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے یعنی چہرے نے زبان کی قوت کو پہنچوا دیا تو چہرہ ہے صامت زبان ہے ناطق تو سیرت یہ ہے کہ ناطق۔ صامت کو پہنچوائے اور اللہ نے سیرت الٹ دی چہرہ صامت ہے صامت کے معنی جانتے ہو؟ خاموش اور زبان ناطق ہے۔ ناطق کے معنی بولنے والا۔ تو زبان بولتی ہے چہرہ خاموش ہے۔ چہرے میں اتنی طاقت ہے صامت میں اتنی طاقت ہے کہ ناطق کو پہنچوا دے۔ اب قرآن نے طے کیا کہ میں صامت ہوں اور ناطقوں کو قیامت تک کے لئے

پہنچواتا جاؤں گا۔

بھئی یہ جملہ سنتے جانا۔ چھوٹی سی زبان اور ہٹائے گی کس کو؟ پہاڑ کو ذرا مادی قوت دیکھو پہاڑ کی اور مادی قوت دیکھو زبان کی۔ یہی تو عیسائی نے بتلایا کہ یہ مقابلہ مادیت کا نہیں ہے یہ مقابلہ روحانیت کا ہے۔ زبان اپنی مادی طاقت سے نہیں ہٹائے گی اپنی روحانی قوت سے ہٹائے گی۔ بس قیامت تک کے لئے عیسائیوں نے مسلمانوں کو یہ درس دے دیا کہ جب مادیت تم پر حاوی ہوجائے تو آلِ محمدؐ کے دامن میں پناہ لے لو۔

بس میرے دوستو میرے عزیزو! تقریر اس مرحلے پر رک گئی۔ وہ جو جنگ تھی وہ مادیت اور روحانیت کی جنگ تھی۔ حسینؑ نے کربلا کی جنگ مادیت سے نہیں جیتی۔ حسینؑ نے کربلا کی جنگ روحانیت سے جیتی ہے۔ اسے جانتے ہو ایک عیسائی تھا وہب ابن حباب کلبی۔ سترہ دن پہلے اس نے شادی کی۔ دیکھو صدائیں بلند ہوگئیں۔

میں حسینؑ کا تذکرہ نہیں کررہا ہوں۔ حسینؑ کے ایک چاہنے والے کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ سترہ دن کی بیاہی دلہن اور اپنی ماں کو لے کر یہ عیسائی جوان اپنے گاؤں واپس جارہا تھا۔ انہوں نے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ماں نے کہا: بیٹے یہ سامنے ایک بڑا قافلہ پڑا ہوا ہے ذرا جا معلوم تو کر کہ یہ لوگ کون ہیں۔

وہ عیسائی جوان آیا اور پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ رسولؐ کا نواسہ ہے۔ آیا: اماں یہ جو قافلہ ہے کوئی عام عرب قافلہ نہیں ہے یہ مسلمانوں کے رسولؐ کے نواسے کا قافلہ ہے۔ کہا: بیٹے ذرا جا کے معلوم تو کر یہ کہاں جارہا ہے۔

وہ پھر آیا اس نے تحقیق کی اور پھر جا کر کہا: اماں اسے فوجوں نے گھیر لیا ہے۔ کہا: میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ آخری نبی کا نواسہ دشمنوں میں گھر جائے گا۔ یہ سچا ہے اس کا نانا سچا تھا۔ ماں آئی، زوجہ آئی، جوان آیا۔ سب نے اسلام قبول

کیا۔ حسینؑ کے سامنے کلمہ پڑھا۔

یہ میرے حسینؑ کی روحانیت ہے۔ اب میں واقعہ نہیں پڑھوں گا لیکن جملہ سنتے جاؤ۔ روزانہ وہب اپنی ماں سے کہتا تھا کہ اماں یہ تو دو بادشاہوں کا ٹکراؤ ہے ہم نکل جائیں۔

ایک دن اس کی ماں کو جلال آ گیا۔ کہا: تف ہے تیرے اوپر کلمہ پڑھنے کے بعد ایسی بات کرتا ہے یہ دو بادشاہ ہیں؟ نہیں دو بادشاہ نہیں ہیں۔ ایک بادشاہ ہے اور ایک قبر رسولؐ کا مجاور۔ وقت ہوتا تو میں تفصیلات میں جاتا اور وہب کلبی کی پوری شہادت بیان کرتا لیکن اب میرے پاس وقت نہیں ہے۔

عاشور کا دن آیا اور یہ طے ہوگیا کہ اب جنگ ہوگی۔ ماں کے چہرے پر اضطراب کی کیفیت دیکھ کر بیٹھ گئے اور کہا: اماں آپ کے چہرے پر یہ اضطراب کی کیفیت کیوں ہے؟ کہا: اس لئے ہے کہ تو اب تک خیمے میں بیٹھا ہوا ہے۔ ابھی تک حسینؑ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ جا اور حسینؑ کی مدد کر۔

آیا۔ حسینؑ نے پوچھا۔ کیسے آنا ہوا! کہا: اماں کہہ رہی ہے کہ اگر تو حسینؑ پر قربان نہ ہوا تو میں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔ کہا: جا وہب میں نے تجھے اجازت دی۔

خیمے میں آیا کہا: اماں مولا نے اجازت دے دی اب تو تو خوش ہے نا؟ کہا: نہیں جب تک تیرا جسم خون میں نہ نہا جائے اس وقت تک میں خوش نہیں ہوں گی۔ تلوار لے کر نکلنا چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ وہب کی زوجہ نے دامن تھام لیا۔

وہب نے کہا: مجھے اجازت دے۔ کہا: نہیں پہلے مجھے حسینؑ کے پاس لے جا۔ دونوں حسینؑ کے پاس پہنچے۔ ایک مرتبہ حسینؑ نے گھور کے دیکھا اور کہا: یہ تم دونوں ساتھ کیسے آئے؟

کہا: فرزند رسولؐ میری زوجہ مجھے لے آئی کہا: کیا چاہتی ہے؟ کہا: مولا فقط دو تمنائیں ہیں۔ پہلی تمنا تو یہ ہے کہ وہب شہید ہونے کے بعد مجھے بھول نہ جائے اور

قیامت میں مجھے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے۔ کہا: بی بی میں وعدہ کرتا ہوں کہ تو وہب سے پہلے جنت میں جائے گی۔

وہب کی زوجہ نے کہا: مولا دوسری تمنا یہ ہے کہ جب آپ شہید ہو جائیں گے تو خیموں میں لوٹ مچ جائے گی۔ مجھے وہب زینبؑ کے خیمے میں پہنچا دے وہاں تو میں لوٹ سے بچ جاؤں گی۔ یہ سن کر حسینؑ نے ایک چیخ ماری اور کہا: وہب کی زوجہ کوئی خیمہ لوٹ اور آگ سے محفوظ نہیں رہے گا۔

الا لعنت اللّٰہ علی قوم الظالمین۔

چوتھی مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰٓی ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ﴿۸﴾ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ﴿۱۰﴾

عزیزانِ محترم! انسانیت کا الوہی منشور اس عنوان سے ہماری گفتگو چوتھے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

واللیل اذا یغشٰیO قسم ہے رات کی جب وہ اندھیری ہو جائے۔

والنہار اذا تجلّیO قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

وما خلق الذکر والانثیٰO اور ان ساری چیزوں کی قسم جنہیں ہم نے نر اور مادہ خلق کیا ہے۔

ان سعیکم لشتیٰ تمہاری کوششیں انتشار کا شکار ہیں تمہاری کوششیں پراگندگی کا شکار ہیں۔تمہاری کوششوں میں اختلافات ہیں۔

فاما من اعطی واتقیO اب جو شخص بھی عطا کرے "واتقی" اور تقویٰ اختیار کرے۔

وصدق بالحسنیٰO اور ہر اچھی چیز کی تصدیق کرے۔

فسینسرہ للیسریٰO تو ہم وعدہ کرتے ہیں اسے کامیاب کریں گے، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے نجات عطا کریں گے، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آخرت میں اسے سہولت فراہم کریں گے۔

واَمّا من بخل و استغنیٰO اور وہ جو کنجوسی کرے اور اپنے آپ کو بے نیاز

سمجھے و کذب بالحسنیٰo اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے تو ہم اعلان کرتے ہیں۔

فسینسرہ للعسریٰo اسے آخرت میں خسارہ اٹھانا ہوگا اسے آخرت میں نقصان ہوگا اسے آخرت میں کامیابی نہیں ہوگی۔ تو جب یہ بات طے ہوگئی کہ انسانی کوششوں میں انتشار ہے، انسانی کوششوں میں پراگندگی ہے، انسانی کوششوں میں کوئی مطمح نظر نہیں ہے انسانی کوششوں میں کوئی مرکزیت نہیں ہے تو پھر وہ اصول کیا ہوں جن پر چل کر انسانیت کامیاب ہوجائے۔ جن پر چل کر انسانیت کو فائدہ ہو۔ تو آواز دی۔

فاما من اعطی پہلا اصول تو یہ ہے کہ عطا کرو۔ کیا عطا کرو آیت میں نہیں ہے۔ دوسرا اصول ''واتقی'' تقویٰ اختیار کرو۔ بچو۔ کن چیزوں سے بچو؟ آیت میں نہیں ہے۔

تیسرا اصول۔ وصدق بالحسنیٰ اور ہر اچھی چیز کی تصدیق کرو۔ وہ اچھی چیزیں کیا ہیں آیت میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔ ہر وہ شے جو اس نے تمہیں عطا کی تم دوسروں کی عطا کرو۔

تفسیر مجمع البیان ہماری بڑی معتبر تفسیر ہے۔ امام محمد باقرؑ سے کسی نے سوال کیا: فرزندِ رسولؐ اس آیت میں تو کچھ بھی نہیں ہے کہ کیا عطا کریں۔ تو فرمایا ''اعطی مما اعطا اللّٰہ'' وہ عطا کرے جو اللہ نے اسے عطا کیا ہے۔

دیکھو ''عطا'' کا لفظ بڑا مبہم ہے۔ نہیں بڑا مطلق ہے۔ کیا بھول گئے قرآن کی آغاز کی آیات کی؟

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم۔ آلم۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدیً للمتقینo الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنھم ینفقونo

صاحبانِ ایمان لوگ وہ ہیں، کامیاب لوگ وہ ہیں کہ جو ہم نے انہیں دیا ہے وہ دوسروں کو دیتے ہیں۔ اب عطا میں گنجائشیں آ گئیں، اب عطا میں وسعتیں پیدا ہوگئیں

اب عطا پوری کائنات تک وسیع ہوگئی۔ اگر تمہارے پاس مال ہے تو مال دو۔ اگر تمہارے پاس طاقت ہے تو طاقت استعمال کرو خدمت خلق کے لئے۔ اگر تمہارے پاس مسائل اور محروم کو دینے کے لئے رقم موجود ہے تو سائل اور محروم تک رقم کو پہنچا دو۔ اگر تمہارے پاس جوانی ہے تو اس جوانی کو بندوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اگر تمہارے پاس صحت ہے تو اس صحت کو خدا اور بندوں کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ ہے عطا۔

تو اگر مال ہے تو اسے سائل تک پہنچاؤ اگر طاقت ہے تو اسے خدا اور مخلوق کی راہ میں استعمال کرو اگر جوانی ہے تو وہ جوانی خدا کی راہ میں اور مخلوقِ خدا کی راہ میں استعمال ہو جائے۔ اگر تمہارے پاس کوئی عزت ہے، کوئی مقام ہے، کوئی عہدہ ہے تو وہ عہدہ خدا کی راہ میں اور مخلوقِ خدا کی راہ میں استعمال ہو جائے۔ (اگرچہ عہدے والے ایسا کرتے نہیں ہیں۔ عہدے والوں کو تو خود مال بٹورنے سے فرصت نہیں ہوتی وہ دوسروں تک مال کیا پہنچائیں گے؟)۔

تو انسانیت کا پہلا منشور کیا ہے۔ ''اعطیٰ'' جو اللہ نے تمہیں دیا ہے وہ دوسروں کو دو۔

دوسرا اصول ''واتقی'' اپنے جذبات کو اور اپنی خواہشات کو کنٹرول میں رکھو۔ دو باتیں ہوگئیں۔

اور اب تیسرا اصول ''صدق بالحسنیٰ'' اچھی چیز کی تصدیق کرو اس کا انکار نہ کرو۔ یہ نہیں بتلایا وہ اچھی چیز کیا ہو۔ جو بھی بہترین ہو اس کی تصدیق کرو۔ اگر خدا بہترین ہے اس کی تصدیق کرو۔ اگر اس کی کتاب بہترین ہے اس کی تصدیق کرو۔ اگر کتاب لانے والا بہترین ہو تو اس کی تصدیق کرو اور اگر کتاب بچانے والے بہترین ہوں تو ان کی تصدیق کرو۔

تو ''الوہی منشور'' کی تین بنیادیں ہیں۔ عطا، تقویٰ اور تصدیق

جاؤ انسانیت پر نظر ڈالو اور انسان کا مطالعہ کرو۔ انسان میں کل تین چیزیں

ہیں۔ جسم ہے، روح ہے، نفس ہے۔ اب تمہیں تو مجھ سے آیتیں سننے کی عادت ہوگئی ہے پوچھو گے یہ میں نے کہاں سے کہہ دیا۔ کیا سورۂ یٰسین کی وہ آیت بھول گئے۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون (آیت ۳۶) دنیا کے سارے جوڑوں میں تخلیق کا جو عمل ہم نے دیا ہے تو ہم نے انہیں مٹی سے بنایا ان میں نفس ڈالا اور ان میں ایک اور شے ڈال دی جسے لوگ نہیں جانتے۔

تو ہر انسان میں جسم ہے، نفس ہے اور روح ہے۔ انسان اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ جتنے بیٹھے ہیں یہ مثلث ہیں ان میں جسم ہے ان میں نفس ہے ان میں روح ہے۔ جسم عمل کرتا ہے۔ نفس جذبات پیدا کرتا ہے روح فکر کرتی ہے۔ جسم کے لئے کہا ''اعطیٰ'' عطا کرتا کہ عمل صحیح ہو جائے نفس کے لئے کہا ''واتقیٰ'' تقویٰ اختیار کر تا کہ جذبات کنٹرول میں رہیں اور فکر کے لئے آواز دی حسنیٰ کی تصدیق کرو تا کہ فکر کنٹرول میں رہے۔

یہ ہے انسانیت کا الوہی منشور۔ پورے قرآن کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ یہ پورے قرآن کی بات نہیں ہے۔ اگر یہ انسانیت فقط ان تین لفظوں پر قرآن کے عمل کرلے تو کامیاب ہوجائے، خسارے سے بچ جائے اور اس کے پاس فائدے ہی فائدے ہوں۔ اس لئے کہ پوری انسانیت کے لئے کہا خداوندِ عالم نے۔

فاما من اعطیٰ جو بھی عطا کرے واتقیٰ جو بھی تقویٰ اختیار کرے جو بھی بہترین کی تصدیق کرے تو ہم کہتے ہیں اسے فائدہ ہوگا۔

فاما من بخل واستغنیٰ لیکن جو بھی کنجوسی کرے، جو بھی اپنے آپ کو بے نیاز سمجھے اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے وہ قیامت میں ناکامیاب ہوجائے گا۔ جو بھی تصدیق کرے وہ کامیاب، جو بھی تکذیب کرے وہ ناکامیاب۔

''من'' میں بڑی عمومیت ہے۔ قرآن نے آواز دی سورہ حج میں بائیسواں

سورہ۔

فان اللّٰہ یبعث من فی القبور (آیت ۷) جو بھی قبر میں ہے اللہ قیامت میں اسے اٹھائے گا۔ کوئی بچ نہیں سکتا۔ کوئی استثنٰی نہیں ہے کہ کوئی بچ کے نکل جائے۔ اللہ اسے اٹھائے گا۔ اور اب سورۂ نحل (آیت ۹۷) میں آواز دی۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ۔
جو بھی اچھا عمل کرے لیکن شرط یہ ہے کہ مومن ہو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ کوئی مستثنٰی نہیں ہے جو بھی اچھا عمل کرے گا وہ پاکیزہ زندگی پائے گا۔
بڑی مشہور آیتیں ہیں۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہٗ (سورہ زلزال آیت ۸-۷) جو بھی ذرہ برابر نیکی کرے ہم نیکی کا بدلہ دیں گے اور جو بھی ذرہ برابر برائی کرے ہم برائی کی سزا دیں گے۔ اب تک میں قرآن مجید سے آیات پیش کر رہا تھا اور اب میرے نبیؐ کی زبانِ مبارک نے آواز دی۔

من تزوج فقد احرذ لسبیلہ جن نے ازدواج کیا۔ جو بھی ازدواج کرے اس نے اپنے آدھے دین کو بچالیا۔ ''من'' سمجھ میں آ گیا تو میں دوسری روایت پیش کروں۔ میرے نبیؐ نے کہا:

من ترک الدنیا لآخرۃ وترک الآخرۃ لدنیا فلیس منی۔ جو بھی دنیا کو آخرت کے لئے چھوڑے اور آخرت کو دنیا کے لئے چھوڑے وہ ہم میں سے نہیں۔
اور اب اس نبیؐ نے آواز دی:

من مات علیٰ حب ِ آلِ محمد مات شھیدا۔ جو بھی آل محمدؑ کی محبت میں مرجائے وہ شہید مرا۔ رسولؐ نے یہ نہیں کہا: جو بھی میری محبت میں مرجائے وہ شہید مرا۔ اس لئے کہ محمدؐ کی محبت پر ۷۳ فرقے متحد ہیں لیکن آل محمدؑ کی محبت فقط ایک فرقے کے پاس ہے۔

اب برابر کی روایت سننا۔

من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة۔ جو بھی مرجائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے وہ کافر مرا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ امامِ زمانہ نہیں کہا گیا بلکہ امام زمانہ۔ اس کے زمانے کا امام کہا گیا۔ تو جو گزر گیا وہ کوئی اور زمانہ تھا جو آئے گا وہ کوئی اور زمانہ ہوگا جس میں تم بیٹھے ہو یہ اور زمانہ ہے۔ تو پوری دنیا مل کے بتا دے کہ اس زمانے کا امام کون ہے۔ آیتوں اور حدیثوں سے اتنے ''مَنَ'' سن چکے ہو اب ایک ''مَن'' سنتے جاؤ۔

من کنت مولا۔ فهذا علي مولا۔

اس ''من'' سے کہاں بھاگ کے جاؤ گے؟

''فاما من اعطیٰ و اتقی'' جو بھی عطا کرے اور تقویٰ اختیار کرے۔

و صدق بالحسنی اور اچھی باتوں کی تصدیق کرے۔

فسینسره للیسریٰ اب بڑا با محاورہ ترجمہ کر رہا ہوں۔ ہم اسے فائدے میں رکھیں گے۔ ''یسر'' کے معنی آرام۔ ''یسر'' کے معنی راحت، ''یسر'' کے معنی فائدہ۔

جو عطا کرے۔ تقویٰ اختیار کرے اچھی باتوں کی تصدیق کرے وہ فائدے میں رہے گا۔

وامّا من بخل و استغنیٰ اور جو بھی بخل کرے اور اپنے آپ کو خالق سے بے نیاز سمجھے اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے۔

ہم کہتے ہیں کہ وہ خسارے میں رہے گا وہ تنگی میں رہے گا تو اگر۔ تقویٰ اختیار کیا فائدے میں ہو۔ اگر استغنیٰ اختیار کیا نقصان میں ہو۔

اب دنیا کا کون سا ایسا انسان ہے جو فائدہ اور نقصان کے چکر سے باہر ہو؟

یہ جو فلسفہ سود و زیاں ہے۔ سود کے معنی فائدہ، زیاں کے معنی نقصان۔ تو

نفع اور نقصان کے چکر سے کون باہر ہے۔ اب میں مولانا عقیل الغروی کو ایک شعر ہدیہ کردوں۔

حدودِ سود و زیاں سے آگے قدم نکلتا نہیں کسی کا
جہاں نے لیں کروٹیں ہزاروں مزاج بدلا نہ آدمی کا

اس دنیا کا ہر انسان فائدہ اور نقصان کے چکر میں ہے۔ قرآن نے نفسیاتِ انسانی کو دیکھا اور آواز دی اگر فائدہ چاہیئے تقویٰ اختیار کرو۔ عطا کرو۔ حسنٰی کی تصدیق کرو اور اگر نقصان میں رہنا چاہتے ہو بخل کرو۔ کنجوسی کرو۔ بے نیاز بن جاؤ۔ اچھی باتوں کو تکذیب کرو۔

بھئی دیکھو ہر انسان فائدے کے چکر میں ہے اور ہر انسان نقصان سے بچنا چاہتا ہے۔ لیکن فائدہ کس کے لئے کیا ہے یہ علیحدہ بات ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی چیز میرے لئے فائدہ ہو تمہارے لئے نقصان ہو اور ہوسکتا ہے کہ جو چیز تمہارے لئے فائدہ مند ہو وہ میرے لئے نقصان دہ ہو۔ تو فائدہ اور نقصان اضافی ہیں Relative ہیں۔ یہ نظر آ گیا ایک جنگ میں۔ کسی جنگ میں پیغمبرؐ کے قتل کی آواز بلند ہوگئی۔ کسی نے سن کے کہا: اب مر کے کیا کریں۔ تلوار نیام میں رکھ لی۔ اور علیؑ بھیڑ میں گھس گیا کہ اب نبیؐ نہ رہے تو جی کے کیا کروں۔

فاما من اعطیٰ تو جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے تم دوسروں کو عطا کرو۔ تمہارے پاس کوئی چیز تمہاری ذاتی ہے؟ علم تمہارا ذاتی نہیں ہے تمہیں استاد نے سکھایا ہے۔ زندگی تمہاری ذاتی نہیں اگر ذاتی ہوتی تو تم ہمیشہ سے ہوتے۔ نہیں تھے۔ ہوئے پھر نہیں ہوگے۔ جو دو کرم تمہارا ذاتی نہیں ہے یہ تمہیں اللہ نے عطا کیا ہے۔ تمہیں اللہ نے زندگی دی والدین کے ذریعے۔ علم تمہارا ذاتی نہیں ہے تم نے استاد سے سیکھا۔ اللہ نے تمہیں طاقت عطا کی غذا کے ذریعے۔ اللہ نے تمہیں شفا دی دواؤں کے ذریعے۔

یاایھاالناس انّا خلقنکم من ذکر وانثیٰ۔ سورہ حجرات ۴۹ واں سورہ، آیت ۱۳۔ خلق ہم نے کیا ہے لیکن والدین کے ذریعے خلق کیا ہے۔ تو اللہ نے تمہیں زندگی عطا کی والدین کے ذریعے اور اللہ نے تمہیں علم عطا کیا استاد کے ذریعے۔ بھئی زندگی دی ہوئی اللہ کی ہے تو ہم والدین کی عزت کیوں کریں؟ علم دیا ہوا اللہ کا ہے تو ہم استاد کا احترام کیوں کریں؟

یہ دونوں احترام تم پر اس لئے واجب کئے گئے کہ وسیلے کے احترام کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا۔ استاد نے تھوڑا سا علم دے دیا تو اس کا احترام لازم ہوگیا اب کوئی نہیں کہتا کہ یہ احترام شرک ہے، بدعت ہے اور جن لوگوں نے پوری کائنات کو علم دیا ہو اگر ہم احترام کریں تو بدعت بن جائے!

وہ جو پوری کائنات کو علم کا رزق بانٹ رہے ہیں کیا ان کی تعظیم بدعت ہوگئی کیا ان کا احترام بدعت ہوگا؟ یہ ہیں کون؟ یہ کائنات کی ہدایت کرنے والے ہیں کون؟ تو اب وہ لوگ جو قرآن کا خصوصی ذوق رکھتے ہوں انہیں مخاطب کر رہا ہوں کیا آیت تھی؟

صدق بالحسنیٰ جو حسنیٰ کی تصدیق کرے۔ حسنیٰ یعنی اچھی بات تو اب آیت سنتے جاؤ۔ سورہ انبیاء

ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون (آیت ۱۰۱) وہ لوگ جو نیکیوں میں سبقت کرتے رہے وہ قیامت میں جہنم سے بہت دور ہوں گے۔ بھئی سب کی ضمانت اللہ نے نہیں لی اور اب سورۂ واقعہ میں آواز دی۔

والسٰبقون السٰبقون اولئک المقربون (آیت ۱۱)۔ جو سبقت کرنے والے ہیں اللہ کے قریب وہی ہیں (کوئی اور نہیں)

سورہ فاطر۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینامن عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ و منھم مقتصد و منھم سابق بالخیرات (آیت ۳۲) کتاب کی وراثت

ان کو دیں گے جو خیر میں سبقت کرنے والے ہوں۔ ان کو کبھی لاوارث نہ سمجھنا کہ جیسی چاہو تفسیر کرلو۔ قرآن لاوارث نہیں ہے۔ اچھا تو یہ وارث کون ہیں؟

سابق بالخیرات باذن اللّٰہ یہ اللہ کے حکم اور اذن سے خیر میں سبقت کرنے والے ہیں۔ جس کے پاس کتاب کی وراثت ہے وہ خیرات میں سبقت کرتا ہے تو انہیں کہاں ڈھونڈیں؟ تو پھر واپس چلیں سورۂ انبیاء

وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا و اوحینا الیھم فعل الخیرات (آیت ۷۳) جنہیں امام بنایا ہے انہیں فعل خیر کی تلقین بھی کی ہے۔ تو جو وارثِ کتاب ہو وہی امام بنے اور اب آواز دی سورہ قصص آیت ۵ میں

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوٰرثین۔ ہم نے طے کیا ہے کہ جنہیں تم نے مظلوم بنایا ہے ہم انہی کو امام بنائیں گے اور انہی کو وارث بنائیں گے۔

جو سبقت کرے وہ کتاب کا وارث ہو۔ سبقت کس چیز میں کرے؟ خیرات میں۔ ہم نے اماموں کو حکم دیا کہ خیرات میں سبقت کرتے رہو۔ ہم نے طے کیا ہے کہ جنہیں تم نے مظلوم بنایا ہے جنہیں دنیا والوں نے مظلوم بنایا ہے ہم انہی کو امام بنائیں گے اور انہی کو وارث بنائیں گے۔ یعنی جہاں امامت ہوگی وہیں وراثت ہوگی اور جہاں وراثت ہوگی وہیں امامت ہوگی۔ تو اب وراثت محمدؐ سمجھ میں آئی؟

اور اب پھر واپس چلو سورۂ انبیاء کی طرف ولقد کتبنا فی الذبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (آیت ۱۰۵)

یہاں پر ترجمہ کرنے والوں نے ترجمہ اور کیا ہے اور میں جو ترجمہ کر رہا ہوں وہ اور ہے۔ ''ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں کہ محمدؐ کے بعد اس زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے۔'' عرب کے وارث نہیں، مدینہ کے وارث نہیں۔ پوری زمین کے وارث۔ اب تم پوچھو گے تا کہ میں نہ ''محمدؐ کے بعد'' کیسے ترجمہ کر دیا۔ تو اس لئے

کہ سورہ طلاق میں خدائے پاک اپنے نبی کو ذکر کہہ چکا ہے۔

قدانزل اللّٰہ الیکم ذکراo رسولا۔ (آیت ۱۰۔۱۱)

یہ محمدؐ نہیں ہے یہ ذکر ہے۔ یہ مجسم ذکر ہے۔

ولقد کتبنا فی الذبور من بعدالذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں محمدؐ کے ذکر کے بعد کہ اس زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے اور یہ جملہ آج پائی جانے والی زبور میں موجود ہے۔ سبقت، خیرات، وراثت، امامت اور اب لفظ ملا صالحین کہ زمین کے وارث صالحین ہوں گے اور اب ایک جملہ سننا سورۂ شعرا سے قرآن کا ۲۶ واں سورہ آیت ۸۳ ابراہیم کی دعا رب نے نقل کی۔

رب ھب لی حکماً والحقنی بالصالحین۔ بار الٰہی مجھے صالحین میں شامل کر دے۔ اب میں ہاتھ جوڑ کے ابراہیمؑ سے پوچھوں کہ تم سے بڑا تو صرف ایک صالح ہے جس کا نام محمدؐ ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ صالحین میں شامل کر دے تو تمہاری نگاہ میں ہے کون؟ تو جواب یہی ہوگا کہ ایک صالح دین بنانے کے لئے آئے گا، بارہ صالح دین بچانے کے لئے آئیں گے۔

اچھا تو جہاں امامت ہے وہیں سبقت بالخیرات ہے وہیں وراثت ہے۔ بس اسی لئے تو کہتے ہو۔

السلام علیک یا وارث آدمؑ صفوۃ اللّٰہ السلام علیک یا وارث نوحؑ نبی اللّٰہ۔ جب حسینؑ کو سلام بھیجتے ہو تو کیا پڑھتے ہو۔ اے آدمؑ کے وارث اے نوحؑ کے وارث اے ابراہیم خلیل اللہ کے وارث۔

السلام علیک یا موسیٰؑ کلیم اللہ کے وارث السلام علیک یا وارث عیسیٰؑ روح اللّٰہ۔ اے عیسیٰ روح اللہ کے وارث السلام علیک یا وارث محمدؐ حبیب اللّٰہ۔ ایک سلام کا جملہ اور سنو لیکن وہ جملہ حسینؑ کے لئے نہیں ہے

بلکہ حسینؑ کے دو فدائیوں کے لئے ہے۔ کہاں میں نے بات روکی۔ عبد صالح پر عبد یعنی بندہ۔ صالح یعنی بہترین۔ یہیں تو میں نے بات روکی تھی سورہ انبیاء سے اب آ ؤ دیکھو۔

السلام علیک ایها العبد الصالح اے عبد صالح تم پر سلام۔ یہ عبد صالح کون ہیں۔ دو شہیدوں کی زیارتوں میں یہ جملہ ملتا ہے یا حضرت عباسؑ کی زیارت میں ہے یا جناب مسلمؑ کی زیارت میں ہے۔

پہچان گئے مسلمؑ کو۔ حسینؑ نے جب بھیجا تھا تو خط ساتھ دیا تھا جس میں لکھا تھا۔

اخي، وثقتي و معتمدی واهلبيتي۔ جسے بھیج رہا ہوں۔ میرا بھائی ہے یہ میرا معتمد، بڑا بھروسہ والا ہے یہ مسلمؑ میرے اہلبیت میں ہے۔ دیکھو میں نے نام لیا ہے کوئی واقعہ بھی نہیں بیان کیا کیونکہ اب وقت بھی نہیں ہے۔ بس اتنا سنو۔

مسلمؑ آئے طوعہ کے گھر میں پناہ لی (میں واقعات چھوڑ رہا ہوں) جب گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں مسلمؑ کے کانوں میں آئیں تو اپنا عمامہ سر پر رکھا، اپنی عبادوش پر ڈالی تلوار کھینچی اور طوعہ کے گھر سے باہر جانے لگے۔ طوعہ نے دامن تھاما۔ کہا: بی بی یہ مجھے پسند نہیں ہے کہ کسی کے گھر میں فوجیں گھس آئیں۔

جملے کے قیمت سمجھ رہے ہو۔" جملے کی وقعت سمجھ رہے ہو؟ مسلم نے پوری منظم فوج کے خلاف جنگ کی۔ حملہ کیا پوری فوج مسلم کو گرفتار نہ کرسکی۔ دھوکے سے مسلمؑ کو گرفتار کیا گیا۔ پورا جسم زخمی تھا رسیوں میں جکڑ کر باندھا گیا تھا مسلم کو۔ کھینچتے ہوئے لے جارہے تھے۔ ہونٹ کٹا ہوا تھا۔ پیشانی پر زخم تھا۔ شانوں پر زخم تھا۔ پشت مطہر پر زخم تھا پیروں پر زخم تھا، لیکن مسلم کی یہ شان تھی کہ سینہ تنا ہوا تھا گردن بلند تھی۔ کسی کو ڈانٹ رہے تھے۔ کسی کو ڈپٹ رہے تھے۔ کسی کو جھڑک رہے تھے۔

جب ابن زیاد کے دربار میں پہنچے تو کسی نے کہا: امیر کو سلام کرو۔ تو بڑے

جلال سے جواب دیا:

مالی الامیر سوا الحسینؑ ۔ میرا حسینؑ کے سوا کوئی امیر نہیں ہے اب آخری جملہ سنو۔

کچھ دنوں کے بعد اسی بازار میں جب سید سجادؑ کو لایا گیا تو سید سجادؑ کی گردن جھکی ہوئی تھی کسی نے پوچھا: فرزندِ رسولؐ مسلمؑ تو بڑی شان سے گئے تھے اور آپ گردن جھکا کے جا رہے ہیں۔ تو فرمایا: ہاں میرا چچا بڑا بہادر تھا لیکن اس کی چھوٹی بہن نے تمانچے نہیں کھائے تھے۔ مسلم کی پھوپھیوں کے سر سے چادریں نہیں چھینی گئی تھیں اور انہیں دیار بدیار نہیں پھرایا گیا تھا اور منادی آواز نہیں دے رہا تھا کہ تماشہ دیکھنے والو! تماشہ دیکھو۔

الا لعنت اللّٰہ علی قوم الظالمین

پانچویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ۙ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ۙ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ۙ وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ

عزیزان محترم! انسانیت کے الوہی منشور کے عنوان سے ہم نے جس سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا ہے وہ آج اپنے پانچویں مرحلہ میں داخل ہو رہا ہے۔ کل ہماری گفتگو اس مقام پر رکی تھی کہ پروردگار عالم نے انسانیت کی فلاح، انسانیت کی کامیابی اور انسانیت کے فوز کے لئے کچھ اصول بتلائے۔ یہ ارشاد فرمایا۔

فااما من اعطیٰ و اتقیٰo جو بھی عطا کرے اور تقویٰ اختیار کرے۔
و صدق بالحسنی اور اللہ کی بھیجی ہوئی اچھی چیزوں کی تصدیق کرے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے قیامت میں کامیابی عطا کریں گے۔
و امامن بخل و استغنیٰo لیکن وہ جس نے کنجوسی کی اور بے نیازی اختیار کی۔
و کذب بالحسنیٰo اور اللہ کی بھیجی ہوئی اچھی باتوں کی تکذیب کی تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اسے قیامت میں کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ گفتگو کل اس مرحلہ پر رک گئی تھی اور اب قرآن نے کامیابی پر گفتگو شروع کی۔ سورہ مومنون کے آغاز میں۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمo قد افلح المومنونo الذین فی صلاتھم خاشعونo کامیاب ہوں گے مومنین۔ یاد رہے کامیابی کا پہلا دارومدار ایمان پر ہے۔

اور اب سورہ شمس میں آواز دی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝۱۰

ہم نے برابر کی طاقتیں دی ہیں اور اب کامیاب وہ ہوگا جو اپنے نفس کو پاکیزہ بنائے۔ اب نفس کو پاکیزہ بنانے کا طریقہ کیا ہے؟ سورۂ مائدہ (آیت ۳۵) میں آواز دی۔

یا ایھاالذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلہ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اس تک جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ تو مومنین سے کہا گیا۔ اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ۔ تقویٰ اختیار کرو اور اس تک جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ یہ نہیں کہا کہ وسیلہ بنا لینا۔ یہ تلاش کرنے کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ وسیلہ ہے۔ تمہارا کام تلاش کرنا ہے بنانا نہیں۔

اب سنو مشرک بھی وسیلہ کا قائل ہوتا ہے۔ تم پوچھو گے قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ تو سنو! سورہ زمر۔ ۳۹ واں سورہ قرآن مجید کا۔ حبیب پوچھ کہ یہ بتوں کو کیوں پوجتے ہیں کیوں ان کی عبادت کرتے ہیں؟ جواب سنو گے (سورہ زمر آیت ۳)

مانعبدھم الالیقربونا الی اللّٰہ زلفی۔ ہم ان بتوں کو خدا نہیں سمجھتے ہم تو انہیں وسیلہ بنا کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا چاہتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں قریب ہونا چاہتے ہیں۔ بتوں کو مشرکوں نے وسیلہ بنایا اور اللہ نے آواز دی۔ توڑ دو ان وسیلوں کو۔ تو دیکھ لیا اپنے بنائے ہوئے وسیلوں کا حشر! Conclude کرتے چلو۔ تلخیص دیتے چلو۔ دو آیتیں پڑھیں میں نے۔

قد افلح المومنون (سورہ مومنون) قدافلح من ذکھا۔ (سورہ والشمس) اور اب دو آیتیں پڑھوں گا۔ سورہ مائدہ سے قرآن مجید کا پانچواں سورہ آیت ۳۵۔

یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلہ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون○ دیکھو وسیلہ تلاش کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ تو بغیر وسیلہ کے قیامت میں کامیابی نہیں اور اب سورہ حج قرآن مجید کا بائیسواں سورہ اور اس میں آواز دی۔

یا ایھاالذین آمنوا ارکوعوا واسجدوا واعبدوا ربکم و افعلوا الخیر لعلکم تفلحون (آیت ۷۷)

یہ ''لعلکم تفلحون'' تو دیکھو۔ اے ایمان والو رکوع کرو، سجدہ کرو، اپنے رب کی عبادت کرو اور افعال خیر انجام دو تاکہ تم قیامت میں کامیاب ہوجاؤ۔ کیا کہا اللہ نے! عبادت کرتے رہو اور کار خیر کرتے رہو تو کیا کار خیر عبادت نہیں ہے؟ یہ الگ سے ذکر کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

تو بتانا یہ مقصود تھا کہ ہر انسان کے دو رشتے ہیں۔ ایک رشتہ انسان کا اللہ سے دوسرا رشتہ انسان کا دوسرے انسان سے۔ اللہ سے رشتہ یعنی عبادت کرو۔ انسان سے رشتہ یعنی کار خیر کرتے رہو۔

نماز پڑھنا اللہ سے رشتہ قائم ہوا۔ زکوٰۃ دینا، خمس دینا، بندے سے رشتہ قائم ہوا۔ میں نے بار بار اس منبر سے کہا جہاں جہاں قرآن میں نماز کا ذکر ہے وہیں زکوٰۃ کا حکم ہے۔

اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ۔ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔

لیکن جب تم نماز پڑھ رہے ہو گے تو زکوٰۃ نہیں دو گے اور جب زکوٰۃ دے رہے ہو گے تو نماز نہیں پڑھ رہے ہو گے۔ بس ایک ہی بندہ ملا عالم انسانیت میں جس نے نماز بھی پڑھی اور اسی دوران زکوٰۃ بھی دی ایسا ہو تو ولایت اترے۔

آج میرے ایجنڈے پر ولایت تو نہیں تھی لیکن نمائندہ ولی فقیہ آقائے بہاالدینی تشریف فرما ہیں تو ولایت کی آیت سنتے جاؤ۔

انما ولیکم اللّٰہ و رسولہ و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الذکوٰۃ وھم راکعون (سورہ مائدہ آیت ۵۵) اللہ تمہارا ولی ہے اس کا رسولؐ تمہارا ولی ہے اور تمہارا ولی مومن ہے جو رکوع میں زکوٰۃ دیتا ہے۔ کہنے لگے کہ علیؑ تو اللہ کی بارگاہ میں تھے یہ سائل کی آواز کیسے سن لی۔ سائل کو کیسے دیکھ لیا۔ خضوع اور خشوع میں فرق آ گیا۔

یعنی دنیا والوں کو موقع ملنا چاہیے کہ اِدھر علیؑ کے فضائل بیان ہوں اور اُدھر سے اعتراض آ جائے۔ تو اعتراض آ گیا کہ خضوع و خشوع کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مکمل طریقے پر اللہ کی بارگاہ میں ہو۔ یہ علیؑ نے سائل کی آواز کیسے سن لی۔ یہی اعتراض ہے نا کہ علیؑ نے سائل کی آواز کیسے سن لی۔ تو سائل کس سے مانگ رہا تھا؟ اللہ سے اور نماز میں انسان کہاں ہوتا ہے؟

ایک جملہ اور سنتے جاؤ۔ یہ واقعہ ہے مدینہ کا کہ سائل کو انگوٹھی دی اور اس سے پہلے ہجرت ہو چکی ہے جس میں مرضی مل چکی ہے۔ توجہ رہے اور اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تو اب مجبوری ہے کہ مانگیں اللہ سے دے علیؑ

لعلکم تفلحون سن لیا تم نے۔ رکوع کرو سجدہ کرو، عبادت کرو، بندوں کے ساتھ اپنے رابطہ کو مضبوط رکھو۔ تاکہ قیامت میں کامیاب ہو جاؤ۔

اور اب دو آیتیں جہاں اللہ نے کامیاب ہونے والوں کا اعلان کیا۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ الم۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدیٰ للمتقین۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ وممارزقنھم ینفقون۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون۔ اولئک علی ھدیٰ من ربھم و اولئک ھم المفلحون۔

یہ فلاح تو دیکھو فلاح کا مطلب کامیابی۔ بھئی تم سے بہتر فلاح کون جانے گا۔ اذان میں کہتے ہو نا حی علی الفلاح کامیابی کی طرف آؤ۔ تو فلاح کا مطلب کامیابی تو اب قرآن کے آغاز میں آواز دی ہے کہ وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو اللہ نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو کچھ تم پر اترا اس پر ایمان رکھتے ہیں جو کچھ تم سے پہلے اترا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ قیامت میں کامیاب ہوں گے۔

یہ وہ آیتیں ہیں جو تمہارے ذہن میں پہلے سے ہیں اور میں تمہیں استدلال دینے کے لئے ان آیتوں کو پیش کر رہا ہوں اب اگر ''هم المفلحون''کی آیت ذہن میں آ گئی تو دوسری آیت جس نے فائنل فیصلہ کیا ہے کہ کامیاب کون ہیں سورۂ اعراف قرآن مجید کا ساتواں سورہ۔ (آیت ۱۵۷)

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

میں نے بڑی طویل آیت پڑھی ہے یہ وہ آیہ مبارکہ ہے جو مقام رسالت پر مشہور ترین آیت ہے اور میں نے اس منبر پر اس آیت کو سرنامۂ کلام بنا کر نو تقریریں کی ہیں۔ تو میں چاہوں گا کہ میرے سننے والے اس آیت کی طرف متوجہ رہیں۔

تو کامیاب ہونے والے کون ہیں۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التورٰۃ والانجیل۔ دیکھو پیروی کرو میرے رسولؐ کی۔ توراۃ میں اس کا ذکر ہے انجیل میں اس کا ذکر ہے۔

ہم نے اسے کیوں بھیجا۔ ''یامرھم بالمعروف'' ساری اچھائیوں کا حکم دے گا۔

''ینھٰھم عن المنکر'' ساری برائیوں سے روکے گا۔

''ویحل لھم الطیبات'' ساری پاکیزہ چیزوں کو حلال کرے گا۔

یحرم علیھم الخبائث۔ تمام خبیث چیزوں کو حرام کرے گا۔

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم اور تم پر سے رسموں کے بوجھ اتار دے گا، رواجوں کے بوجھ اتار دے گا، تمہارے بنائے ہوئے قانون کو توڑ دے گا، اللہ کے بنائے ہوئے قانون کو نافذ کرے گا۔

یہاں تک محمدؐ کا تذکرہ تھا اور اب قیامت میں کامیاب ہونے والوں کا تذکرہ آیا فالذین امنوا بہ۔ ایمان لاؤ میرے محمدؐ پر پہلی شرط۔

عزروہ میرے محمدؐ کی عزت کرو دوسری شرط۔

ایمان لانے کی پہلی شرط کیا ہے ایمان لاؤ میرے محمدؐ پر۔ دوسری شرط کیا ہے عزت کرو۔ تو کیا جو ایمان لاتا ہے وہ عزت نہیں کرتا؟ ہاں قرآن دیکھ رہا تھا کہ ایسے بھی ہوں گے جو کلمہ پڑھ کر رک جائیں گے ان کے دلوں میں عزت نہیں ہوگی۔

جملہ سنو۔ قیامت میں کامیاب کون ہوگا؟ شرطیں سنو۔ میرے محمدؐ پر ایمان لاؤ، پہلی شرط۔ اس کی عزت کرو، دوسری شرط۔

''و نصروہ'' اور اس کی مدد بھی کرنا، تیسری شرط۔ کہ اگر پکارے تو آ جانا۔ تو اب جنت میں جانے کی تین شرطیں: محمدؐ پر ایمان لاؤ، عزت کرو اور مدد کرو۔ تو پروردگار اب تو دے دے جنت! نہیں۔ کہا: ''واتبعوا النور الذی انزل معہ'' اس نور کی پیروی کرو جو اس نبی کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

تو تین مثبت شرطیں کیا ہیں کامیابی کی؟ محمدؐ پر ایمان لاؤ۔ محمدؐ کی عزت کرو اور محمدؐ رسولؐ اللہ کی مدد کرو۔ اور دو منفی شرطیں لیکن اس سے پہلے سورہ مائدہ کی آیت ذہن

میں رہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلہ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔

اور اب سورۂ حجرات کی آیت ۱۵۔ **انما المومنون الذین امنوا باللّٰہ و رسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللّٰہ۔ اولئک ھم الصٰدقون۔** مومن بس وہ ہے کہ جب ایمان لے آئے تو نہ اللہ کی توحید میں شک کرے نہ محمدؐ کی رسالت میں شک کرے اور اب ایک مقام پر قرآن نے آواز دی۔

واذا کانوا معہ علٰی امر جامع لم یذھبوا حتّٰی یستاذنوہ ط (سورۂ نور آیت ۶۲)

دیکھو ایماندار وہ ہے کہ اگر محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں مشغول ہو تو اجازت لے بغیر محمدؐ کو نہ چھوڑے یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اگر محمدؐ جماعت میں ہو تو جماعت توڑ کے نہ جانا اور اگر محمدؐ جنگ میں ہو تو جنگ چھوڑ کے نہ جانا۔

اب اگر مقام محمدؐ سمجھ میں آ گیا تو یہ ہے بنیاد کامیابی کی۔ قرآن نے کہا۔

فامامن اعطیٰ واتقیٰo وصدق بالحسنیٰ۔

''حسنیٰ'' اچھی چیز۔ کل تشریح کر چکا۔ ''حسنیٰ''، احسان، حسن، یہ سارے ایک Root سے نکلے ہیں، تو کہا کہ تصدیق کرو اچھی بات کی تو اچھی باتیں کہاں سے آئیں؟ اگر اُدھر سے آئیں تو ہمیں معلوم ہو کہ اچھا کیا ہے برا کیا ہے۔ ایک مرتبہ آواز دی۔

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (سورہ احزاب آیت ۲۱) اب اگر اچھائی کا معیار دیکھنا ہے تو میرے محمدؐ کی دیکھ لو۔ پورا کردار اچھائی کا کردار ہے۔ ایسا محمدؐ جو مشرکوں کے شہر میں ستارہ پرستوں سے کہہ رہا ہے۔ ستارہ پرستی روکو۔

جانور پرستوں سے کہا: جانور پرستی روکو۔

بت پرستوں سے کہا: بت پرستی روکو۔

جھوٹ بولنے والوں سے کہا: آج سے جھوٹ حرام۔

غیبت کرنے والوں سے کہا: آج سے غیبت حرام۔

شراب پینے والوں سے کہا: آج سے شراب حرام۔

بدکاری کرنے والوں سے کہا: آج سے بدکاری حرام۔

دیکھ رہے ہو محمدؐ کو۔ سود خواروں سے کہا: آج سے سود حرام۔ ایک محمدؐ کھڑا ہوا کہہ رہا ہے: بت پرستی حرام، جھوٹ حرام، شراب حرام، سود حرام اور کوئی محمدؐ سے یہ نہیں کہتا: ہمیں روکنے آئے ہو تمہارے باپ دادا بھی تو ایسے تھے۔ کسی مشرک کی زبان سے یہ جملہ نہیں نکلا۔ کہ آج تم ہمیں روک رہے ہو کل تک تمہارے باپ دادا بھی ایسا کرتے آئے ہیں۔ تو اگر محمدؐ کے باپ دادا ایسا کرتے ہوتے تو محمدؐ میں یہ قوت نہ ہوتی کہ اکیلا محمدؐ ان برائیوں کو منع کر دیتا۔ تو جیسا محمدؐ ہے ویسے باپ دادا اور جیسے باپ دادا ہیں ویسی ہی اولاد۔

اگر میرا محمدؐ سمجھ میں آ گیا تو اب مجھے ایک جملہ کہنے کی اجازت دو کہ میرا نبی بھی اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ (سورہ نجم آیت ۳۔۴)

وما ینطق عن الھویٰO ان ھو الا وحی یوحیO

خدا ایک ہے لیکن محمدؐ نے اپنی مرضی سے نہیں کہا کہ خدا ایک ہے۔

قل ھو اللہ احدO کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ جب اس نے کہا کہہ دے تب رسول نے کہا تو توحید امر الٰہی ہے۔ توحید کا پیغام رسول نے نہیں دیا اللہ نے دیا ہے۔ دلیل کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیمO قل ھو اللہ احدO حبیب کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے تو پیغام توحید آیا اللہ کی طرف سے۔ دلیل ہے ''قل''۔ اسی طرح رسالت کا اعلان کیا اپنی طرف سے کر دیا؟ نہیں۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ۔ (سورہ کہف آیت ۱۱۰) رسولؐ کہہ دے کہ بظاہر تو میں بشر ہوں لیکن میں رسول ہوں تو امر توحید بھی ''قل'' سے آیا، امر رسالت بھی ''قل'' سے آیا۔ اب یا رسول اللہ آپ کے بعد کے لئے ہدایت کا فریضہ کیا ہے تو کہا:

قل لا اسئلکم علیه اجرا۔

یہ argument اپنے ذہن میں رکھنا کہ اکیلا نبی پورے معاشرہ کو چیلنج کر رہا تھا۔ روکو۔ شراب روکو۔ بدکاری روکو۔ جھوٹ روکو۔ سور کا گوشت کھانا روکو۔ بت پرستی روکو۔ کسی نے پلٹ کے نہیں کہا: مسلمانوں کے رسولؐ تم آج ہمیں ان چیزوں سے روک رہے ہو؟ کل تک تمہارے باپ دادا بھی یہی کرتے تھے۔ تو نہ کہنا اس بات کی دلیل بن گیا کہ جیسا نبی ویسے اس کے باپ دادا۔ اسے ذہن میں رکھنا۔ جب آپس میں گفتگو کرتے ہو تو تم یہ Argument دے سکتے ہو۔

اور اب واپس چلو تو جو رسول ہوگا وہ امر الٰہی سے۔

قل هو الله احد۔ توحید۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔ رسالت۔ (سورہ کہف:۱۱۰)

قل لااسئلکم علیه اجراً الامودة فی القربیٰ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

اپنے بعد کی ہدایت کا بندوبست بھی لفظ ''قل'' سے کیا۔

اب پوچھو گے کہ پروردگار کوئی ایک تو بتا دے جو بعد میں آنے والے ہیں۔ تو پہلے کا تعارف ہوا ''قل'' کے لفظ کے ساتھ جب مشرک کہتے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے۔

قل کفیٰ بالله شهیدا بینی وبینکم ومن عنده علم الکتابO (سورہ رعد آیت ۴۳) کہہ دے کہ میری گواہی کے لئے دو کافی ہیں ایک اللہ کافی ہے ایک علیؑ کافی ہے۔

یہ کون ہے علیؑ؟ محمدؐ کی رسالت کا گواہ محمدؐ کے عہدے کا گواہ، نبوتِ محمدؐ کا گواہ۔
دیکھو کوہِ صفا سے محمدؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ کوئی اسی وقت ایمان لے آیا۔ کوئی ایک سال کے بعد ایمان لایا کوئی دو سال کے بعد ایمان لایا کوئی پانچ سال کے بعد ایمان لایا کوئی دس برس بعد ایمان لایا کوئی بیس برس کے بعد ایمان لایا۔ تو دین ایسوں سے لینے جاؤ گے تو کوئی دو برس بعد سے شروع کرے گا۔ جو دین پانچ برس بعد لایا ہے اگر دین اس سے لینے جاؤ گے وہ پانچ برس بعد سے شروع کرے گا۔ مکمل دین مل نہیں پائے گا تو ایسا کہاں تلاش کریں جس سے مکمل دین مل جائے؟ تو بس ایک ہے نبوتِ محمدؐ کا گواہ۔ اور محمدؐ کی نبوت کب سے ہے؟ کہا:
کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین تو آدمؑ کے پہلے سے نبوت ہے رسول کی۔ اور آدمؑ سے پہلے سے گواہی ہے علیؑ کی۔ میں واقعات بیان کرنے کا عادی نہیں صرف استدلال کے لئے اشارے دے دیتا ہوں۔

ذوالعشیرہ میں میرے نبی نے کہا۔ ''میرے اللہ کو ایک مانو۔ ہے کوئی مدد کرنے والا۔ تو پیغام توحید کو پھیلانے کے لئے میرے نبی کی مدد کے لئے ایک ہی اٹھا تھا۔ چھوٹا سا بچہ اور اس بچے میں بظاہر کوئی Extra ordinary صفت نہیں تھی۔ پنڈلیاں کمزور، قد چھوٹا اور وہ بچہ اٹھ کے کھڑا ہوگیا، اور اس دعوت میں اس کے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو کسی نے ڈانٹ کے یہ نہیں کہا کہ علی تم بیٹھ جاؤ یہ بزرگوں میں تم کہاں سے آ گئے مداخلت کرنے کے لئے۔ کسی نے علیؑ کی کمسنی پر اعتراض نہیں کیا۔ جب کافر تھے تو کمسنی پر اعتراض نہیں کیا تو مسلمان ہوکر علیؑ کی کمسنی پر کیسے اعتراض کریں گے۔

اچھا تو علیؑ نے کہا: یا رسولؐ اللہ میں پیغام توحید پھیلانے میں آپ کی مدد کروں گا۔ تو کوئی یہی کہہ دیتا کہ علیؑ تم کہاں لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کرنے محمدؐ کے ساتھ چلے ہو پہلے اپنے باپ سے تو بت پرستی چھڑاؤ۔ اتنی بات آج کی حد تک طے ہوگئی کہ نہ محمدؐ

کے باپ داداؤں میں کوئی عیب تھا نہ علیؑ کے باپ داداؤں میں کوئی عیب تھا۔

آج گفتگو کو اسی مرحلے پر روک رہا ہوں۔ کامیاب کون ہوگا؟ جو محمدؐ پر ایمان لائے جو محمدؐ کے اسوۂ حسنیٰ کی تقلید کرے۔ کامیاب کون ہوگا جو محمدؐ کے ساتھ آنے والے نور کی پیروی کرے۔ بھئی کامیابی پہ بات ہو رہی تھی۔ یہی سبب ہے کہ جب علیؑ پیدا ہونے کے بعد آغوشِ محمدؐ میں آئے اور محمدؐ نے کہا: یا علیؑ کچھ پڑھو تو جو علیؑ نے آیت پڑھی تھی وہ یہی تھی قد افلح المومنون۔ مومنین کامیاب ہوگئے۔

جب پیدا ہوئے تو کہا: مومنین کامیاب ہوگئے اور جب ضربت لگی ہے سجدے میں تو کہا: فزت برب الکعبہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

اور ادھر وہ جملہ ہے حسینؑ کا جو آخری سجدے میں کہا: الٰھی وفیت بعھدی اوف بعھدک۔ پروردگار میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب تو اپنا وعدہ پورا کر۔

محرم کی پانچویں تاریخ بھی گزر گئی اور ہم دل کھول کر رو نہ سکے بھئی کس کس پر روئیں؟ حسینؑ پر روئیں، اکبرؑ پر روئیں۔ قاسم پر روئیں ابوالفضل العباسؑ پر روئیں چھ مہینے کے بچے پہ روئیں یا عون ومحمدؑ پہ روئیں۔

جعفر طیارؑ کو پہچانتے ہو؟ علیؑ کے بڑے بھائی۔ پہلی ہجرت کے بعد کئی برس تک حبشہ میں رہے۔ جس روز پلٹے ہیں تو اسی دن پیغمبر کو خیبر کی فتح کی خوشخبری ملی۔ فتح خیبر کے دن آئے ہیں تو کسی نے آ کر کہا: یا رسول اللہ جعفر بھی آ گئے۔

تو جانتے ہو پیغمبر کی زبان سے کیا نکلا؟ اب میں کس چیز کی خوشی زیادہ مناؤں جعفر کے آنے کی یا خیبر کے فتح ہونے کی۔ اتنی بڑی شخصیت ہے جعفر۔ اس کا بیٹا ہے عبداللہ، شہزادی زینب کا شوہر اور اس کے دو بیٹے ہیں عون ومحمد۔ اب میں کیا عرض کروں بس دو جملے سنو۔ یہ وہ دو مظلوم بچے ہیں کہ جنہیں ماں کا رونا بھی نصیب نہیں ہوا۔

اس جملے کا مطلب جانتے ہو؟ جب بھی خیمے میں کوئی لاش آئی ہے تو اس سے

قریبی بی بی آ کر لاش پر گریہ کرتی رہی ہے لیکن جب عون و محمد کے لاشے آئے اور فضہ نے دوڑ کر کہا بی بی عون و محمد آ گئے تو جلال سے کہا: میں نے تو کہا تھا زندہ واپس نہ آنا یہ کیسے واپس آ گئے۔ کہا بی بی وہ خود نہیں آئے ان کی لاشیں آئی ہیں۔ بس یہ سننا تھا کہ سجدہ میں سر رکھ دیا۔ پروردگار میری قربانی کو قبول فرما۔

آخری جملہ۔ یہ وہ مظلوم بچے ہیں کہ جنہیں ماں کا رونا بھی نصیب نہیں ہوا۔ جب آلِ محمدؐ آزاد ہوئے اور سارے سر آئے بیبیوں کے پاس تو ہر بی بی اپنے رشتے دار کا سر گود میں لے کر ماتم کر رہی تھی۔ شام کی عورتوں نے دیکھا کہ دو سر علیحدہ رکھے ہوئے ہیں کسی بی بی سے پوچھا کہ کیا ان کی ماں زندہ نہیں ہے جو یہ سر اکیلے رکھے ہوئے ہیں تو بی بی زینبؑ کی آواز آئی کہ ارے یہ میرے بچے ہیں لیکن میں اپنے بھائی کا ماتم کروں یا ان بچوں کا۔

فسیعلمون ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

چھٹی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝

عزیزان محترم! انسانیت کے الوہی منشور کے عنوان سے ہم نے جس سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا ہے وہ اپنے چھٹے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے۔ مسلسل چھ دنوں تک میں نے اپنے محترم سننے والوں کی خدمت میں سورہ واللیل کی ابتدائی دس آیتوں کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اور اپنے نوجوانوں کی خدمت میں ان آیات کا ترجمہ بھی پیش کرتا رہا۔ بظاہر ترجمہ کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہ نوجوان دوست جو عربی سے بہت زیادہ مانوس نہیں ہیں ان کے لئے ایک مرتبہ پھر پیش کر رہا ہوں تاکہ سلسلہ فکر اسی مقام سے آگے بڑھ جائے۔

واللیل اذا یغشیٰo قسم ہے رات کی جب وہ اندھیری ہو جائے۔

والنھار اذا تجلیٰo قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

وما خلق الذکر و الانثیٰo اور قسم ہے نر کی اور قسم ہے مادہ کی۔

ان سیعکم لشتیٰo تمہاری کوششیں پراگندہ ہیں، منتشر ہیں، بے مقصد ہیں

فاما من اعطیٰ واتقی تو اب تم میں سے جو بھی عطا کرے اور تقویٰ اختیار کرے۔

وصدق بالحسنیٰo اور اچھائیوں کی تصدیق کرے تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اسے یسریٰ تک پہنچا دیں گے۔

"یسریٰ" یعنی اچھا انجام۔

واما من بخل و استغنیٰ○ اور جو بخل کرے کنجوسی کرے اپنے آپ کو مستغنی سمجھے۔

وکذب بالحسنیٰ○ اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اسے اسریٰ تک پہنچائیں گے۔ "اسریٰ"۔ پریشانی، تنگی، تکلیف۔

اب آپ نے غور فرمایا کہ یہ جو دس آیتیں میں نے آپ کے سامنے پیش کیں ان میں تقابل ہے۔ دن اور رات، نر اور مادہ، صدق اور کذب، عطا اور کنجوسی، اسریٰ اور یسریٰ۔ یعنی ایک کے مقابلے پر دوسرا اور دوسرے کے مقابلے پر پہلا۔ اس طریقے سے پروردگار عالم نے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

اور کل جو میں آیت پڑھ کے گیا اس میں بھی تقابل ہے۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التوراة والانجیل یا مرهم بالمعروف و ینههم عن المنکر۔ تو معروف یعنی نیکی کا امر کرتا ہے۔ وینههم عن المنکر۔ برائیوں سے روکتا ہے، یہاں بھی نیکی بدی۔ حکم کرتا ہے، روکتا ہے۔

ویحل لهم الطیبات اور وہ طیب کو، پاکیزہ کو حلال کرتا ہے۔

ویحرم علیهم الخبائث۔ اور خبیث کو حرام کرتا ہے۔ حرام۔ حلال۔ خبیث اور طیب۔

دیکھو کس طریقے سے خداوند عالم نے موازنہ کیا ہے یعنی حلال اس وقت تک سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جب تک حرام سمجھ میں نہ آجائے۔ سچائی اس وقت تک سمجھ نہیں آئے گی جب تک جھوٹ سمجھ میں نہ آجائے تو اگر سچائی سمجھانا چاہتے ہو تو تمہیں جھوٹ بھی بتلانا پڑے گا۔ کہ جھوٹ ہے کیا۔ اسی طرح طیب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آئے گا جب تک خبیث سمجھ میں نہ آجائے۔

یہ حلال، حرام۔ خبیث، طیب امر، نہی معروف، منکر یہ جو سارے الفاظ

ہیں ان کی بازگشت ہے اللہ کی طرف یعنی بنیاد ہے اللہ۔

سورہ فاطر (آیت۔۱۰) میں آواز دی۔

من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزۃ جمیعاؕ جو بھی اس دنیا میں عزّت چاہتا ہے وہ یاد رکھے کہ ساری عزتیں اللہ کے پاس ہیں۔ تو سارے احترام اللہ کے حوالے سے، سارے فضائل اللہ کے حوالے سے۔ بھئی رمضان شہر اللہ۔ اللہ کا مہینہ، قابل احترام ہے۔ گھر۔ بیت اللہ۔ کعبہ۔ بیت اللہ۔ اللہ کا گھر ہے اس لئے قابل احترام ہے۔ قرآن۔ کتاب اللہ۔ اس لئے قابل احترام ہے کہ خدا کی کتاب ہے۔

محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کا رسول، کائنات کا سب سے بڑا انسان اس لئے قابل احترام ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اب میں ایک جملہ کہہ کے آگے بڑھ جاؤں۔

علی ولی اللہ۔ علیؑ اللہ کا ولی ہے اس لئے قابل احترام۔ تو سارے احترام اللہ کے حوالے سے، ساری عزتیں اللہ کے حوالے سے۔ سارے خبیث پہچانے جائیں گے اللہ کے حوالے سے، سارے طیب پہچانے جائیں گے اللہ کے حوالے سے۔ بھئی دیکھو جمادات میں بھی خبیث ہیں اور طیّب بھی طیّب کے معنی پاکیزہ۔ خبیث کے معنی تم خود جانتے ہو۔ تو اسے ذہن میں رکھنا اور اگر اسے ذہن میں رکھو گے تو پھر میں آگے چلوں گا۔

عجیب مرحلہ فکر ہے یہ خبیث وطیّب کہ پیغمبر اکرمؐ نے جب دین دیا تو پروردگار نے آواز دی کہ حبیب انہیں بتلانا کہ خبیث کیا ہے اور طیّب کیا۔ انہیں طیّب کو استعمال کرنا ہوگا اور خبیث ان پر حرام ہوجائے گا۔ اب خبیث اور طیّب کا معیار کیا ہو؟ بات کو ذرا سطح عمومی سے بلند کر رہا ہوں علم کلام کی کتابوں میں، مسلمانوں نے جو عقائد پر کتابیں لکھیں ہیں ان میں کہا گیا کہ خبیث اور طیب ذاتاً کوئی شے نہیں ہے۔

دیکھو موضوع کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

مسلمانوں کے بڑے بڑے علما نے یہ لکھا کہ ذاتاً خبیث و طیب کوئی شے نہیں ہے۔ جسے اللہ کہہ دے طیب وہ طیب ہے جسے اللہ کہہ دے خبیث وہ خبیث ہے۔ یہ ہے عالمِ اسلام کا عقیدہ اور اب میں تمہیں آیت تک لے چل رہا ہوں۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندھم فی التوراۃ و الانجیل یا مرھم بالمعروف (سورہ اعراف آیت ۱۵۷) وہ حکم دے گا اچھائی کا۔ یعنی اچھائی ہوگی تب وہ حکم دے گا۔

وینھھم عن المنکر۔ روکے گا برائی سے کوئی چیز ہوگی بری پہلے سے تب روکے گا۔

ویحل لھم الطیّبات طیب کو حلال کرے گا تو چیز طیب ہوگی تو حلال کرے گا **ویحرم علیھم الخبائث** اور خبیث چیزوں کو حرام کرے گا تو چیزیں ذاتاً خبیث ہوں گی جنہیں وہ حرام کرے گا۔ تو شریعت کا کام یہ ہے کہ جو چیز ذاتاً طیب ہے وہ بتلا دے۔ جو چیز ذاتاً خبیث ہو وہ بتلا دے۔ تو اب فیصلہ کیسے ہو؟ کہ کیا شے خبیث ہے اور کیا شے طیب ہے۔

تو میں اب اس مرحلے سے آگے بڑھ رہا ہوں۔ پوری دنیا کی بات نہیں کر رہا تمہارے حوالے سے بات کر رہا ہوں

وسخّر لکم اللیل والنھار (سورہ ابراہیم آیت ۳۳)۔

یہ "لکم" ذرا سمجھ لینا۔ اللہ وہ ہے جس نے مسخر کیا ہے "لکم" تمہارے لئے۔ دن کو، رات کو، سورج کو، چاند کو اور انسان ہے اس زمین کا مرکزی کردار۔ طے ہوگئی بات۔ آواز دی:

الم تروا ان اللّٰہ سخر لکم مافی السمٰوٰت وما فی الارض (سورہ لقمان آیت ۲۰)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین کو "لکم" تمہارے

لئے مسخر کر دیا۔

''لکم'' سمجھ رہے ہونا!

وما ذرا لکم فی الارض مختلفاً الوانه ط (سورہ نحل آیت ۱۳) اور جو چیزیں ہم نے مختلف رنگ کی مختلف کیفیتوں کی تمہارے لئے زمین سے اُگائی ہیں وہ بھی تمہارے لئے، جمادات تمہارے لئے، نباتات تمہارے لئے، حیوانات تمہارے لئے۔

طے ہوگئی بات۔ تو اب جو شے بھی بقائے نسل انسانی کے لئے مفید ہوگی وہ طیّب ہوگی اور جو بھی بقائے نسل انسانی کے لئے مضر ہوگی وہ خبیث ہوگی۔ ذرا میں جملے کو آسان کردوں۔ جو انسانیت کی بھلائی میں کام آئے وہ ہے طیب اور جو انسانیت سے دشمنی کرے وہ ہے خبیث۔

دامن وقت میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی جو میں تمہیں تفصیلات میں لے جاؤں۔ تو اب یہیں سے میں بات کو آگے لے جاؤں۔ تو جو مفید ہے وہ ہے طیب۔ جو نقصان پہنچائے وہ ہے خبیث۔ عجیب مرحلہ فکر ہے جہاں میں تمہیں لے آیا۔ بھئی زہر ہے خبیث۔ کوئی کھالے تو ہلاک ہوجائے۔ تو اصول مل گیا نا کہ جو نسل انسانی کا دشمن ہے وہ خبیث ہے۔ تو جو مفید ہو وہ ہے طیب جو مضر ہو وہ ہے خبیث۔

کیا کہا آیت نے **ویحل لهم الطیبات**۔ ذرا مقام محمدؐ کو پہچانو۔ وہ ساری مفید چیزوں کو حلال کرے گا اور وہ ساری مضر چیزوں کو حرام کرے گا۔ گوشت سارے کا سارا حلال نہیں ہے۔ کچھ پرندے حلال کچھ پرندے حرام۔ کس نے بتایا؟ محمدؐ رسول اللہ۔ چوپائے سارے کے سارے حلال نہیں ہیں کچھ حلال کچھ حرام۔ کس نے بتائے۔ محمدؐ رسول اللہ۔ دریائی جانور سارے کے سارے حلال نہیں ہیں۔ کچھ حلال کچھ حرام۔ کس نے بتائے؟ شریعتِ محمدؐ نے۔ تو جب کھانے کی چیزوں میں بتلا رہا ہے کہ خبیث کون ہے طیب کون ہے تو کیا انسانوں میں نہیں بتلائے گا کہ خبیث کون

ہے طیّب کون ہے؟

عنبر پہاڑ سے نکلتا۔ دواؤں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ خوشبو کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اسے لوگ کھاتے بھی ہیں۔ پہاڑ حرام۔ عنبر حلال۔ پہاڑ کو کھاؤ حرام ہے۔ عنبر کھاؤ حلال ہے۔ ایک ہی شے میں کچھ حلال کچھ حرام۔ جانور کی ہر شے حلال نہیں ہے کچھ حلال کچھ حرام۔ نباتات میں ہر شے حلال نہیں ہے۔ بھول گئے سورہ اعراف میں آواز دی **والبلد الطیّب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لایخرج الانکداط** (آیت ۵۸) طیّب زمین گلشن بنتی ہے۔ خبیث زمین پر جھاڑیاں ہوتی ہیں۔

تو جمادات میں کچھ طیّب کچھ خبیث۔ نباتات میں کچھ طیب کچھ خبیث۔

بھئی عجیب بات یہ کہ علم طبقات الارض کا ماہر زمین کے بارے میں جانتا ہے۔ سبزیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور جو سبزیوں کے بارے میں جانتا ہے وہ نباتات کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور جو ماہرِ علم نباتات ہے وہ حیوانات کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور جو حیوانات کا ماہر ہے وہ انسانوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اب اتنا بڑا وہ نبی تھا کہ چودہ سو سال پہلے سارے خبیث کو بھی جانتا تھا سارے طیب کو بھی جانتا تھا۔

تو جمادات میں کچھ خبیث کچھ طیّب، نباتات میں کچھ خبیث کچھ طیب جانوروں میں کچھ خبیث کچھ طیب۔ زمینوں میں خبیث زمین، طیب زمین اور اب ایک آیت ہدیہ کرنے جا رہا ہوں سورہ ابراہیم قرآن مجید کا چودھواں سورہ اور یہ آیت اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لینا۔

الم ترکیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت و فرعها فی السمآءo توتی اکلها کل حین باذن ربها و یضرب اللّٰہ الامثال للناس لعلهم یتذکرونo ومثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق

الارض مالھا من قرار○ (آیات ۲۴ تا ۲۶)

قرآن نے کہا کہ کچھ کلمے خبیث کچھ کلمے طیب اور آگے بڑھ کر کہا کچھ شجرے خبیث کچھ شجرے طیب۔

عجیب مرحلہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ میرے سننے والے ان آیتوں کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھیں۔

الم ترکیف ضرب اللّٰہ مثلاً۔ تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کیسی عجیب مثال بیان کر رہا ہے۔ کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ جو کلمہ طیب ہے وہ شجرہ طیبہ کی مانند ہے۔ ترجمہ پر بڑا دھیان دینا۔

"اصلھا ثابت" اس کی جڑ زمین میں دھنسی ہوئی ہے۔ مضبوط ہے۔

"وفرعھافی السماء" اور وہ اتنا گھنا درخت ہے کہ اس کی شاخ آسمان میں ہے۔

"توتی اکلھا کل حین" اور یہ درخت ہر زمانے میں پھل دیتا ہے۔

"باذن ربھا و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون"۔ اپنے رب کے اذن سے اور اللہ مثال بیان کرتا ہے شاید تم غور کرو شاید تمہیں کچھ یاد آجائے۔

"ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ" وہ کلمہ طیب تھا جس کی مثال شجرۂ طیب تھا اور اب کلمہ خبیثہ ہے جس کی مثال شجرہ خبیثہ ہے۔ شجرہ طیب کیا تھا؟ جڑ پہنچی ہوئی تھی زمین میں اور شاخ پہنچی ہوئی تھی آسمان تک اور شجرہ خبیثہ۔

"اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار" جسے ہم جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں اور اسے کہیں قرار نہ ملے۔

میں اپنے دوست اقبال مہدی سے کہوں گا کہ حسینؑ کا غم اخباروں کی رپورٹنگ نے نہیں پھیلایا ہے۔ نعروں اور ماتم نے پھیلایا ہے۔ کیا پڑھنا ان چیتھڑوں کو جو آج پڑھے گئے کل بے کار ہو گئے۔ حسینؑ کی مجلس آج بھی ہے کل بھی تھی اور کل بھی رہے

گی۔

قرآن مجید نے لغویت کے مقابلے پر یہ نہیں کہا کہ تم کھڑے ہو جاؤ۔

واذا مروا باللغو مروا کراما (سورہ فرقان آیت ۷۲) مومن وہ ہے کہ اگر کہیں لغو ہے تو بڑی عزت وکرامت سے گزر جائے ادھر نگاہ بھی نہ کرے۔ تو میرے دوست نے نگاہ کرلی میں تو ادھر نگاہ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں۔ چھوڑو ان باتوں کو۔

الم ترکیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ۔ جو کلمہ ہے وہی شجرہ ہے اور جو شجرہ ہے وہی کلمہ ہے پھر یہ کیوں مثال دی۔ ابھی میں آیت پڑھ کے گزرا ہوں۔

من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزۃ جمیعاً الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ ساری عزتیں اللہ کے لئے ہیں۔ تمہارا جو کلمہ طیبہ ہے وہ بھی اسی کی طرف بلند ہو کے جاتا ہے۔ تو کلمہ کیا ہے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسو ل اللّٰہ۔ کلمہ ہے لیکن اللہ کہتا ہے نہیں شجر ہے۔ یہ کلمہ نہیں شجر ہے یعنی جہاں کلمہ طیب ہوگا وہاں شجر بھی طیب ہوگا۔ ایک مرتبہ اس آیت کا ترجمہ اور سن لو۔

الم ترکیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھافی السمآءo توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ یہ جو شجر طیبہ ہے اس کی جڑ زمین میں ہے۔

اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء اس کی شاخ آسمان میں ہے۔

توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ یہ جو شجر طیبہ ہے یہ ہر زمانے میں پھل دیتا رہے گا تو اب تک تم سمجھتے تھے کلمہ فقط بات ہے کلمہ فقط قول ہے نہیں کلمہ شجرہ ہے۔ اب تم پوچھو گے یہ میں نے کہاں سے کہہ دیا۔ کبھی کبھی ایسے بھی سنا کرو جیسے بول رہا

ہوں۔ اللہ نے کلمے کے لفظ کو استعمال کیا جاؤ دیکھو قرآن میں۔

اذقالت الملئکة یٰمریم ان اللّٰہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم (سورہ آل عمران آیت ۴۵)

فرشتہ آیا اور کہا: مریم تمہارے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ اللہ کا کلمہ ہے۔ عیسیٰؑ کلمہ ہیں تو وہ جو فخر عیسیٰ ہے وہ کلمہ نہیں ہوگا؟ جس نے پوری دنیا کو کلمہ سکھلا دیا۔ میرا محمدؐ جس نے پوری کائنات کو کلمہ پڑھوایا کیا وہ خود کلمہ نہیں ہوگا؟ تو اگر عیسیٰ کلمہ ہیں تو میرا محمدؐ اس سے بڑا کلمہ ہے اسی لئے قرآن نے کہا۔

وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا ط (سورہ انعام آیت ۱۱۵) ہم نے محمدؐ پر کلمہ بھی تمام کیا، صداقت بھی تمام کی، عدالت بھی تمام کی۔ محمدؐ رسول اللہ کون ہیں؟ کلمہ!

تم نے آم کا ایک چھوٹا پودا خرید ا لگا دیا۔ وہ پھلدار درخت بنا۔ اس سے کیا نکلے گا؟ آم! اور تم نے اس کے پہلو میں ایک جامن کا درخت کاشت کر دیا۔ اب جامن سے کیا نکلے گا؟ جامن۔ اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ آم سے جامن نکل آئے اور جامن سے آم نکل آئے تو اگر آم ہے تو آم ہی نکلے گا اور اگر جامن ہے تو جامن ہی نکلے گی۔ تو اگر میرا محمدؐ کلمہ ہے تو اس کی نسل میں کلمہ ہی آئے گا کچھ اور نہیں۔

اس لئے فاطمہؑ کلمہ، حسنؑ کلمہ، حسینؑ کلمہ، بارہ کے بارہ کلمہ۔ مہدیؑ کلمہ ہیں یا نہیں۔ اب ایک جملہ کہوں گا اور اس کے بعد تم سے سوال کروں گا۔ بھئی عیسیٰؑ کلمہ، مہدیؑ کلمہ کیا کہا قرآن نے۔

"**اصلها ثابت** اس کی جڑ زمین میں ہے۔

"**وفرعها فی السماء**" اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ کیا درخت میں ایک جڑ ہوتی ہے؟ جڑیں ہوتی ہیں اور کیا درخت میں ایک شاخ ہوتی ہے؟

شاخیں ہوتی ہیں لیکن یہ عجیب شجرہ ہے۔ کہ اس کی ایک جڑ زمین میں ہے ایک شاخ آسمان میں ہے۔ آج سمجھ میں آیا کہ اگر مہدیؑ زمین میں ہے تو عیسیٰؑ آسمان میں ہے۔ عجیب مرحلہ فکر ہے جہاں تمہیں لے کر آ گیا۔ بھئی عیسیٰؑ کو تو سب مانتے ہیں کہ ہے۔ آئے گا۔ مہدیؑ کے لئے کیا دلیل ہے وہ تو پیدا ہوگا۔ تو دور کیوں جاؤ یہی آیت۔

الم ترکیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھاثابت وفرعھافی السماءo توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ یہ شجرہ ایسا ہے کہ ہر زمانے میں پھل دے گا اگر محمدؐ کا شجرہ ہر زمانے میں پھل دے گا تو آج بتاؤ وہ پھل ہے کدہر؟

یہاں تک آ گئے ہو میرے ساتھ تو ایک جملہ اور سنتے جاؤ۔ میں تو اتحاد بین المسلین کا نقیب ہوں اور میں کوشش یہ کرتا ہوں کہ اپنے مسائل کو اپنے نظریات کو اپنے عقائد کو درست بناؤں قرآن مجید کے ذریعے۔ کہنے لگے: ٹھیک ہے مان لیا کہ ہر زمانہ میں شجر محمدؐ پھل دے گا تو کبھی دیا ہوگا پھل تو کتنا بوڑھا ہے۔ یہ میں نے discuss کیا تھا رضویہ سوسائٹی کی امام بارگاہ میں۔ لیکن آج ایک دلیل دے کر جا رہا ہوں اس کو اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھ لینا۔ کہنے لگے اگر آ بھی گیا تو اتنا بوڑھا کس کام آئے گا؟ بھئی وہ کلمہ ہے کلمہ بوڑھا نہیں ہوا کرتا اور اللہ کہہ چکا ہے۔

لاتبدیلا لکلمات اللّٰہ۔ اللہ کے کلموں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ جیسا بچپنا ہوگا ویسا بڑھاپا ہوگا۔

کلمہ طیبہ میں نے تمہیں بتلا دیا۔ شجرہ طیبہ تمہیں بتلا دیا۔ لیکن شجرہ خبیثہ کیا ہے؟ میرے علم میں نہیں ہے۔ لیکن شجرۂ طیبہ سمجھ میں آیا۔ واپس چلو سورہ ابراہیمؑ کی طرف قرآن مجید کا چودہواں سورہ۔ ابراہیمؑ نے اپنی بیوی ہاجرہ اور چھوٹے بچے اسماعیل کو مکہ کے قریب لا کر آباد کر دیا اور قرآن نے اسے Document بنا دیا۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرعٍ عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون (آیت ۳۷)

جب لائے ہیں چھوٹے بچے کو وہی بچہ جس نے پیاس سے ایڑیاں رگڑی تھی۔

اور زوجہ ہاجرہ۔ ان دونوں کو لائے اور ایسی جگہ پر چھوڑا جہاں کوئی آبادی نہیں تھی نہیں کوئی روئیدگی نہیں تھی، کچھ اگتا نہیں تھا۔

بواد غیر ذی ذرع۔ بے آب و گیاہ وادی میں مالک چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ بے آب و گیاہ وادی میں جہاں لو کے جھکڑ کے علاوہ کچھ نہیں ہے، جہاں ریتیلے بگولوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے ایسے ماحول میں زوجہ کو چھوڑا۔

اور اس کی گود میں بچے کو چھوڑا۔ دیکھو شجرہ طیبہ

انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع عندبیتک المحرم

کہاں چھوڑا ہے یہ تیرے محترم گھر کے پاس۔ یہ نہ سمجھنا کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے گھر بنایا تھا۔ گھر اس سے پہلے سے تھا انہوں نے اس کی تعمیر جدید کی تھی۔ یہ Off the record جملہ کہنا ضروری تھا اس لئے کہ قرآن مجید نے یہی کہا ہے کہ جب وہ نیو کے اوپر دیواریں بلند کر رہے تھے۔

واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت (سورہ بقرہ آیت ۱۲۷) نیو تھی۔ اچھا تو ابراہیمؑ نے کہاں لاکر آباد کر دیا؟ اللہ کے گھر کے پاس۔ کیوں؟

"لیقیموا الصلوٰۃ" پروردگار تا کہ تیرا گھر آباد ہو جائے تو میں گھر کے باہر اپنی بیوی کو اور اپنے بچے کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ پہچانتے ہو ہاجرہ کو؟ پہچانتے ہو اسماعیلؑ کو؟ بھئی یہی تو ہیں میرے نبیؐ کے دادا، دادی۔ شجرہ طیبہ سمجھ میں آ رہا ہے؟ بھئی ایک ہی جملہ کہوں گا دامنِ وقت میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ تو خاندان کو بسا دیا ابراہیمؑ نے کہاں؟ گھر کے باہر۔ گھر کے باہر ہم رہیں گے لیکن اسے آباد رکھیں گے تو

جب یہ خاندان بڑھے گا گھر کے باہر رہ کر تو مالک تو انہیں بدلہ کیا دے گا؟ کہا مت گھبراؤ یہ ایک ماں ہے اور ایک بچہ ہے جو گھر کے باہر ہے اور اب ایک ماں اپنے بچے کو گھر کے اندر پیدا کرے گی۔

تو ایک ماں اور ایک بچہ۔ اسی خاندان سے۔ بنت اسد کسی اور خاندان کی نہیں ہیں۔علیؑ کسی اور خاندان کے نہیں ہیں۔ ایک ماں اسی گھر کے اندر اپنے بچے کو جنم دے گی۔تو مالک کرے گا کیا۔ تین دن تک جب تیرا گھر بند رہے گا تو نہ پانی جائے گا نہ دانہ جائے گا۔ کہا: جب میں نے ہاجرہ کے لئے پانی اور دانے کا بندوبست کیا تو اس وقت تم نے نہیں سوچا تھا۔تو جب گھر کے باہر بندوبست کیا ہے تو اپنے گھر کے اندر بندوبست نہیں کروں گا۔

بس میرے دوستو اور میرے عزیزو۔ کلمہ طیبہ سمجھ میں آ گیا۔ مجھے نہیں معلوم جتنے بھی خدا کے مخالفین ہیں جتنے بھی تکذیب حقیقت کرنے والے لوگ ہیں وہ سارے کے سارے شجرہ خبیثہ ہیں۔ اور کربلا۔ شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ کی جڑ تم پوچھو گے نا کہ یہ میں نے کیا کہہ دیا؟

دیکھو جب حسینؑ مدینہ سے چلے تھے تو ان کے ساتھ ایک موذن تھا حجاج ابن مسروق جعفی جو راستہ بھر حسینؑ کے قافلے میں نمازوں کی اذانیں دیتا رہا۔لیکن جب صبح عاشور آئی تو حسینؑ نے حجاج سے کہا: اب تم رک جاؤ۔ اور کہا بیٹے علی اکبرؑ اب تو اذان دے دے۔تو گفتگو علی اکبرؑ تک آ گئی۔ حسینؑ کا لاڈلا بیٹا جو رفتار میں، گفتار میں،نطق میں، سیرت میں، رسولؐ کے مشابہ تھا تو عاشور کی اذان حسینؑ نے اسی لئے دلوائی تا کہ فوجیوں کو پتہ چل جائے کہ محمدؐ کس کیمپ میں ہیں۔ اکبرؑ تک بات آ گئی، جی چاہتا تھا کہ تفصیلات میں جاؤں۔صرف دو جملے سنو۔

پہچان گئے اکبرؑ کو! بڑا چہیتا ہے اپنے باپ کا۔ جب اپنے باپ کا اتنا چہیتا ہے تو اپنی ماں کا کتنا چہیتا ہوگا۔حسینؑ کی تو اور بھی اولاد تھیں لیکن ام لیلیٰ کی اکبرؑ کے

علاوہ کوئی اولاد نہیں ہے۔ میرا جی چاہا کہ میں یہ جملہ اپنے سننے والوں کو ہدیہ کردوں۔

آرام سے دو جملے اور سنتے چلو۔ دیکھو شب عاشور حسینؑ کے بچے پیاس سے بلک رہے تھے تو اصحابِ حسینؑ نے یہ طے کیا کہ جان جائے یا رہے حملہ کریں گے اور پانی لے کر آئیں گے۔ آئے حسینؑ کی بارگاہ میں۔ مصائب الاخیار۔ حوالہ یاد رکھنا۔ عرض کی: فرزندِ رسولؐ اجازت دے دیجئے۔ امام نے انکار کیا پھر اصرار کیا کہ فرزندِ رسولؐ اجازت دے دیجئے۔ جب بہت اصرار کیا تو ایک مرتبہ پوچھا میرا اکبرؑ کہاں ہے۔ بلاؤ اکبرؑ کو۔ اکبرؑ آئے تو کہا یہ میرے اصحاب جانا چاہتے ہیں تو بیٹے تو ان کے آگے چل۔ کوئی تیر آئے تو اپنے سینے پہ لے لینا۔

یہ خبر کہ اکبرؑ کو حسینؑ نے پانی لینے کے لئے بھیجا ہے ام لیلیٰ کے کانوں تک آ گئی۔ فضہ نے آ کر کہا: بی بی آپ کو کچھ معلوم ہے۔ مولا نے اکبرؑ کو پانی لینے کے لئے بھیجا ہے۔ ایک مرتبہ ام لیلیٰ گھبرا کر کھڑی ہو گئیں۔ کہاں ہے عباسؑ کہاں ہے۔ پکارتی ہوئی عباسؑ کے خیمے میں داخل ہوئیں۔ عباسؑ تیری زندگی میں میرا اکبرؑ چلا گیا۔

اب اس سے زیادہ بیان نہیں کروں گا۔ بھئی اکبرؑ سمجھ میں آ گیا؟ عباسؑ کیسے رخصت ہوئے معلوم ہے۔ حسینؑ کیسے رخصت ہوئے معلوم ہے لیکن اکبرؑ کیسے رخصت ہوئے نہیں معلوم۔ بس اتنا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ خیمے کا پردہ اٹھتا تھا۔ گرتا تھا۔

اب میرا جی چاہتا ہے تم سے ایک جملہ کہتا جاؤں۔ عون و محمد کیسے رخصت ہوئے مقتل میں ہے۔ عباسؑ کے بھائی کیسے رخصت ہوئے مقتل میں ہے۔ خود عباسؑ کیسے رخصت ہوئے مقتل میں ہے۔ حسین کی رخصت، مقتل میں details ہیں۔

بس مقتل میں نہیں ملتا تو اکبرؑ کی رخصت کا حال۔ بس دو جملے ملتے ہیں ایک جملہ یہ کہ جب اکبرؑ شہزادی زینبؑ کے پاس اجازت کے لئے گئے تو ساری بیبیاں گھیر کر کھڑی ہو گئیں۔ اپنے بالوں کو بکھرایا اور کہا ارحم غربتنا۔ اکبرؑ ہماری غربت

پہ رحم کرو۔

اور دوسرا جملہ یہ ملتا ہے کہ جب اکبرؑ نکلنا چاہتے تھے کوئی دامن کھینچ لیتا تھا۔ تاریخ میں نہیں ہے کہ وہ دامن کھینچنے والا کون تھا لیکن اگر کوئی بڑا ہوتا دامن نہ پکڑتا۔ ارے وہ چھوٹی بہن تھی جو بار بار اکبرؑ کا دامن پکڑتی تھی کہ بھیا مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جاؤ۔

وسیعلمون ظلموا ای منقلب ینقلبون

ساتویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى ۙ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ؕ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ؕ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ؕ

عزیزانِ محترم! سورہ واللّیل کی جن دس آیتوں پر مسلسل گفتگو جاری ہے ان آیات کا پیغام یہ ہے کہ:

واللّیل اذا یغشیٰO قسم ہے رات کی جب وہ اندھیری ہوجائے۔

والنهار اذا تجلیٰO اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوجائے۔

وما خلق الذکر والانثیٰO اور قسم ہے نر کی اور قسم ہے مادہ کی۔

ان سعیکم لشتیٰO تمہاری کوششیں پراگندہ ہیں اور تمہاری کوششیں منتشر ہیں۔

فاما من اعطیٰ واتقیٰO تو اب جو شخص بھی عطا کرے، تقویٰ اختیار کرے۔

وصدق بالحسنیٰO اور اچھی باتوں کی تصدیق کرے۔

فسینسرہ للیسریٰO تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے قیامت میں سہولتیں فراہم کریں گے اور اسے جنت کی طرف روانہ کردیں گے۔

وامامن بخل واستغنیٰO مگر اس بات کو یاد رکھو جو بھی بخل اختیار کرے اور اللہ سے بے نیاز ہوجائے۔

وکذب بالحسنیٰO اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے انہیں جھٹلا دے تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایسے انسان کو جہنم کی طرف پلٹا دیں گے۔

عجیب مرحلۂ فکر ہے یہ۔ کل ہم اس مقام پر رکے کہ یہاں تضاد ہے۔ دن رات، نر مادہ، تصدیق تکذیب، تقویٰ استغنیٰ۔ اس تضاد سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک پیغام دیا ہے۔

واما من بخل و استغنیٰ ٥ جو بھی بخیل ہو جائے اور اللہ سے روگردانی کرے وہ جہنم کی طرف جائے گا۔

فامامن اعطیٰ و اتقیٰ ٥ اور جو بھی سخاوت کرے اور تقویٰ اختیار کرے وہ جنت کی طرف جائے گا۔

یعنی جہنم کی طرف جانا تمہارا اختیار۔ جنت کی طرف جانا تمہارا اختیار۔ اللہ تمہیں مجبور نہیں کرتا۔

تو اب ایک راستہ جاتا ہے جہنم کی طرف اور ایک راستہ جاتا ہے جنت کی طرف۔ تو ان راستوں کو بتانے والا کون آئے؟ اب تک میں تمہارے سامنے دس آیتیں پیش کر چکا۔ اب گیارہویں بارہویں اور تیرہویں آیت سنو۔ ذرا ملا کر دیکھنا۔

واما من بخل و استغنیٰ ٥ جو کنجوس ہو، اور اپنے آپ کو مستغنیٰ سمجھے۔

و کذب بالحسنیٰ ٥ اور جو نیکیوں کی تکذیب کرے۔

فسینسره للیسریٰ ٥ ہم اعلان کرتے ہیں کہ اسے جہنم کی طرف بھیج دیں گے۔

وما یغنی عنه ماله اذا تردیٰ۔ یہ کنجوس، یہ مال کو جمع کرنے والا اس بات کو یاد رکھے کہ جب وہ جہنم کی طرف جا رہا ہوگا تو اس کا مال اس کے کوئی کام نہیں آئے گا۔ یعنی غنی ہونا کمال نہیں ہے متقی ہونا کمال ہے۔

بڑے جلال کی آیت ہے۔ وما یغنی عنه ماله اذا تردی۔ جب وہ مرے گا، جب وہ قبر میں جائے گا جب وہ اٹھے گا۔ تو اس کا مال اس کے کسی کام نہیں آئے گا۔

سورہ لہب میں یہی کہا تھا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo تبت ید ابی لھب و تبo ما اغنی عنه ماله۔ ابولہب کا مال اس کے کام نہیں آیا۔ تو جب سگے چچا کا مال کام نہیں آیا تو کسی اور کا مال کیسے کام آئے گا۔

بڑے بڑے صاحبان دولت گزرے انہیں یاد رکھنا چاہئے۔

وما یغنی عنه ماله اذا تردیٰ جب وہ مرے گا، جب وہ قبر میں جائے گا یہ مال اس کے کسی کام نہیں آئے گا۔ یہ گیارہویں آیت تھی اور اب بارہویں آیت۔

ان علینا للھدیٰ۔ دیکھو ہدایت کی ذمے داری ہماری ہے، ہم بتلائیں گے کہ تصدیق کیا ہے، ہم بتلائیں گے کہ تکذیب کیا ہے، ہم بتلائیں گے کہ استغنیٰ کیا ہے۔

ان علینا للھدیٰ ہدایت ہم کریں گے تو قرآن نے واضح کر دیا کہ ہدایت کرنا کسی اور کا کام نہیں ہے ہدایت کرنا اللہ کا کام ہے۔ تو کبھی وہ آیا ہدایت کرنے کے لئے؟

ان علینا للھدیo وان للاخرة والاولیٰo ہدایت کی ذمے داری ہماری ہے، دنیا ہماری ہے، آخرت ہماری ہے۔ تو کبھی آیا ہدایت کرنے کے لئے؟ بھئی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے۔ لیکن کہتا ہے ہدایت میں کروں گا۔ اور بھیجتا ہے نبیوں کو ہدایت کے لئے۔ تو جب تنہا اللہ ہدایت کے لئے کافی نہ ہوا تو اس کی کتاب ہدایت کے لئے کیسے کافی ہو جائے گی؟

تو اللہ کافی نہ ہوا ہدایت کے لئے چنانچہ اللہ نے ہدایت کے لئے یہ کام کیا کہ اپنا پیغام کتاب کی صورت میں بھیجا اور اپنی زبان نبیوں کو دے دی۔

ہدایت کی ذمے داری اللہ کی۔ بھیجا نبی کو۔ آپ نے تو نہیں بنایا؟ بھئی جب ذمے داری اللہ کی تو بھیجے گا بھی وہی۔ آپ کو کوئی حق نہ ہوگا۔ اب آواز دی۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (سورہ النساء: ۸۰) جس نے رسولؐ کی

اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اب اگر پورے رسولؐ کو معصوم نہ مانو۔ اگر پورا رسولؐ تمہارے نزدیک معصوم نہیں ہے تو بولے گا زبان سے، زبان معصوم ہے۔ اشارہ کرے گا ہاتھ سے، ہاتھ معصوم ہے۔

بھئی دیکھو ہدایت کرنے کے دو ہی تو طریقے ہیں۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: بندر روڈ کدھر ہے میں نے زبان سے کچھ نہیں کہا اشارہ کر دیا۔ ہدایت ہوگئی۔ تو ہدایت ہاتھ سے بھی ہوتی ہے۔

اور آپ نے پوچھا: بندر روڈ کہاں ہے؟ میں نے کہا: پیچھے کی طرف جائیں۔ پھر دائیں مڑیں پھر بائیں مڑیں آپ بندر روڈ پر آ جائیں گے تو زبان سے بھی ہدایت ہوتی ہے۔

تو زبان سے بھی ہدایت ہوتی ہے اور ہاتھ سے بھی ہدایت ہوتی ہے۔ تو میں نہیں کہتا کہ پورا نبی معصوم مانو۔ کم از کم اس کی زبان کو تو معصوم مانو، اس کے ہاتھ کو تو معصوم مانو۔ زبان کے لئے آواز دی۔

ومایںطق عن الھویٰo ان ھوالاوحی یوحیo (سورہ النجم: ۳۔۴) وہ کچھ نہیں بولتا مگر وہی جو وحی ہو اور ہاتھ کے لئے آواز دی۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ۔ (سورہ الانفال: ۱۷) حبیب تو نے پتھر نہیں پھینکے اللہ نے پتھر پھینکے۔ تو محمدؐ کی زبان اللہ کی زبان، محمدؐ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ۔

اب محمدؐ ہدایت کے لئے جہاں چاہے اشارہ کردے۔ جہاں چاہے زبان سے کہہ دے اور بہت اہم ہدایت ہو تو ہاتھ سے اشارہ کرے اور زبان سے کہے من کنت مولاہ۔

انبیاء منتخب کئے تاکہ ان کے ذریعے فریضہ ہدایت کو آگے بڑھایا جائے اور اب قرآن نے آواز دی۔

ولقداخترنھم علیٰ علم علی العلمین (سورہ دخان آیت ۳۲) ہم نے

جہالت کی بنیاد پر انہیں نبی نہیں بنایا ہے، علم کی بنیاد پر نبی بنایا ہے۔ جہاں سے سلسلہ ہدایت کا آغاز ہے وہیں پر علم پہ گفتگو ہے۔ پہلا نبی آدمؑ اور اس آدمؑ کے لئے اعلان۔

وعلم آدم الاسماء کلھا۔ (سورہ البقرۃ:۳۱) اللہ نے آدمؑ کو علم دے دیا۔
یعنی آدمؑ کو جو علم ملا وہ براہ راست تعلیم خدا ہے۔ کسی فرشتے کے ذریعے علم نہیں پہنچایا۔ کوئی فرشتہ آدمؑ کے پاس علم لے کر نہیں آیا تھا ورنہ قرآن کی آیت غلط ہو جائے گی۔

علم آدم الاسما کلھا۔ ہم نے خود (اللہ کہہ رہا ہے) آدمؑ کو علم دے دیا۔
فرشتہ درمیان میں نہیں ہے۔ تو جو پوری تاریخ ہدایت کا سب سے چھوٹا نبی ہو فرشتہ کو ہٹا کر اللہ خود علم دے اور جو تاریخ ہدایت کا سب سے بڑا نبی ہے اسے فرشتے کے ذریعے تعلیم دلوائے؟!

اور اب میرا نبیؐ بولا: من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ

جیسا علم آدم کا ویسا علم، علیؑ کا۔ تو اگر آدمؑ کو براہ راست علم دیا ہے تو پھر علیؑ بھی کسی مدرسہ میں نہیں پڑھے گا۔

اچھا تو یہ آدمؑ کو علم کس لئے دیا تھا، اس لئے دیا تھا کہ فرشتوں پر آدمؑ کی خلافت ثابت ہو جائے تو اگر علیؑ کے پاس براہ راست علم آیا ہے؟
بڑے سخن ہائے گفتنی تھے اس موقعے پر۔ مگر میں انہیں روک رہا ہوں تا کہ مجھے آگے جانے میں آسانی ہو جائے۔

ولقد اخترنھم علیٰ علم علی العٰلمین۔ (سورہ الدخان: ۳۲)
ہم نے علم کی بنیاد پر نبی بنایا۔ علم کی بنیاد پر منتخب کیا۔ چھوٹے چھوٹے انبیاء کو علم دیتا رہا اور اب مقامِ ختم نبوت پر آواز دی۔

وعلمک مالم تکن تعلم ط (سورہ النساء: ۱۱۳) حبیب تجھے وہ سب کچھ دے دیا جو تو نہیں جانتا تھا، تو اب آفاق میں جو کچھ ہے محمدؐ جانتا ہے، نفسوں میں جو کچھ ہے محمدؐ جانتا ہے، دنیا میں جو کچھ ہے وہ محمدؐ جانتا ہے، جو گزر گیا وہ محمدؐ کے علم میں

ہے، جو آئے گا وہ محمدؐ کے علم میں ہے، جو تمہارے دلوں میں ہے وہ محمدؐ کے علم میں ہے، جو زمین کی گہرائیوں میں ہے وہ محمدؐ کے علم میں ہے اور اب بھی کہتے ہو کہ محمدؐ ہم جیسا!!

میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ اگر علم مجسم ہو جائے تو اس کا نام محمدؐ ہوگا۔ نہیں میں اور آگے بڑھوں گا۔ سن رہے ہونا روزانہ۔

و صدق بالحسنیٰ۔ اگر نیکیاں مجسم ہو جائیں تو محمدؐ بن جائیں۔ اب محمدؐ کسی شخصیت کا نام نہیں۔ نیکیوں کی تفسیر کا نام ہے۔ علم دیکھنا ہے۔ محمدؐ کو دیکھو۔ حلم دیکھنا ہے۔ محمدؐ کو دیکھو۔ تقویٰ دیکھنا ہے محمدؐ کو دیکھو، عدالت دیکھنی ہے محمدؐ کو دیکھو۔ شجاعت دیکھنی ہے محمدؐ کو دیکھو۔

میں نے بڑی بڑی جنگیں پڑھی ہیں۔ بڑے بڑے بہادر کے ہاتھ میں تلوار دیکھی، بدن پہ زرہ دیکھی، سر پہ لوہے کی ٹوپی دیکھی، خود دیکھا۔ لیکن کسی جنگ میں میرے محمدؐ کے سر پر خود نہیں تھا۔ میرے محمدؐ کے جسم پر زرہ نہیں تھی، میرے محمدؐ کے ہاتھ میں تلوار نہیں تھی۔

بھئی مجاہد وہ جو تلوار سے لڑے اور محمدؐ وہ جو کردار سے لڑے۔ ہم نے بڑے بڑے شمشیر زنوں کو تلوار ہاتھ میں لئے میدان چھوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم نے نہتے محمدؐ کو میدان میں اکیلا کھڑے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ ہے میرے محمدؐ کی شان۔ اور اب ایک جملہ کہہ دوں۔ اگر شجاعت ہے تو یہ نہیں کہ دل بھی سخت ہو جائے نہیں اتنی ہی رحمت ہے۔

مکہ کو جس دن فتح کیا ہے تو مسلمان بڑے جوش میں تھے۔ دس ہزار ننگی تلواروں کی چھاؤں میں میرا نبیؐ شہر مکہ میں داخل ہو رہا ہے۔ اچھا پہچانتے ہو مکہ والوں کو؟ انتہائی ''قسی القلب۔''

ایسے قسی القلب کہ جنہوں نے قتل محمدؐ کی سازش کی اور اسی وجہ سے نبی کو مکہ چھوڑنا پڑا۔ وہ میرے رسولؐ کی راہوں میں کانٹے بچھانے والے، وہ میرے رسولؐ پر

کوڑا پھینکنے والے، وہ میرے رسولؐ کے قتل کی سازش کرنے والے۔ وہ جنہوں نے رسولؐ کو بدترین الفاظ سے یاد کیا۔ تو مکہ والے بدترین دشمن ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جانتے ہیں کہ یہ بدترین دشمن ہیں، تو جب فوج اسلام داخل ہو رہی تھی شہر مکہ میں تو کسی صحابی کی زبان سے ایک جملہ نکل گیا ''الیوم یوم الملحمہ''۔ آج کا دن بدلے کا دن ہے، آج کا دن انتقام کا دن ہے۔

بڑی سچی بات کہی اس صحابی نے۔ بھئی جنہوں نے پیغمبر کو پتھر مارے ہوں۔ جنہوں نے راہ میں کانٹے بچھائے ہوں۔ جنہوں نے کوڑے پھینکے ہوں۔ جنہوں نے پیغمبر سے زبان درازیاں کی ہوں۔ جنہوں نے جسم رسولؐ کو زخمی کیا ہو کیا وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے جنگ کی جائے؟ انہیں مار دینا چاہئے تھا تو اگر صحابی نے کہا تو بڑی سچی بات کہی۔ الیوم یوم الملحمہ۔

ایک مرتبہ رسولؐ کے کانوں میں یہ آواز آئی کہا: علی دوڑ کے جاؤ اور میرے اس دوست سے کہو کہ اپنا جملہ بدل دے اور کہے ''الیوم یوم المرحمہ'' آج رحمت کا دن ہے، آج بخشنے کا دن ہے، آج توبہ کو قبول کرنے کا دن ہے۔ تو میرا محمدؐ اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر رہا ہے۔

بھئی جو محمدؐ اپنے بدترین دشمنوں کو بخش دے کیا اپنے دوستوں کی قیامت میں شفاعت نہیں کرے گا؟ پہچانو میرے محمدؐ کو۔ اگر نیکیاں مجسم بن جائیں۔ تو ان کا نام محمدؐ پڑ جائے۔

مجھے معاف کر دو کہ آج میں مقامِ محمدؐ کے سلسلے میں ایک جملہ کہوں گا۔

اپنے نبیؐ کو پہچان رہے ہو؟ جس کا حکم پڑھتے ہو اسے پہچان رہے ہو؟ اب پہچانو۔ قرآن بھرا ہوا ہے کہ ہم نے انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا۔

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ (سورہ اسراء آیت ۲۳) اللہ کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔

یا ایھا الذین آمنوا ارکعوا والسجدوا و اعبدوا ربکم (سورہ الحج : ۷۷) اے ایمان لانے والو! اپنے رب کی عبادت کرو۔

سورہ ذاریات میں کہا۔ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"۔ میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو مقصد تخلیق عبادت ہے۔ تم سے کہا۔ اعبدوا ربکم

اور نبی سے کہا: واعبد ربک حتی یاتیک الیقین (سورہ حجر آیت ۹۹) حبیب اپنے رب کی عبادت کر۔

کتنی اہم ہے عبادت۔ پوری زندگی عبادت میں گزارو۔ اب جو آیت پڑھوں گا وہ تمہارے ذہن میں پہلے سے لیکن اب میں Relate کر رہا ہوں تو پوری دنیا کا کوئی بھی انسان ہو، آدمؑ ہو، نوحؑ ہو، ابراہیمؑ ہو، موسیٰؑ ہو، عیسیٰؑ ہو کوئی بھی ہو حکم ہے عبادت کرو اور تمہیں بھی حکم ہے عبادت کرو۔ تو وہ خدا جو کہہ رہا ہے کہ عبادت کرو۔ وہ خدا محمدؐ سے قرآن میں کہہ رہا ہے۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم۔ طٰہٰo ماانزلنا علیک القرآن لتشقیٰo حبیب ذرا عبادتیں کم کر دے۔

اب پہچانا تم نے قرآن کا معیار کیا ہے کہ عبادت کئے جاؤ اور محمدؐ کا معیار کیا ہے طٰہٰo ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰo ہم نے قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو اپنے جسم کو مشقت میں ڈال دے۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم۔ یا ایھا المزملo قم اللیل الاقلیلاo رات میں عبادت کم کردو۔ تو جتنا مانگا تھا اللہ نے اس سے زیادہ دیا میرے محمدؐ نے یا نہیں؟ یہ ہے مقامِ محمدؐ۔

مانگا اللہ نے کم۔ دیا محمدؐ نے زیادہ۔ اب ایک جملہ مجھے کہنے کی اجازت دو۔

قرآن کے حکم سے میرے محمدؐ کا عمل بلند ہے یا نہیں؟ اچھا اب ایک حکم قرآن کا اور سن لو۔

یسئلونک ماذا ینفقون (سورہ بقرہ آیت ۲۱۵)۔ حبیب لوگ سوال کرتے ہیں کہ اللہ بار بار کہتا ہے کہ خرچ کرو، انفاق کرو تو کتنا انفاق کریں۔

قل العفو۔ کہہ دو کہ جو تمہارے خرچے سے بچ جائے وہ انفاق کردو۔ پہلے اپنا پیٹ بھرلو پھر اگر روٹیاں بچ جائیں تو فقیر کو دے دینا۔ تو حکم قرآن یہ تھا کہ پہلے اپنا پیٹ بھرو پھر سائل کو دو لیکن آلِ محمدؐ نے کردارِ محمدؐ پر عمل کرتے ہوئے اپنے پیٹ خالی رکھا اور سائل کے ہاتھوں کو بھر دیا۔

جو کردار میرے نبیؐ کا وہی کردار میرے نبیؐ کی اولاد کا۔ اس کا نام ہے۔

صدق بالحسنیٰ۔ جو اچھائیوں کی تصدیق کرے۔

کچھ ہیں جو اچھائیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ کچھ ہیں جو اچھائیوں کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ کیا بھول گئے غزوہ خندق کے ان جملوں کو جو پروردگار نے سورۂ احزاب میں رکھ دیئے۔ دیکھو کیسے تکذیب ہوتی ہے اور کیسے تصدیق ہوتی ہے۔

اذجاءُ وکم من فوقکم ومن اسفل منکم مشرک اتنے تھے۔ کہاں کس جگہ تھے؟ احد کی بات نہیں ہے۔ بدر کی بات نہیں ہے۔ غزوہ خندق کی بات ہے سن ۵ھ اس جنگ کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ کہتا ہے کہ مشرک اتنے تھے کہ وہ اوپر سے تم پر آرہے تھے۔ نیچے سے بھی تم پر حملہ کررہے تھے۔

واذ زاغت الابصار جب تمہاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔

وبلغت القلوب الحناجر (آیت ۱۰) اور تمہارے دل اچھل کر تمہارے حلقوں میں آکر اٹک گئے تھے۔

میں کہوں تو بہت برا لگے گا۔ میں نہیں کہہ رہا یہ تو اللہ کہہ رہا ہے۔ تمہاری

آنکھیں گول گول گھوم رہی تھیں کہ اب کیا ہوگا اور دل اچھل کر حلق میں آ کے پھنس گئے تھے۔

وتظنون باللّٰہ الظنونا (آیت ۱۰) اور اللہ کے متعلق بدگمانی کر رہے تھے۔
یہ ہے تکذیب، اللہ کے متعلق بدگمانی کر رہے تھے۔

"واذیقول المنفقون والذین فی قلوبھم مرض" اور وہ جو منافق ہیں اور جن کے دلوں میں مرض ہے وہ اس میدان میں کہہ رہے تھے۔

ماوعدنا اللّٰہ و رسولُه الا غروراO (آیت ۱۲) اللہ نے بھی دھوکہ دے دیا، رسولؐ نے بھی دھوکہ دے دیا۔ یہ ہے تکذیب۔ درمیان سے میں نے ایک آیت چھوڑی ہے اب اسے پڑھ رہا ہوں۔

ھنالک ابتلی المومنون و زلزلوا زلزالا شدیدا (آیت ۱۱) اور اسی میدان میں مومنین آزمائے گئے۔ جھٹکے زلزلوں کے مومنین کو بھی لگ رہے تھے لیکن مومنین کے لبوں پر کیا جملے تھے۔ بائیسویں آیت اسی سورہ احزاب کی۔

ولما را المومنون الاحزاب۔ جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا۔
"قالوا ھذا ماوعدنا اللّٰہ و رسوله" یہی وعدہ تھا اللہ اور اس کے رسول کا۔
"وصدق اللّٰہ و رسوله"۔ اللہ کا وعدہ بھی سچا ہے رسولؐ کا وعدہ بھی سچا ہے۔ جو امتحان میں کانپ جائے وہ منافق جو رک کے رسول کی تصدیق کرے وہ مومن۔

تو ایک تاریخ چلی تصدیق کی اور ایک تاریخ چلی تکذیب کی۔ کچھ تصدیق کرتے چلے کچھ تکذیب کرتے چلے۔ تو اب دین کو دو لفظوں سے پہچانو۔ جو محمدؐ کی تصدیق کرے وہ مومن۔ جو محمدؐ کی تکذیب کرے وہ کافر۔

ایک جملہ تمہیں ہدیہ کر رہا ہوں۔ جو نیکیوں کی تصدیق کرے ہم اسے جنت میں لے جائیں گے۔ طے ہوگئی بات۔ تصدیق کرنے والا جنت میں جائے گا اور ساری

نیکیاں ہیں محمدؐ کے پاس۔ تو اب جو محمدؐ کی تصدیق کرے وہ ہے جنتی۔ جب ذوالعشیرہ کا واقعہ ہوا اور ابولہب نے بولنے نہیں دیا تو ابوطالب نے یہی کہا تھا قم یا سیدی میرے سردار تو کھڑا ہو جا۔

"وتکلم بما تعهد و ترضیٰ" اور جو میرے دل میں ہے وہ ان کے سامنے بیان کر" و بلغ رسالت ربک" اور میرے بھتیجے اپنے رب کے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچا دے۔ تاریخ کا جملہ پڑھ رہا ہوں۔ گھر کی کتاب سے نہیں پڑھ رہا ہوں۔

"فانا صادق المصدق"۔ بھتیجے تو سچا ہے اور میں تیری تصدیق کر رہا ہوں۔
سرِ سخن اب میں پہنچا تھا لیکن اب دامنِ وقت میں گنجائش نہیں رہی تو کہا! بھتیجے میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔ اچھا پورے محمدؐ کی تصدیق ہے نا۔ اسی ذوالعشیرہ میں کہا۔ "اللہ ایک ہے۔" بھتیجے میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔

"میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔" بھتیجے میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔

"ایک دن روزِ قیامت ہے۔" بھتیجے میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔

تو اور کچھ مانو نہ مانو کم از کم اتنا تو مان لو کہ توحید، رسالت اور قیامت کے اصول دین کا ابوطالب قائل تھا۔ کم از کم اتنا تو مانو۔ سب سے چھوٹے اصول دین یہ تین ہی تو ہیں۔ توحید رسالت، قیامت۔ اور ایک مرتبہ میرے نبی نے کہا:

ایکم یزدونی فی هذا لامر۔ جب رسولؐ خطبہ دے چکے۔ کہنے لگے تم میں وہ کون ہے جو میرا وزیر بنے۔ میں پھر اپنے جملے کو دھرا رہا ہوں وہ کون ہے جو میرا وزیر بنے۔ یہ نہیں کہا وہ لوگ کون ہیں جو میرے وزیر بنیں۔ نہیں ایک مانگا ہے۔ تو جب مانگا ہی رسولؐ نے ایک ہے تو دوسروں کو پریشانی کیا ہے؟

فضائل اگر اس کی شخصیت کا طواف کریں تو میں کیا کروں۔ بہت سخن ہائے گفتنی تھے تصدیق اور تکذیب پر لیکن بات کو یہیں پر روک رہا ہوں۔ علیؑ کے فضائل پر کسی کو پریشانی نہ ہو اور ڈرو علیؑ سے مقابلہ کرتے ہوئے ڈرو۔ اب ایک چھوٹا سا واقعہ

بیان کروں گا۔اس کے حوالے سن لو۔تفسیر فخر الدین رازی۔تفسیر خازم،تفسیر ابن کثیر شامی،تفسیر علامہ ابن سباغ مالکی، کتنے نام گناؤں یہ سارے جلیل القدر ہیں اب ایک آیت سنو چھوٹا سا واقعہ سنو اور مجھے اجازت دے دو۔

قرآن میں ایک آیت ہے۔

اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الاخر وجاهدا في سبيل الله لايستون عندالله۔ (سورہ توبہ:۱۰)

یہ حاجیوں کو پانی پلانا یہ خانہ کعبہ کو اپنے ہاتھ کی کنجی سے کھول دینا تم بہت بڑا کمال سمجھتے ہو حالانکہ اس کے مقابلے پر وہ ہے جو اللہ پر ایمان لایا ہے۔ جو روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور اس نے پوری زندگی اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے تو وہ برابر نہیں ہوسکتا پانی پلانے والے کے۔

سقایہ ایک منصب ہے پانی پلانے والے کا۔ سقا یہ خانہ کعبہ میں ایک حوض تھا حج کے موسم میں اس میں پانی لاکر بھر دیا جاتا تھا اور کچھ لوگ معین ہوتے تھے جو پانی پلاتے تھے۔ یہ عہدہ پانی پلانے کا آیا ہے حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلبؒ تک۔ پہچانتے ہو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؒ کو؟ رسول اللہ کے چچا۔عبدالمطلبؒ کے بیٹے اور عبدالمطلبؒ رسول کے دادا۔ تو عباسؓ ابن عبدالمطلبؒ پانی پلاتے تھے بہت بڑا منصب ہے اور شیبہ ابن عبدالدار ان کے پاس خانہ کعبہ کی کنجیاں تھیں۔

ایک دن شیبہؒ ابن عبدالدار اور عباسؓ ابن عبدالمطلبؒ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ باتیں ہو رہی تھیں۔ ابن عبدالدار نے کہا کہ خانہ کعبہ کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ ہم ہیں خانہ کعبہ کی صفائی کرنے والے جب چاہیں کھولیں۔ جسے چاہیں داخلے کی اجازت دیں جسے چاہیں روک لیں۔

حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلبؒ کہنے لگے کہ میاں تم سے بڑی فضیلت تو میرے پاس ہے، ہم ہیں حاجیوں کو پانی پلانے والے۔تم گھر کے نگراں ہو ہم گھر کا طواف

کرنے والوں کو پانی پلاتے ہیں۔

شیبہ نے کہا: میں افضل۔ عباس نے کہا: میں افضل۔

ابھی یہ بحث ہو رہی تھی کہ علیؑ گزرے۔ دونوں نے علیؑ کو روک لیا اور کہا : علیؑ بتلائیں کہ افضل کون ہے۔ رسولؐ اللہ کے بعد علیؑ نے کہا: بتلاؤ تو شیبہ بولے: خانہ کعبہ کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں جب چاہیں کھولیں جب چاہیں بند کریں۔ میں افضل ہوں۔

عباس ابن عبدالمطلب بولے: میں پانی پلاتا ہوں۔ رسولؐ کے بعد میں سب سے افضل ہوں۔ علیؑ مسکرائے کہنے لگے : بتلاؤں کہ تم دونوں سے افضل کون ہے؟ وہ گھبرا گئے کہنے لگے: یا علیؑ ہم دونوں سے افضل کون ہوگا؟ کہا: میں ہوں جس نے مار مار کے تمہیں کلمہ پڑھوایا ہے۔

اب حضرت عباس ابن عبدالمطلبؑ تو علیؑ کے چچا ہیں انہیں علیؑ کے اس جملے پر بڑا غصہ آیا۔ اٹھے اور سیدھے رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ کہ یا رسولؐ اللہ آج یہ واقعہ ہوگیا اور علیؑ نے یہ گستاخی کی۔ رسولؐ خاموش ہیں۔ چچا شکایت کر رہے ہیں بھتیجے کی۔ اتنے میں فرشتہ آیا۔ وحی لایا۔

اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الاخر وجا هدا في سبيل الله ط لا يستون عند الله ۔

یہ پانی پلانے والا، یہ کنجی رکھنے والا اس کے برابر ہوسکتا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے، رسولؐ نے سر اٹھایا اور کہا: چچا میں کیا کروں ان هذا رحمن يخاصموك في علي۔

اب تک تو میں علیؑ کے لئے لڑتا تھا اب خدا علیؑ کی طرف سے لڑنے کے لئے آ گیا۔

بھئی زندگی بھر علیؑ اللہ کی طرف سے جنگوں میں لڑتے رہے تو کیا فضائل کی

جنگ میں اللہ علیؑ کی طرف سے نہیں لڑے گا؟ جنگیں اگر پھیلیں تو بدر ہے، احد ہے، خندق ہے، خیبر ہے، تبوک ہے کتنی جنگیں گناؤں؟ اور اگر سمٹیں تو کربلا ہے۔

محرم کی ساتویں تاریخ گزر گئی، ساتویں تاریخ کی دو خصوصیتیں ہیں۔ پہلی خصوصیت پیاس ۔حسینؑ کے بچے پیاسے ہیں۔ خالی کوزے ہیں اور پیاس پیاس کی صدائیں ہیں۔

دیکھو تم یہ سمجھتے ہو کہ پانی ساتویں سے بند ہوا لیکن میری نگاہیں مقتل پر ہیں اور میں بہت غور سے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ظاہر ہے سارے مقتل نگاہ میں نہیں ہیں۔

تاریخ کربلا کچھ ذہن میں ہے؟ دو محرم کو قافلہ آیا۔ خیمے نہر کے کنارے لگے۔ تیسری محرم کو فوجیں آئیں اور تیسری ہی محرم کو ان فوجوں نے اصرار کیا کہ خیمے ہٹاؤ۔

اسی وقت خیمے ہٹا دیئے گئے اور اب جو بچا ہوا پانی تھا وہ چوتھی، پانچویں اور چھٹی کو کام آیا۔ تو بندشِ آب ہے تیسری محرم۔ قحطِ آب ہے ساتویں محرم کیسی پیاس تھی!

دیکھو دنیا کے سب سے بڑی مصیبت پیاس ہے ۔ وہ اصحاب جو ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور خطبے دے رہے تھے وہ عاشور کے روز اتنے پیاسے تھے کہ زبان سے بول نہیں سکتے تھے اشاروں سے باتیں کرتے تھے ایک بات تمہیں اور بتلاؤں اور وہ اس قابل ہے کہ اسے محفوظ رکھا جائے۔

خیام حسینی میں ۲۸ بچے تھے اور پیاسے تھے اور ان سب کے ہاتھوں میں خالی کوزے تھے۔ بی بی سکینہ کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ شاید پھوپھی زینبؑ نے اصغر کے لئے تھوڑا سا پانی بچا کے رکھا ہو۔ بچی خالی کوزہ لئے اس خیمے میں داخل ہوئی۔ بی بی زینبؑ نے اسے پہچانا نہیں۔ کہنے لگیں۔ آنے والا کون ہے؟

بچی نے کہا: پھوپھی اماں میں ہوں سکینہؑ۔ تو پیاس سے زینبؑ کی آنکھوں پہ پردہ آ گیا تھا۔ کہا: پھوپھی اماں ایک گھونٹ پانی کا بندوبست کر دیں۔ ایک مرتبہ

زینبؑ نے اصغر کی طرف اشارہ کیا۔ سکینہؑ کا کہنا ہے کہ جب میں نے جھولے کی طرف دیکھا تو میرا بھائی پیاس کی شدت سے کبھی بیٹھ جاتا تھا کبھی گر جاتا تھا۔ پھوپھی زینبؑ نے کہا: بی بی جب اس بچے کے لئے پانی نہیں تو تیرے لئے کہاں

الا و لعنة اللّٰه علی قوم الظالمین

آٹھویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝

عزیزانِ محترم! انسانیت کے الوہی منشور کے عنوان سے ہم نے جس سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا تھا وہ سلسلہ گفتگو اپنے اختتامی مرحلوں سے قریب ہوا یہ اس سلسلے کی آٹھویں گفتگو ہے۔ آواز دی قرآن نے۔

واللیل اذا یغشیٰ ۝ اندھیری رات گواہ ہے۔

والنھار اذا تجلیٰ ۝ روشن دن گواہ ہے۔

وما خلق الذکرو الانثیٰ ۝ سارے دنیا کے نر اور ساری دنیا کی مادائیں گواہ ہیں۔

ان سعیکم لشتیٰ ۝ کہ تمہاری کوششیں ایک مرکز پر نہیں ہیں۔ تمہاری کوششیں پراگندہ ہیں، منتشر ہیں۔ اختلاف زدہ ہیں تمرکز نہیں رکھیں۔

فاما من اعطیٰ واتقیٰ ۝ تم میں جو تقویٰ اختیار کرے، عطا کرے اور نیکیوں کی تصدیق کرے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے یسریٰ کی طرف لے جائیں گے۔

فسینسرہ للیسریٰ ۝ ہم سہولت پیدا کریں گے، یسریٰ کے لئے۔ آرام کے لئے، جنت کے لئے۔

واما من بخل و استغنیٰ ۝ مگر جو اس کے مقابلے میں کنجوسی کرے اور اپنے کو مستغنی سمجھے اور اللہ کی بھیجی ہوئی نیکیوں اور بھلائیوں کی تکذیب کرے تو ہم اعلان

کرتے ہیں۔

فسینسرہ للعسریٰo ہم اسے جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ اسے سہولت فراہم کریں گے جہنم کے لئے پریشانی کے لئے تنگی کے لئے یعنی اللہ کے مسلک میں جبر نہیں ہے جو جانا چاہے جنت کی طرف سہولت جنت کی طرف ملے گی اور جو جہنم کی طرف جانا چاہے ادھر بھی سہولت فراہم ہوگی۔

فسینسرہ، للعسریٰo اگر جہنم کی طرف جانا چاہتے ہو تو اس کے لئے بھی سہولت فراہم کریں گے۔ یہاں تک میں مسلسل آیتیں پڑھتا رہا اور اب سورہ یہیں سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ظاہر ہے میرے پاس کچھ لمحات آج کے ہیں اور کچھ لمحات کل کے۔ تو بات مکمل ہو جائے۔

وما یغنی عنہ مالہ اذا تردیٰo وہ جو کنجوسی کر رہا ہے، بخل کر رہا، مال جمع کر کے گنتا رہتا ہے۔ جب وہ مرے گا تو اس کا مال کسی کام نہیں آئے گا۔

ان علینا للھدیٰo ہدایت کی ساری ذمے داریاں ہماری ہیں۔

وان للاخرۃ والا ولیٰo یہ دنیا ہماری ہے اور آخرت بھی ہماری ہے اور اس کے بعد آواز دی۔

فانذرتکم نارا تلظیٰo میں نے تمہیں ڈرا دیا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے۔

لایصلٰھا الا الاشقی اس میں سوائے شقی کے کوئی اور نہیں جائے گا۔

الذی کذب و تولیٰo یہ شقی ہے کون۔ حق کی تکذیب کرتا ہے اور حق سے منہ کو پھیر کر چلا جاتا ہے۔ اب جو بھی حق سے منہ کو پھیر کر چلا جائے وہ شقی بھی ہے جہنمی بھی ہے۔

۲۱ آیتوں کا سورہ ہے اور میں نے ۱۴ آیتیں تمہاری خدمت میں پیش کر دیں۔ گفتگو اس مقام پر رک رہی ہے اب میں کہاں سے اگلے دن لاؤں۔ صرف آج اور کل میں بات کو مکمل ہونا ہے۔

بھئی سنو۔ انسان اور حیوان میں بنیادی امتیاز یہ ہے کہ حیوان کو گزرتے ہوئے زمانے کا احساس نہیں ہے۔ میرے سامنے بہت پڑھے لکھے لوگ تشریف رکھے ہوئے ہیں اب اس جملے کی قدر کرو کہ حیوان کو گزرتے ہوئے زمانہ کا احساس نہیں ہے۔ شہد کی مکھی نے جب زندگی میں پہلا چھتہ بنایا ہوگا۔ ویسا ہی آج بھی بن رہا ہے۔ زمانہ بدل گیا چھتے نہیں بدلے۔

اچھا بیا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے تم نے اس کا گھونسلہ دیکھا ہوگا۔ عجیب ترین گھونسلہ جیسا پہلے دن بنایا ہوگا آج بھی ویسا ہی بناتا ہے۔ تو جانور پر سے زمانے گزرتے نہیں ہیں۔ جہاں تھا وہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں انسان کاشت کاری کا زمانہ، مویشی چرانے کا زمانہ، پتھر کا زمانہ، دھات کا زمانہ، ہوتے ہوتے ایٹم کا زمانہ اور اب کمپیوٹر کا زمانہ۔

زمانے گزر رہے ہیں انسانیت کے اوپر سے جبکہ جانوروں کے اوپر سے زمانے نہیں گزرتے تو دونوں میں فرق تو سمجھ میں آ گیا نا۔ تو اللہ نے جانوروں کی فطرت کو اپنی وحی سے کنٹرول کیا۔ اب تم پوچھو گے یہ جملہ میں نے کہاں سے کہہ دیا۔ کہ اللہ جانوروں کی فطرت کو وحی سے کنٹرول کرتا ہے تو سنو۔ سورہ نحل میں آواز دی۔

واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً ومن الشجرو ممایعرشونo ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللاً ط یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للّناس ط ان فی ذالک لاٰیة لقوم یتفکرونo (آیت ۶۸۔۶۹)۔ ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی۔ جا پہاڑ پر اپنے چھتے بنا اور درختوں پر اپنے چھتے بنا (یہ وحی کے ذریعے کام ہو رہا ہے) اور اونچی اونچی جگہوں پر اپنے چھتے بنا ہم نے وحی کی۔

"ثم کلی من کل الثمرات" اللہ کہتا ہے ہر پھول سے عرق لے چاہے وہ اچھا ہو چاہے زہریلا۔

"فاسلكى سبل ربك ذللا" اور اپنے رب کی راہوں میں سر کو جھکا کر چلتی رہ۔ آیت کا تیور دیکھ رہے ہو۔

"يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه" اس کے پیٹ سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں۔ مگر اثر ایک ہے۔

"فيه شفاء للناس" وہ شہد پوری انسانیت کے لئے شفا ہے۔

ان فی ذالک لاية لقوم يتفكرون٥ ہم نے فکر کرنے والوں کے لئے اس شہد کی مکھی میں نشانی رکھ دی۔ تو وہ نشانی کیا ہے حکم، یہ تھا کہ زہریلے کو بھی لے۔ حکم یہ تھا کہ اچھے کو بھی لے۔ مگر جو مشروب بنے، وہ شفا ہو زہر نہ بننے پائے تو یہ مکھی کے پیٹ میں زہر کو شفا بناتا کون ہے؟ کیا کمال کی بات ہے!

تو جانوروں پر جو کنٹرول ہے وحی الٰہی کے ذریعے، انسان کو وحی الٰہی کا مزاج نہیں دیا۔ اب کیا کرے؟ تو کیا انسان اپنے آپ کو کنٹرول کرے اپنی عقل سے؟ تو اب عقل آئی اور اللہ نے یہ طے کیا کہ تم اپنے نیک و بد کا فیصلہ عقل کے ذریعے کرو گے۔

یہ خبیث ہے یہ طیب ہے یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، یہ اچھا ہے، یہ برا ہے، یہ تصدیق ہے، یہ تکذیب ہے، یہ تاریکی ہے، یہ نور ہے۔ اس کا فیصلہ عقل سے کرو گے تو تمیز خیر و شر کے لئے اللہ نے عقل دی۔ اور اب ایک سوال کرنا چاہ رہا ہوں کہ تمہیں حق دیا کہ عقل کے ذریعے اپنے برے اور اچھے کو سمجھو لیکن پروردگار عالم اب ایک سوال ہے کہ اگر عقلیں خیر و شر کی تمیز نہ کر سکیں تو پھر کیا کریں کہا: مت گھبراؤ محمدؐ کو اسی دن کے لئے بھیجا تھا۔

جس مرحلہ فکر تک تمہیں لے جانا ہے وہاں تک جانے کے لئے یہ تمہیدی الفاظ ضروری ہیں۔ ناگزیر ہیں۔ تو تھوڑی دیر کے لئے ہدایت کو چھوڑ دو۔ انسان میں تین چیزیں ہیں جسم، روح اور نفس۔ آج ۲۰۰۱ء تک جتنی ترقیاں ہوئی ہیں وہ جسم سے

متعلق ہیں ان ترقیوں نے نفس کی خواہشوں کو پورا کیا ہے میں چیلنج کر رہا ہوں ۔ اتنی ترقیاں ہوگئیں تم مریخ کے پیچھے تک پہنچ گئے ۔ لیکن روح کی طلب پوری نہیں ہوئی ۔

متمدن ملکوں میں قتل اور خودکشی کی شرحیں دیکھو یہ جو جملہ کہہ رہا ہوں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم اسے Verify کر لو ہمارے ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں، ہمارے کمتر ملکوں کے مقابلے میں وہ جو ٹیکنالوجی کے لوگ ہیں، وہ دنیا جو سائنس کی دنیا ہے، وہ دنیا جو ایٹم سے آگے چلی گئی ۔ اس دنیا میں خودکشی کی شرح زیادہ ہے ۔ کیوں؟

بھئی انسان وہاں اس لئے اپنے کو مار لیتا ہے کہ اسے زندگی میں کوئی مقصد نظر نہیں آتا ۔ تو اگر اسے کوئی منشور مل جاتا تو اپنے آپ کو کیوں مارتا؟ تو اب تک تم نے جو بھی سائنسی ترقی کی وہ زندگی کے لئے جو تم نے بنایا وہ زندگی کے لئے، لیکن کسی سائنسدان نے انسان کی نجات کے لئے، کوئی شئی ایجاد کی؟

تو اب سننا جو میں کہنے جارہا ہوں ۔ اس کی بارگاہ میں قیامت میں جانے والے دو قسم کے لوگ ہیں ۔ بڑا عجیب مرحلہ آ گیا ۔ اب تک تو تمہید تھی اور اب میں دو آیتیں تمہاری خدمت میں پیش کرونگا ۔ تمہاری سمجھ میں آئے گا کہ منشور کیا ہے؟

ایک بات کو یاد رکھو یہ جو سائنسی دنیا ہے نا، یہ ٹیکنالوجی کی دنیا اس دنیا نے آخرت کے لیے کوئی چیز ایجاد نہیں کی ۔ یہ کام مذہب کا تھا اور چیلنج کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ الہامی مذاہب میں عیسائیت اور یہودیت کو لے لو ۔ توراۃ خالی ہے کہ آخرت میں کیا ہوگا ۔ انجیل خالی ہے کہ آخرت میں کیا ہوگا ۔

نہ توراۃ بولتی ہے نہ موسیٰؑ بولتے ہیں نہ انجیل بولتی ہے نہ عیسیٰؑ بولتے ہیں ۔ ارے بولے تو وہ جو جانتا ہو ۔ میرے محمدؐ کے علاوہ کوئی نہیں بولا ۔ یعنی میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ نبیوں کے پاس جو الہامی علم تھا کہ آخرت ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا ۔ میرے قرآن نے بتایا، میرے محمدؐ نے بتایا کہ آخرت کی تفصیلات کیا ہیں ۔ اب پھر

قرآن کی طرف چلو۔ کیا عجیب وغریب آیت ہے جسے میں تمہیں ہدیہ کرنا چاہ رہا ہوں۔

وکنتم امواتا فاحیاکم (سورہ بقرہ آیت ۲۸) تم عدم میں تھے ہم نے تمہیں زندہ کیا۔

ثم، یمیتکم پھر تمہیں ماردیں گے۔

ثم یحیکم پھر تمہیں زندہ کریں گے۔

ثم الیہ ترجعون۔ (اس ٹکرے کے لیے میں نے زحمت دی ہے) اور پھر تم کو کھینچ کر اللہ کی بارگاہ میں لے جایا جائیگا۔ ترجعون کے معنی پلٹائے جاؤ گے۔ خود پلٹ کے نہیں جاؤ گے۔ تو کچھ وہ ہیں جو اس دنیا سے زبردستی پلٹائے جائیں گے اور اب دوسری آیت سورہ بقرہ۔

و بشر الصّٰبرین٥ الذین اذا اصابتھم مصیبۃٌ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون٥ (آیت ۱۵۶) ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف جائیں گے۔

تو کچھ ایسے ہیں جو زبردستی پلٹائے جائیں گے کچھ ایسے ہیں جو اپنی مرضی سے جائیں گے۔ تو دو آیتیں جو ایک ہی سورہ سے میں نے پیش کیں۔ کچھ وہ ہیں جو پلٹائیں جائیں گے اور کچھ وانا الیہ راجعون۔ ہم تو خود جائیں گے۔

تو جانے والوں کی دو قسمیں ہیں کچھ جو زبردستی جائیں۔ کچھ جو اپنی مرضی سے جائیں۔ تو اب یہاں وہ بات سمجھ میں میں آ گئی کہ اللہ جب پیغام بھیجتا ہے تو رسولؐ کے ذریعے اور اللہ جب بندوں کو بلاتا ہے تو امام کے ذریعے۔

تم پوچھو گے نا کہ یہ جملے میں کہاں سے کہہ رہا ہوں۔ تو کوئی جملہ آیت سے ہٹا ہوا نہیں ہے۔ بھئی رسولؐ اُدھر سے آئے ادھر اور جب تم ادھر سے جاؤ گے اُدھر۔

یوم ندعوا کل اناس بامامھم (سورہ بنی اسرائیل: ۷۱) ہر انسان پلٹے گا اپنے امام کے ساتھ۔ تو جو اچھے امام کے ساتھ جائے گا وہ خوشی سے جائے گا۔ جو

برے امام کے ساتھ جائے گا گریبان پکڑ کے لے جایا جائے گا۔

بہت سیدھی بات ہے، توجہ رہے۔ راغب مراد آبادی صاحب برصغیر میں سینئر موسٹ ہیں شاعری میں تو میں انہیں مخاطب کر رہا ہوں کہ آپ نے دیکھا (یہ لوگ) اچھے امام سے کیسا خوش ہو رہے ہیں۔ تو سارے امام لے جائیں گے قیامت میں۔ اب جیسا جس کا امام ہو ویسا برتاؤ ہوگا تو مجھے اور اماموں کا تو پتہ نہیں لیکن کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے "یا علیؑ انت امام المتقین"۔

"انا للّٰہ"۔ للّٰہ میں دو کلمے ہیں ایک "ل" یعنی لئے اور ایک "اللہ"۔

"انا للّٰہ"۔ ہم اللہ کے لئے۔ اب ہوں یا نہ ہوں۔ دعویٰ یہی ہے اور اب قرآن نے آواز دی۔

للّٰہ میراث السّمٰوٰت والارض (سورہ آل عمران آیت ۱۸۰) پوری کائنات کی ملکیت اللہ کے لیے۔ وہ مالک ہے اور اب آواز دی سورہ فاطر میں:

من کان یرید العزّة فللّٰہ العزّة جمیعاً (آیت۔۱۰) ساری عزتیں اللہ کے لیے، ساری ملکیتیں اللہ کے لیے، ساری زمین اللہ کے لیے، سارا آسمان اللہ کے لیے۔

اب سورہ حمد میں آواز دی۔ الحمد للّٰہ رب العالمین ساری تعریفیں اللہ کے لیے۔

اور اب میرے محمدؐ نے کہا۔ پھر قرآن۔

قل ان الصّلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمینo

(سورہ انعام آیت ۱۶۲)

محمدؐ کہہ رہے ہیں میری پوری زندگی اللہ کے لیے ہے۔ تو اگر محمدؐ کی پوری زندگی اللہ کے لیے ہے تو محمدؐ کے سارے جذبے بھی اللہ کے لیے ہوں گے۔ محمدؐ اگر محبت کرے گا تو اللہ کے لیے، محمدؐ اگر نفرت کرے گا تو اللہ کے لئے۔ محمدؐ اگر خوش ہوگا تو اللہ

کے لیے اور اگر کبھی کسی سے ناراض ہو گیا تو اللہ کے لیے۔

بہت توجہ رہے۔ ''اللہ'' سمجھ میں آ گیا (یعنی) اللہ کے لیے۔ تو جب سب کچھ اللہ کے لیے تو کیا محمدؐ رسول اللہ اللہ کے لیے نہیں۔ پورا محمدؐ اللہ کے لیے۔ ممکن ہے یہ شاعرانہ ترکیب صحیح نہ ہو۔ حضرت راغبؔ تشریف فرما ہیں نا! ممکن ہے یہ جملہ میں نے درست نہ کہا ہے۔ لیکن کہا درست ہے کہ پورا محمدؐ اللہ کے لیے۔ محمدؐ کا بچپنا اللہ کے لیے۔ محمدؐ کی جوانی اللہ کے لیے۔ محمدؐ کا ادھیڑ پن اللہ کے لیے محمدؐ کا بڑھاپا اللہ کے لیے۔ نہ بچپنے پر کبھی اعتراض کرنا نہ کبھی بڑھاپے پر اعتراض کرنا۔ اگر بچپنے میں کچھ کہے وہ بھی اللہ کے لیے اگر بڑھاپے میں کچھ مانگے وہ بھی اللہ کے لیے۔

میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ پورا محمدؐ اللہ کے لیے۔ اگر بستر دے تو اللہ کے لیے اگر بیٹی دے تو اللہ کے لئے۔ میرا پورا نبی اللہ کے لیے۔ اب اس کو خانوں میں تقسیم نہیں کرنا کہ وہ بچپنا تھا وہ اللہ کے لیے نہیں تھا یا تو جوانی کا زمانہ اللہ کے لیے نہیں تھا۔ مثلاً جوانی اللہ کے لیے نہیں تھی تقسیم نہ کرنا۔ پورا محمدؐ اللہ کے لیے تو جو شخصیت پوری کی پوری اللہ کے لیے وقف ہو گئی ہو اس شخصیت کی پوری زندگی میں ایک بھی لمحہ نہ نسیان کا ہو گا نہ ہذیان کا ہو گا۔

للہ۔ محمدؐ کون جو للہ ہے اور ایسے محمدؐ کی حفاظت کے لیے علیؑ کو شب ہجرت بستر پر سونا ہے۔ کس کی حفاظت ہونی ہے۔ محمدؐ رسول اللہ کی اور کیسے ہونی ہے۔ بستر پر سونے سے۔ تو علیؑ لیٹے ہیں رسول کے بستر پر شہادت کے لیے؟ نہیں۔ رسول کی حفاظت کے لیے؟ نہیں یہ بھی درست نہیں رسول خود اللہ کے لیے نہیں ہے تو علیؑ لیٹے ہیں اللہ کے لیے۔ ذرا شب ہجرت کا یہ رخ دیکھنا۔

علیؑ سونے کے لیے نہیں لیٹے۔ بستر پر لیٹنے کا ایک مقصد ہوتا ہے سونا۔ لیکن علیؑ سونے کے لیے نہیں لیٹے ہیں اور جو شہادت پانا چاہ رہے ہیں وہ اللہ کے لیے۔ تو علیؑ نے لیٹ کر اعلان کیا کہ مالک میرا بستر تیرے لیے۔ میرا گلا تیرے لیے۔ میری

آنکھیں تیرے لیے۔ میرے ہاتھ تیرے لیے۔ میرے پاؤں تیرے لیے۔

یعنی اب علیؑ کا لیٹنا حفاظت محمدؐ کے لیے اس بات کا اعلان ہے کہ مالک میری آنکھیں تیرے لیے، میرے کان تیرے لیے، میرے ہونٹ تیرے لیے، میری زبان تیرے لیے، میرے ہاتھ تیرے لیے، میرے پاؤں تیرے لیے۔ میرا پورا وجود تیرے لیے ۔تو اب مالک مجھے کیا دے گا۔ تو کہا: تیرا پورا وجود میرے لیے اور میری پوری مرضی تیرے لیے۔

اگر میرا پیغام پہنچ گیا تو میں تو اپنے استدلال کو ہمیشہ آیت قرآنی کی چھاؤں میں آگے بڑھاتا ہوں اب دو حدیث قدسی بھی سنتے جاؤ۔ حدیث قدسی تو جانتے ہو۔ اللہ کا کلام لیکن معجزہ نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ قرآن بھی اللہ کا کلام حدیث قدسی بھی اللہ کا کلام لیکن قرآن کا لفظ لفظ معجزہ ۔ حدیث قدسی مفہوم اللہ کا الفاظ محمدؐ کے البتہ ہے کلام الٰہی۔

میں نے کسی تقریر میں کہا تھا اور اپنے سننے والوں کی خدمت میں آج کی تاریخ کی مناسبت سے جملہ ہدیہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ قرآن اور حدیث قدسی میں فرق وہی ہے جو حسینؑ اور عباسؑ میں تھا۔

سمجھ گئے اچھا تو حدیث قدسی۔

"عبدی کن لی ۔ اکن لک" میرے بندے تو میرا ہو جا میں تیرا ہو جاؤں گا۔ دوسری "عبدی اعطینی اجعلک مثلی" میرے بندے میرے اطاعت کر اگر تو نے میری پوری اطاعت کی تو تجھے اپنا جیسا بنا لوں گا تیری آنکھیں بن کر دیکھوں گا۔

اللہ کہہ رہا ہے تیرے کان بن کر سنوں گا۔ تیرے ہونٹ بن کر بولوں گا۔ تیرے پاؤں بن کر چلوں گا۔ تیرے ہاتھ بن کر حرکت کروں گا۔ اب اللہ سمجھ میں آیا؟ اگر اس کی اطاعت کامل کرو۔ تو اب تمہارا ہاتھ نہیں، اللہ کا ہاتھ۔ تمہاری آنکھ نہیں،

اللہ کی آنکھ، تمہارا کان نہیں، اللہ کا کان۔ تمہارے پاؤں نہیں، اللہ کے پاؤں۔

یہاں تک تو بات واضح ہو گئی نا اور اب واپس چلو ان آیتوں کی طرف جنہیں میں نے کل تمہیں ہدیہ کیا۔ جنگ خندق جانتے ہونا ۵ھ ہجری کی وہ جنگ جس میں علیؑ عمر ابن عبدود کا سر لے آئے تھے۔ جس میں کل ایمان کہا تھا محمدؐ نے۔ اس جنگ خندق کا نقشہ کھینچتے ہوئے پروردگار نے کہا:

واذ جائوکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجرو تظنون باللّٰہ الظنونا ٥ اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ الا غروراً۔

(سورۂ احزاب آیات ۱۱۔۱۰)

جب تمہاری آنکھیں گول گول گھوم رہی تھیں تمہارے دل حلق میں اٹکے ہوئے تھے جب اوپر سے بھی حملہ ہو رہا تھا، نیچے سے بھی حملہ ہو رہا تھا۔ اس وقت تم کہہ رہے تھے کہ اللہ اور رسول کا وعدہ جھوٹا نکلا۔

نعوذ باللہ! اللہ اور رسولؐ کا وعدہ جھوٹا نکل گیا! درمیان کی عبارت

ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا٥(سورہ احزاب آیت ۱۱) مومنین کو بھی جھٹکے آرہے تھے مومنین کو بھی زلزلہ محسوس ہو رہا تھا۔ اب میں اس مرحلے سے آگے بڑھ رہا ہوں۔

ولما را المومنون الاحزاب قالوا اھذا ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ وصدق اللّٰہ ورسولہٗ وما ذادھم الا ایماناًوّ تسلیماً (آیت ۲۲)

مشرکوں کو دیکھ کر منافق اللہ کو دھوکہ دینے والا کہنے لگا اور مشرکوں کو دیکھ کر مومن کے ایمان میں اور تسلیم میں اضافہ ہو گیا، اب پھر آگے سورہ بڑھا۔

من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو اللّٰہ علیہ۔ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا٥ (آیت ۲۳)

درمیان درمیان سے پڑھ رہا ہوں پوری chain سنا دیتا لیکن دامن وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ ہاں البتہ مومنین میں کچھ رجال تھے۔ رجال جمع ہے رجل کی اور رجل کے معنی ہیں مرد۔ بھئی کچھ یاد آیا۔ اب پھر درمیان سے ایک آیت چھوڑ رہا ہوں۔

وکفیٰ اللّٰہ المومنین القتال ط وکان اللّٰہ قویاً عزیزاo (آیت:۲۵)
خندق کی جنگ میں اکیلا اللہ گیا مومنوں کی طرف سے اور اللہ جیت گیا۔ بھئی جانے والا تو علیؑ تھا یہ اللہ کس کو کہہ رہا ہے؟

بھئی خندق کی جنگ میں اکیلا جانے والا علیؑ تھا پھر اللہ نے کیسے کہہ دیا اللہ گیا تھا۔ تو یہی تو بتانا تھا کہ جو اطاعت کامل کی منزل پر آجائے اس کے پاؤں میرے پاؤں، اس کا ہاتھ میرا ہاتھ، اس کی تلوار میری تلوار، یہ ہے تصدیق

فامامن اعطیٰ واتقیٰo جنتی وہ ہے جو عطا کرے، جو تقویٰ اختیار کرے، جو ساری نیکیوں کی تصدیق کرے وہ ہے جنتی اور جو ساری نیکیوں کی تکذیب کرے وہ ہے جہنمی۔ بڑی پرانی تاریخ ہے تکذیب کی۔ جھٹلانے کی تاریخ آسان نہیں ہے۔ بڑی پرانی ہے۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللّٰہ واجتنبوا الطاغوت ج فمنھم من ھدی اللّٰہ ومنھم من حقت علیہ الضّللۃ ط فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبینo (سورہ نحل آیت ۳۶)

جاؤ آثار قدیمہ کو کھودو اور دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ بڑے بڑے محلات بنائے ہوئے بیٹھے تھے آج کھنڈر تک نہیں ملتے۔

کیف کان عاقبۃ المکذبینo یہ سورہ نحل اور وہ سورۂ والشمس

کذبت ثمود بطغوٰھاo ثمود نے ہمارے بھیجے ہوئے رسولؑ کی تکذیب کردی۔ بھئی دیکھ رہے ہو تکذیب کی تاریخ چل رہی ہے۔ اب کتنی آیتیں اپنے سننے

والوں کی خدمت میں پیش کروں بھئی یہ سورہ شمس اور وہ سورہ نون والقلم۔

فلا تطع المکذبینo خبردار تکذیب کرنے والوں کی اطاعت نہ کرنا۔ تکذیب کرنے والے تمہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ وہ سورہ نون والقلم اور اب سورہ بقرہ میں۔ نے بہت زحمت دی لیکن چاہتا ہوں کہ تکذیب کی تاریخ مکمل ہوجائے۔ چلی ہے ابلیس سے آئی ہے زمان رسالت تک۔ واہ کیا شان کی آیت ہے۔

افکلما جاء کم رسول، بما لا تھویٰ انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم و ففریقاً تقتلونo (سورہ بقرہ آیت ۸۷)

اے یہودیوں جب تمہاری مرضی کا رسول نہیں آیا تو یا تم نے اس کی تکذیب کی یا اسے قتل کردیا۔ یہودیت سمجھ میں آ گئی؟ اگر آدمی مرضی کا نہ ہو تو یا اسے جھٹلا دو یا اسے قتل کردو

تو یہودیو! جب بھی کوئی رسول آیا تو تم نے یا اسے جھٹلایا، یا اسے قتل کردیا۔ کیا زمانہ رسولؐ کے کسی یہودی نے قتل کیا تھا۔ بھئی قرآن کہہ رہا ہے نا کہ تم نے رسولوں کو قتل کیا تو انہوں نے کب قتل کیا؟ ان کے سامنے تو ہے ہی ایک رسولؐ تو ان کے باپ داداؤں نے قتل کیا تھا رسولوں کو اور یہ اس کی تائید کرتے تھے۔

تو آج قرآن کا منشور سمجھ میں آیا کہ جو غلط انسان کی تائید کرے وہ بھی جہنمی ہے۔ میں قرآن پڑھ رہا ہوں۔ یہ تاریخ تھی ،تکذیب کی۔ اور اب تصدیق کی تاریخ چلی۔

ومن اصدق من اللّٰہ قیلا (سورہ نساء آیت ۱۲۲) سب سے سچا اللہ ہے۔ سب سے سچی اللہ کی کتاب ہے۔

دو ہوگئے ایک اللہ سچا ایک اللہ کی کتاب سچی۔ اور اب دوسری آیت پڑھوں۔

"والذی جاء بالصدق" جو سچائی کولیکر آیا ہے۔

''وصدق به''اور جس نے اس سچائی کی تصدیق کی ہے۔

اولئک هم المتقون٥ (سورہ زمر آیت ۳۳) یہ دونوں متقی ہیں۔قرآن لانے والا بھی متقی ہے تصدیق کرنے والا بھی متقی ہے۔ اور یہ نہیں کہا ان میں بڑا متقی کون ہے چھوٹا متقی کون ہے یعنی برابر کے متقی ہیں۔

اچھا خدا سچا، اس کی کتاب سچی، اس کا رسولؐ سچا۔ تو اب کچھ سچے اور ہوں نا اس لیے کہ زمانہ محمد رسول اللہ کے وصال پر ختم نہیں ہوتا۔ زمانے کو تو قیامت تک جانا ہے تو کیا سچے رسولؐ پہ ختم ہو گئے؟ کہا نہیں۔ اب قرآن کی آیت سنو۔ اور بات کو میں یہیں روک دوں۔

یا ایها الذین آمنوا اتقو اللّٰه و کونو ا مع الصٰدِقین (سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ کس سے کہا؟ ایمان لانے والوں سے لیکن کہا ایمان کافی نہیں ہے جب تک صادقین کی پیروی نہ ہو۔ اب فیصلہ تم کرلو۔ دوسرا حکم

''اتقو اللّٰه''۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

تو ایمان بھی آ گیا۔ تقویٰ بھی آ گیا مگر ایمان بھی ٹھکرا دیں گے۔ تقویٰ بھی ٹھکرا دیں گے اگر صادقین کے ساتھ نہ گئے۔ اب کہاں سے پہچانیں کہ یہ صادقین کون ہیں۔ یہ جملہ رائیگاں نہ جائے۔ یہ جملہ تمہارے آئندہ کا لائحہ عمل ہے، منشور ہے ہمیں رہنا ہے صادقین کے ساتھ تو یہ ہیں کون؟

اب اگر میں کہوں تو تم جانبداری کا الزام لگا دو گے تو پھر واپس چلو قرآن کی طرف۔ آدم کو اللہ نے اسماء سکھلائے اور اب اللہ مڑا؟ فرشتوں کی طرف اور کہا:

''انبئونی باسماءِ هولاءِ ان کنتم صٰدقین'' (سورہ البقرۃ:۳۱)

بتاؤ ان کے نام اگر تم صادقین ہو۔ تو فرشتے نہ بتلا سکے۔ تو فرشتے صادقین نہیں ہیں اگر چہ معصوم ہیں۔ تو اب صادقین وہ ہوں گے جو فرشتوں سے بلند ہوں۔

یہ صادقین کون ہیں جن کے ساتھ تمہیں رہنے کی ہدایت کی گئی کہ تم رہو صادقین کے ساتھ، اطاعت کرو صادقین کی، پیروی کرو صادقین کی۔ ہیں نا کچھ صادقین اور فرشتے صادقین نہیں تو اب صادقین کو کہاں دیکھو گے۔ تو جہاں بھی رسولؐ کاذبین پر لعنت کرنے جائے۔ اب جو رسولؐ کے ساتھ جا رہے ہوں سمجھ لو کہ یہی صادقین ہیں اور صادقین وہ جو فرشتوں سے بلند ہوں یہی وجہ ہے کہ تطہیر کے موقعہ پر فرشتہ چادر میں آ گیا مباہلہ میں آنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

میں نے آج کی گفتگو تمام کی۔ جب بھی مباہلہ ہوگا صادقین میدان میں آ جائیں گے۔ کیا کربلا مباہلہ نہیں ہے؟ کیا کربلا صادقین کا اجتماع نہیں ہے؟ لیکن خدا کی قسم عجیب بات ہے جو کہنے جا رہا ہوں۔ میں آیت پڑھ کے گیا ہوں نا سورہ احزاب کی۔

"من المومنین رجال صدقو ا ما عاهدوا الله" کچھ مومنین ہیں جنہوں نے وعدے کو سچ کر دکھایا۔ عاشور کے دن جب بھی کوئی آیا ہے میدان میں تو حسینؑ نے کوئی آیت پڑھی ہے۔ جناب علی اصغرؑ کی شہادت پر انا للّٰه وَانّا الیه راجعون کہا تھا جب اکبرؑ جا رہے تھے میدان میں تو:

ان اللّٰه اصطفٰی آدم ونوحاً وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین٥

کی آیت پڑھی تھی اور جب عباسؑ جا رہے تھے تو یہ آیت پڑھی تھی۔

"من المومنین رجال صدقو ا ما عاهدو اللّٰه علیه" (سورہ احزاب: ۲۳)

عباسؑ سمجھ میں آ گیا۔

پورے اہل حرم کا سہارا عباسؑ۔ زینبؑ پکارے عباسؑ کو اکبرؑ کو کوئی کام ہو، چچا عباسؑ کہاں ہیں۔ قاسم پکارے چچا عباسؑ۔ خود حسینؑ بھی ذرا عباسؑ کو تو بلا کے لاؤ۔ عباسؑ جو پوری کربلا کا مرکز ہے ایک مرتبہ سامنے آیا: مولا مجھے جنگ کی اجازت ہے؟

جی چاہتا ہے کہ دو جملے تمہیں ہدیہ کر دوں۔

مولا مجھے اجازت ہے جنگ کی؟ کہا: عباسؑ تم تو میری فوج کے علمبردار ہونا! روئے کہا مولا اب وہ فوج کہاں ہے جس کا میں علم بردار ہوں۔ بہر حال بڑے اصرار کے بعد پانی لانے کی اجازت ملی۔

جب پانی لانے کی اجازت ملی تو رخصت ہونے کے لیے خیمے میں آئے اپنی زوجہ سے رخصت ہوئے۔ سعید اور فضل دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ انہیں سینے سے لگایا اور کہا: بچوں اب میں جارہا ہوں زندہ واپس نہیں آؤں گا بس تم سے ایک وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد بھی سکینہؑ کو شہزادی کہہ کر پکارنا بہن کہہ کے نہ پکارنا۔

روتے ہوئے شہزادی زینبؑ کے خیمے میں آئے۔ بی بی سے اجازت مانگی۔

زینبؑ نے صرف ایک جملہ کہا: عباسؑ جب میرے بھائی نے اجازت دے دی تو بہن روکنے والی کون۔ لیکن عباسؑ ایک جملہ سنتے جاؤ۔ اکیسویں رمضان کی رات کو میرے بابا نے اپنا زخمی سر میرے کندھے پر رکھا اور کہا۔

زینبؑ تجھے ایک دن دربار میں جانا ہوگا تو بس سوچا کرتی تھی کہ جس کا عباسؑ جیسا بھائی موجود ہو کس کی کیا مجال کہ وہ میرے بازوؤں میں رسی باندھ سکے، دربار میں لے جائے۔ لیکن عباسؑ تم جو اجازت مانگنے آئے ہو تو اب یقین ہو گیا ہے کہ بازوؤں میں رسی بھی بندھے گی اور تمہاری بہن دربار میں بھی جائے گی۔

الا و لعنۃ اللہ علیٰ قوم الظالمین

نویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○
وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ﴿۱﴾ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ﴿۸﴾ وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ﴿۱۰﴾

عزیزانِ محترم! انسانیت کا الوہی منشور۔ اس عنوان پر ہم نے جس سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا تھا وہ اس تقریر پر اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ یہ آیتیں جن کی تلاوت کا شرف میں روزانہ حاصل کرتا رہا یہ سورہ واللیل کی ابتدائی دس آیتیں ہیں۔ یہ سورہ مبارکہ ۲۱ آیتوں پر مشتمل ہے اور اس کی دس آیتیں روزانہ آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ اگر میرے محترم سننے والوں کے ذہن پر بوجھ نہ ہو تو میں چاہوں گا کہ ایک بار پھر ان کا ترجمہ اپنے سننے والوں کی خدمت میں پیش کر دوں۔

واللیل اذا یغشیٰ○ قسم ہے رات کی جب وہ اندھیری ہو جائے۔

والنہار اذا تجلیٰ○ قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

وما خلق الذکر والانثیٰ○ قسم ہے نر کی اور مادہ کی۔

ان سعیکم لشتیٰ○ تمہاری ساری کوششیں پراگندہ اور منتشر ہیں۔

فاما من اعطیٰ واتقیٰ○ تو اب تم میں سے جو بھی عطا کرے اور تقویٰ اختیار کرے وصدق بالحسنیٰ○ اور اچھی باتوں کی تصدیق کرے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے جنت تک لے جائیں گے۔

واما من بخل واستغنیٰ○ اور جو بخل کرے اور استغنیٰ کرے اور اچھی باتوں کی تکذیب کرے تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اسے جہنم تک پہنچا دیں گے۔

وما یغنی عنه ماله اذا تردیٰ o اور وہ جو اپنے کو غنی سمجھ رہا ہے اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا۔

ان علینا للھدیo وان لنا للاخرة والاولیٰo ہدایت کی تمام ذمے داریاں ہماری ہیں۔ دنیا بھی ہماری ملکیت ہے اور آخرت بھی ہماری ملکیت ہے۔

فانذرتکم ناراً تلظیٰo اور ہم نے تمہیں ڈرا دیا اس بڑھکتی ہوئی آگ سے جو انسانیت کے لئے ہم نے فراہم کی ہے کہ اگر کوئی بخل کرے استغنیٰ کرے، تکذیب کرے تو اسے اس آگ میں اٹھا کر پھینک دیں گے۔

لایصلھا الاّ الاشقیٰo اس آگ میں سوائے شقی کے کوئی نہ جائے گا۔

الذیٰ کذب و تولیٰo یہ شقی وہ ہے جس نے تکذیب کی، جس نے دین سے منہ کو پھیر لیا۔

وسیجنبھا الاتقیٰo اور ہم قیامت میں متقی کو بچائیں گے۔

الذی یوتی ماله یتزکی یہ متقی وہ ہے جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تا کہ وہ مال پاک ہو جائے اور اس کے بعد ایک عجیب جملہ کہا پروردگار عالم نے۔

وما لاحد عنده من نعمة تجزیٰo کسی انسان کے پاس کوئی ایسی ذاتی نعمت نہیں ہے جس کا ہم اسے بدلہ دیں۔

الاابتغاءَ وجه ربه الاعلیٰo سوائے اس کے کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق تمہیں بخشتے چلے جائیں۔

ولسوف یرضیٰo اگر تصدیق کرو، اگر عطا کرو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو عنقریب اللہ تم سے راضی ہو جائے گا۔ میں نے ۲۱ آیتوں کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا۔

پروردگار عالم کا یہ طریقہ ہے کہ وہ کائنات کی چیزوں سے اپنے وجود پر دلیل قائم کرتا ہے۔ سورہ والشمس میں کائنات کی مخلوقات پہ گفتگو کی۔ سورہ والفجر میں دن،

رات، سورج، چاند پر گفتگو کی۔ سورۂ قمر میں چاند پر باتیں ہوئیں۔ سورہ واقعہ میں آواز دی۔

فلا اقسم بمواقع النجومo وانۃ لقسم لو تعلمون عظیمo (آیت ۷۵۔۷۶) میں تمہیں کیا بتاؤں کہ ستاروں کے گزرنے کی جگہیں کتنی عظیم ہیں۔

کہیں سورہ رحمٰن میں آواز دی۔

والنجم و الشجر یسجدان۔ (آیت ٦) ستارے بھی اللہ کا سجدہ کر رہے ہیں۔ درخت بھی اللہ کا سجدہ کر رہے ہیں۔ دیکھ رہے ہو کس طرح اللہ کائنات کا تذکرہ کر رہا ہے۔

سورہ نحل میں آواز دی۔

وھو الذی سخرالبحر لتا کلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہٖ و لعلکم تشکرونo (آیت۔ ۱۴) یہ سمندر ہم نے بنائے، یہ چاند ہم نے بنایا، یہ سورج ہم نے بنایا، یہ زمین ہم نے بنائی، یہ ستارے ہم نے بنائے۔

تو سورج اللہ نے بنایا۔ چاند اللہ نے بنایا۔ کتنے خوبصورت بنائے اب اگر میں تنقید کرنے بیٹھ جاؤں کہ گول سورج میری سمجھ میں نہیں آتا اگر چوکور ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ اور یہ گول چاند یہ بھی خوبصورت نہیں ہے اگر اللہ اسے تکون بنا دیتا تو اچھا رہتا۔ اور یہ بکھرے ہوئے نیلگوں طشت میں منتشر سیارے۔ اگر یہ بکھرے ہوئے نہ ہوتے، ایک صف میں ہوتے، ایک قطار میں ہوتے تو یہ اور اچھے لگتے۔

اللہ کو مشورہ ہے کہ یہ اونچے نیچے پہاڑ اگر ایک سائز کے ہوتے ایک قد و قامت کے ہوتے تو کتنے اچھے لگتے۔ یہ اونچے نیچے درخت، شکلیں مختلف، صورتیں مختلف، پتے مختلف، پھل مختلف، انداز مختلف اگر ایک جیسے ہوتے تو کتنے اچھے لگتے۔ اگر میں یہ مشورے دینے لگوں تو سارا مجمع میری جان کو آجائے گا۔ کہ بھئی اللہ

کے کارخانے میں تم کون دخل دینے والے؟

علماء کرام تشریف فرما ہیں اور میرے دوست مولانا فیروز الدین رحمانی بھی تشریف فرما ہیں۔ اب میں آپ لوگوں کے توسط سے ایک جملہ ان کی خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں۔

مولانا رحمانی میرے اس جملہ پر خصوصیت سے توجہ دیں گے کہ اگر میں یہ مشورہ دوں کہ سورج کو چوکور کر دے۔ چاند کو تکون کر دے، ستاروں کو ایک صف میں لگا دے، درختوں اور پہاڑوں کے قد و قامت کو برابر کر دے درختوں کے پتوں کو ایک جیسا بنا دے تو سارا مجمع میری جان کو آجائے گا کہ اللہ کے کارخانے میں آپ دخل دینے والے کون ہیں؟

تو میں اسی جملے کو الٹ رہا ہوں کہ اللہ کے کارخانے میں آپ کون ہیں دخل دینے والے! جسے چاہے نبی بنا دے، جسے چاہے امام بنا دے۔

اللہ نے کائنات سے اچھے وجود پہ دلیل قائم کی اور اب انسانیت کا منشور دیا۔ عطا کرو۔ تقویٰ اختیار کرو اچھی باتوں کی تصدیق کرو انسانیت کا منشور یہ نہیں ہے کہ جھوٹ بولو، غیبت کرو، شراب نوشی کرو ایک دوسرے کو مارو، ایک دوسرے کے خلاف اٹھ جاؤ۔

بھئی یاد رکھنا کہ ایک طرف اللہ کا یہ حکم کہ نیکیوں کی تصدیق کرو۔ دوسری طرف پورا انسانی معاشرہ سوائے جھوٹ کے کیا ہے؟ سوائے غیبت کے کیا ہے؟ سوائے آپس کی دشمنی کے کیا ہے؟ میری بات کو یاد رکھنا کہ جھوٹ بولنا بے دینی ہے، شراب پینا بے دینی ہے، غیبت کرنا بے دینی ہے، تاجر اگر تجارت میں خیانت کرے بے دینی ہے۔

سیاست دان اگر سیاست میں ملاتبت کرے تو بے دینی ہے اور حاکم اگر حکومت پر قبضہ کرے تو بے دینی ہے۔ اتنے قابض حاکم تو کبھی دیکھے نہیں گئے۔ محرم کی آمد آمد تھی اور ہمارا ایک جوان شہید ہو گیا خواجہ علی حیدر۔ کسی نے تعزیت نہیں کی۔

کسی نے دل نہیں رکھا اس کے ورثا کا، کوئی پوچھنے نہیں آیا۔ یہ بڑی کرسی کے چھوٹے بیٹھنے والے کب تک نفرت کے کردار رہیں گے۔

خدا کی قسم انسان بڑا ذلیل ہے۔ بڑا کمینہ ہے۔ میں اس منبر سے یہ کہہ چکا ہوں کہ انسان سورج کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ چاند کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ سمندروں کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ حد یہ ہے کہ جانوروں کے ساتھ رہ سکتا ہے لیکن انسان اپنے جیسے انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

الذی کذب و تولیٰO جو تکذیب کرے جو حق سے منہ کو پھیر لے ہم اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور جو عطا کرے، تقویٰ اختیار کرے اور جو اچھے کی تصدیق کرے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے جنت میں لے جائیں گے۔

جنت جانتے ہو کیا جگہ ہے؟ اور کچھ علم ہے کہ جہنم کیا ہے؟ اگر جہنم اور جنت کا فلسفہ سمجھانے لگوں تو بڑا وقت درکار ہوگا۔ بس اتنی بات یاد رکھنا کہ ہر انسان کے ساتھ اس دنیا میں کچھ تکلیفیں ہیں اور کچھ نعمتیں ہیں نعمتوں کو لا متناہی سے ضرب دے دو وہ ہے جنت اور تکلیفوں کو لامتناہی سے ضرب دے دو وہ ہے جہنم۔

فانذرتکم ناراً تلظیٰO میں نے ڈرا دیا تمہیں بڑھکتی ہوئی آگ سے۔ تو آلام و مصائب اگر لامتناہی سے ضرب ہو جائیں تو جہنم ہیں اور نعمتیں اگر لامتناہی سے ضرب ہو جائیں تو جنت ہے۔

جنت وہ جو اللہ کی تخلیق کا نچوڑ ہے۔ اللہ کو اس جگہ پر بھی ناز ہے اور اس میں رہنے والوں پہ بھی ناز ہے۔ عجیب بات ہے کہ جس کے تمنائی رہے ابراہیمؑ۔ جسے چاہتے رہے موسیٰؑ۔ جس کے خواہشمند رہے عیسیٰؑ۔ زندگی بھر نوحؑ نے تبلیغ کی کہ جنت مل جائے۔ لیکن رسولؐ نے نہیں کہا کہ جنت مل جائے۔ یہ نہیں کہا کہ جنت میری ہے۔ یہ نہیں کہا کہ علیؑ کی ہے۔ دلوائے گا ضرور لیکن یہ نہیں کہ علیؑ کی ہے۔

ان فاطمہ سیدۃ نساء اھل الجنۃ۔ فاطمہؑ مالک ہے جنت کی۔

الحسن والحسین سیدہ شباب اھل الجنۃ۔ حسنؑ وحسینؑ شباب اہلِ جنت کے سردار ہیں، تو سیدہؑ ہیں مالکہ جنت کی اور حسینؑ ہے مالک جنت کا۔ اب جو جنت میں جانا چاہتا ہے وہ سیدہؑ کو راضی رکھے۔ حسینؑ کا ماتم کرے۔

پروردگار نے کہا: جنت استحقاق پر نہیں دوں گا۔

ومالاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ○ تمہارے پاس کوئی بھی ایسی ذاتی چیز نہیں ہے جس کی میں تمہیں جزا دوں۔ تم سجدہ کر رہے ہو سر میرا دیا ہوا ہے، زمین میری دی ہوئی ہے، ہاتھ میرے دیئے ہوئے ہیں، پاؤں میرے دیئے ہوئے ہیں، ارادہ میرا دیا ہوا ہے، نیت میری دی ہوئی ہے تو تم نے کون سا تیر مارا سجدے کر کے۔

ومالاحد۔ کوئی جنت کا مستحق نہیں ہے۔ آیت سمجھ میں آ گئی اور اب اس لفظ کو علیؑ نے استعمال کیا۔

لایقاسوا باٰل محمد فی ھذہ الامۃ احد۔ اس پوری امت میں کوئی ایسا نہیں ہے جو آلِ محمدؐ ایسا ہو۔

بھرے مجمع میں علیؑ نے یہ جملہ کہا۔ اگر یہ جملہ غلط ہوتا تو بھرے مجمع سے کوئی تو چیلنج کرتا۔ کسی نے چیلنج نہیں کیا۔ یعنی سب مان رہے تھے کہ کوئی آلِ محمدؐ جیسا نہیں ہے۔ تو جب تم سب مل کر آلِ محمدؐ جیسے نہ بن سکے تو محمدؐ جیسے کیسے بن جاؤ گے۔ اور اب ایک ''احد'' قرآن کا یاد رکھنا۔

ومالاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ۔ کوئی بھی مستحق نہیں ہے جنت کا اور علیؑ نے کہا۔

لایقا سوا باٰلِ محمد فی ھذہ الامۃ احد۔ کوئی آلِ محمدؐ کے مقابلے پر نہیں آ سکتا اور اب میرے رسولؐ نے کہا ''احد'' اور مولانا فیروز الدین رحمانی کو گواہ بنا رہا ہوں۔ حد یہ ہے کہ وہ کتاب تو ہمارے عقیدے کی رد میں لکھی گئی۔ صواعق محرقہ اس کتاب میں یہ روایت موجود ہے اردو ترجمہ بھی ہے اور میں نہیں کہتا کہ اس کتاب کو نہ

پڑھو۔ بھئی جس کا عقیدہ کمزور ہو وہ نہ پڑھے۔

اس کتاب کو جو تمہارے عقیدے کی رد میں لکھی گئی اس کتاب میں میرے نبیؐ کا ایک قول ہے۔

لایجوز احد الصراط حتی یکتب له علی البراء ة

کوئی بھی پل صراط کو عبور نہیں کر سکے گا جب تک علیؑ سے تحریر لکھوا کے نہ لے آئے، اب مجھے نہیں معلوم کہ مصنف جب اس روایت کو لکھ رہا تھا تو ایمان تھا یا نہیں۔

کوئی صراط سے نہیں گزر سکے گا جب تک علیؑ سے تحریر لکھوا کے نہ آئے۔ تو علیؑ سے وہی تحریر لکھوائے گا جو رسولؐ سے تحریر لکھوانے کا عادی ہو۔ لیکن تم تو رسولؐ سے ہی تحریر لکھوانے کے عادی نہیں ہو۔ علیؑ سے کیا خاک لکھواؤ گے۔ روایت میرے نبیؐ کی ہے اور نبیؐ کے قول سے جو انکار کر دے وہ کافر ہے۔

قرآن نے قدم قدم پر احترامِ رسالت پر بات کی اور اب آیتیں ہیں سورہ حجرات ۴۹ واں سورہ کی:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo یا ایھاالذین آمنوا لاتقدموا بین یدی اللّٰہ و رسوله و اتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع العلیم۔ یا ایھاالذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرونo (آیت ۱۔۲)

اے ایمان لانے والو! نبی سے آگے نہ بڑھنا۔ مقام محمدؐ۔ اے ایمان لانے والو! نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرنا۔ دو حکم ہو گئے۔ اور اے ایمان لانے والو! اسے ایسے مت پکارو جیسے اپنے دوست کو پکار لیتے ہو۔

دیکھو قرآن کے پاس فالتو وقت نہیں ہے قرآن ۲۳ برس میں آیا۔ کام ہے قیامت تک کا۔ کہنا پڑ گیا قرآن کو کہ ویسے نہ پکارو جیسے اپنے دوستوں کو پکارتے ہو۔ تم جیسا ہوتا تو ہم اجازت دے دیتے۔ تم جیسا نہیں ہے۔

کون ہے محمدؐ؟ سورۂ نساء میں آواز دی۔

فلاوربک لایومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مماقضیت ویسلموا تسلیما۔ (آیت ۶۵)

خدا کی قسم کوئی مومن نہیں ہے جب تک آپس کے جھگڑوں میں محمدؐ سے فیصلہ نہ کروائے۔ جھگڑا تمہارا۔ فیصلہ کرے گا محمدؐ۔ یعنی اپنے جھگڑوں میں محمدؐ سے فیصلہ کرواؤ۔ خود اس سے کبھی جھگڑا نہ کر بیٹھنا۔

مقامِ محمدؐ عربی پر قرآن مجید نے کھل کر بات کی ہے۔

فلاوربک لایومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم

تم اس وقت مسلمان ہو کہ اگر آپس میں جھگڑا ہو جائے تو محمدؐ رسول اللہ سے فیصلہ کرواؤ۔ اچھا کرالیا فیصلہ۔ نہیں صرف فیصلہ کرانا ہی کافی نہیں ہے۔

ثم لایجدوافی انفسهم حرجاً مماقضیت

اس فیصلے پر کھلے دل سے راضی ہو جاؤ۔ (بعد میں یہ نہ کہو کہ اسے عَلَم کیوں دے دیا ہمیں کیوں نہ دیا)۔

یہ ہے مقامِ محمدؐ۔ اب میں کیسے سمجھاؤں۔ یاد تو بہت کچھ ہے مجھے بس ایک مصرعہ ہدیہ کر رہا ہوں مولانا فیروز الدین رحمانی کی خدمت میں۔

حضرت حسان ابن ثابتؓ صحابی رسولؐ بھی ہیں اور رسولؐ کے دربار کے شاعر بھی ہیں۔ انہوں نے رباعی کہی اس کا آخری مصرعہ۔

وذالعرش محمود و ذاک محمد۔

فرق یہ ہے کہ عرش والا محمود ہے اور فرش والا محمدؐ ہے۔

تو اللہ کا نام کیا کہا حسان بن ثابتؓ نے؟ محمود۔

اجازت دو تو ایک جملہ کہوں۔ میرے دوستوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ قیامت میں دیکھا جائے گا۔ اور میں کبھی اختلافی عقائد پر بات نہیں کیا کرتا۔ اب دیکھا جائے گا

نہیں دیکھا جائے یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ لیکن دیکھا جانا اگر اچھی بات ہے تو یہاں کیوں نہیں دیکھا جارہا ہے؟

اور اگر دیکھا جانا اچھی بات نہیں ہے تو نہ یہاں نظر آئے گا نہ وہاں نظر آئے گا۔ لیکن اب ایک جملہ ہدیہ کررہا ہوں تمہیں۔ اللہ کا نام محمود۔ میرے نبی کا محمدؐ۔ اور اب قرآن نے آواز دی۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

حبیب ہم قیامت کے دن تجھے مقام محمود پر بٹھا دیں گے۔ وہاں اللہ نہیں دیکھا جائے گا میرا محمدؐ دیکھا جائے گا۔ میں لے آیا تمہیں مقام محمود تک!

یاد ہے نا محمدؐ مسند شفاعت پر بیٹھیں گے تو اللہ نہیں دیکھا جائے گا میرا محمدؐ دیکھا جائے گا۔ اچھا آیا ہے، میدان حشر میں تو پوری کائنات میں اکیلا ہے اور پوری کائنات میں مقامِ محمود ایک ہے اور اس مقامِ محمود پر جا کر اکیلا محمدؐ بیٹھ گیا۔ تو جو اکیلا ہو وہ بے نظیر ہو۔ جو بے نظیر ہو وہ بے مثل ہو اور جو بے مثل ہو وہ خدا ہو اس لئے کہ

لیس کمثلہ شئی۔ خدا کی مثل کوئی شے نہیں اور آج ہم نے دیکھا کہ محمدؐ کی مثل کوئی شے نہیں ہے تو خطرہ ہے توحید کو کہ کہیں لوگ اسی کو خدا نہ سمجھ لیں۔ اس لئے کہ دو (۲) ہو تو توحید بچے نے کہا: یا علیؑ محمدؐ کے پیچھے ذرا "لواء الحمد" لے کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ اللہ! اللہ نے بھی کہا یا علیؑ۔

میرے نبیؐ نے کہا: **علی مع القران و القران مع علی۔**

علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

انا دار الحکمۃ وعلی بابھا۔ میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

اقضا کم علی۔ تم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا علیؑ ہے۔

تو اتنی روایتیں علیؑ کے بارے میں صحابہ کرام نے سنیں تھیں۔ تو ہر ایک مشکل

کے وقت کہتا تھا: یاعلیؑ ذرا آیت کا مطلب تو بتلا دو۔ کسی نے کہا: یاعلیؑ ذرا فیصلہ تو کر دو۔ کسی نے کہا: یاعلیؑ ذرا رسولؐ کی حدیث تو بتلا دو۔ کسی نے کہا: یاعلیؑ ذرا خدا کا فرمان تو بتلا دو۔

تو جب صحابہ کرام زندگی بھر چیختے رہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ تو یہاں اگر کسی نے کہہ دیا ''یاعلیؑ'' تو آپ اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے کہ بدعت کیوں کر رہے ہو۔

مسئلہ صرف ذات علیؑ کا نہیں ہے۔ ولایت اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ سمٹے تو علیؑ تک آ جائے پھیلے تو بارہویں تک جائے۔ ہر ایک کی صفت وہی، ہر ایک کی فضیلت وہی، ہر ایک کا معیار وہی۔ کیا بھول گئے کشف الغمہ کی روایت کو کیا بھول گئے کنز العمال کی روایت کو، جس کو ملا متقی ہندی رحمت اللہ علیہ نے لکھا۔

ایک دن حسنینؑ گم ہو گئے۔ بی بی نے چادر اوڑھی آئیں رسولؐ کے پاس۔ یا رسولؐ اللہ میرے بیٹے گم ہو گئے۔

مشہور واقعہ ہے اور حظیرہ بنی نجار کے نام سے مشہور ہے۔ رسولؐ نے کہا اچھا بیٹی تم گھر جاؤ میں تلاش میں جاتا ہوں۔ پیغمبر چلے اور پیغمبر کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پورا ہجوم چلا۔ پیغمبر بچوں کو ڈھونڈتے ہوئے حظیرہ بنی نجار تک پہنچے۔ دیکھا کہ بچے سو رہے ہیں۔ اور ایک فرشتہ ان کی حفاظت پر مامور ہے میں صرف خلاصہ بیان کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ ایک فرشتہ ان کی حفاظت پر مامور ہے۔ صدائیں بلند ہو گئیں گریہ کی خیال ہوا کہ کاش کوئی فرشتہ ہی اصغرؑ کے منہ میں پانی پٹکا دیتا۔

دو جملے اصغرؑ کی شہادت کے سلسلے میں۔ یہ جو کربلا کے واقعات تمہیں ملے ہیں یہ ان لوگوں سے ملے ہیں جو اسیر ہو گئے۔ پانچویں امام سے ملے جو چھوٹے تھے قید ہو گئے تھے، چوتھے امام سے ملے جو موجود تھے یہ sources ہیں کربلا کے

واقعات کے۔ ایک اور ذریعہ ہے کربلا کے واقعات کا اور وہ ہے قاتلوں کا اعتراف۔

جب مختار آئے ہیں تخت حکومت پر تو قاتلوں کو بلواتے تھے اور قاتل سے کہتے تھے پورا اعتراف لکھو۔ دیکھو میں اصغرؑ کا واقعہ بیان کروں گا لیکن درمیان میں ایک چھوٹا سا جملہ سنتے جاؤ۔

ایک شخص آیا۔ فوجی گرفتار کر کے لائے۔ کہا: تو نے قتل کیا تھا کسی صحابی کو؟ گرفتار شخص نے کہا: میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ کہا: اچھا تو کیا کربلا کے میدان میں حسینؑ کے ساتھ نعرے لگا رہا تھا؟ بہت active تھا، بہت فعال تھا؟ کہا: نہیں ایسا بھی نہیں۔ پھر یہ تجھے گرفتار کر کے کیوں لائے ہیں کہا: امیر میری اتنی تقصیر تھی کہ جب خیموں میں لوٹ مچی تو میں نے شہزادی زینب کی چادر کو ہاتھ لگا دیا تھا۔

مختار نے چیخ ماری اور یہ کہہ کر بے ہوش ہو گیا۔ کہاں وہ پاک چادر کہاں یہ نجس ہاتھ۔

ایک دن ایک شخص امیر مختار کے دربار میں بیٹھا تھا اور اس نے کوفہ سے سفر اختیار کیا اور مدینہ آیا اور مدینہ میں سید سجادؑ کی خدمت میں آیا۔

مولا نے پوچھا: مختار کیا کر رہے ہیں آج کل۔

کہا: مختار قاتلوں کو سزا دے رہے ہیں۔

کہا: یہ بتلا اصغرؑ کا قاتل گرفتار ہوا۔

کہا: مولا آپ نے علی اکبرؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا۔ عباسؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا، قاسمؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا یہ آپ حرملہ کو کیوں پوچھ رہے ہیں۔

کہا: کہنے والے تجھے یہ نہیں معلوم کہ اس تیر نے فقط اصغرؑ کے گلے کو نہیں چھیدا۔ ہم آلِ محمدؐ کے دلوں کو چھید دیا۔ وہ شخص پلٹا۔ مختار کے دربار میں آیا اور وہ وہی وقت تھا جب لوگ حرملہ کو پکڑ کر لائے۔ جیسے ہی اس شخص کی نگاہ حرملہ پر پڑی اس نے کہا: اللہ اکبر۔

مختار نے کہا: ٹھیک ہے اللہ بڑا ہے۔ لیکن یہ کونسا موقع ہے تکبیر کا۔

کہا: سید سجادؑ مدینہ میں پوچھ رہے تھے کہ اصغر کا قاتل گرفتار ہوا یا نہیں۔ اور میں تیرے دربار میں آیا ہوں۔ سامنے حرملہ ہے۔

ایک مرتبہ مختار نے حکم دیا: حرملہ کو قریب لایا جائے۔

حرملہ قریب آیا کہا: تو نے کربلا کے میدان میں کیا کیا؟

کہا: امیر کچھ نہیں کیا۔

کہا: پھر بھی؟

کہا: کل تین تیر چلائے ہیں اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں کیا۔

کیا: وہ تین تیر تو نے کیسے چلائے ہیں۔

کہا: ایک تیر میں نے اس بچے کو مارا۔ حسنؑ کا چھوٹا بیٹا جو حسینؑ کی گود میں چھپا ہوا تھا۔ تلواریں جا نہیں سکتی تھیں تو میں نے تیر جوڑا اور حسنؑ کا بیٹا حسینؑ کے ہاتھوں پر منقلب ہوگیا۔

کہا: دوسرا تیر؟

کہا: امیر دوسرا تیر میں نے اس وقت مارا جب حسینؑ زخموں سے چور ہوکر گھوڑے پر جھوم رہے تھے۔ تو میں نے تیر جوڑا۔ حسینؑ کے سینے کا نشانہ لیا۔ اس تیر کے اثر سے حسینؑ گھوڑے سے نیچے آ گئے۔

کہا: اچھا تیسرا تیر؟

کہا: امیر معاف کر دے۔ مجھ سے نہ پوچھ۔

کہا: نہیں تجھے بتلانا پڑے گا۔

کہا: امیر میں کیا بتلاؤں۔ ایک مرتبہ حسینؑ اپنے چھوٹے سے بچے کو لائے اور ہاتھوں پر بلند کر کے کہنے لگے اے لوگو! اس کی ماں کا دودھ خشک ہوگیا ہے فوجیں رو رہی تھیں۔ عمر سعد نے مجھے حکم دیا کہ حسینؑ کی بات کو قطع کرو۔ میں نے تیر جوڑا

کمان میں اور اب جو میں نے تیر چھوڑا تو بچہ حسینؑ کے ہاتھوں پہ منقلب ہوگیا

میرا مولا جب اکیلا ہوگیا تو آواز دی:

هل من ناصر ينصرنا۔ هل من يغيث يغيثنا۔ هل من ذاب يذب حرم رسول الله۔ ہے کوئی حرم رسولؐ کی حفاظت کرنے ولا۔

ہے کوئی میری مدد کرنے والا؟ حسینؑ مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔

مقتل بالاتفاق لکھتے ہیں کہ جیسے ہی حسینؑ نے آواز بلند کی هل من ناصر ينصرنا۔

تو لوگوں نے دیکھا کہ بیمار سید سجادؑ ایک ٹوٹا ہوا نیزہ ہاتھ میں لئے لڑکھڑاتا ہوا مقتل کی طرف جا رہا ہے۔ زینبؑ نے کہا: بیٹا خیمے میں واپس آؤ۔ کہا: پھوپھی اماں آپ نے نہیں سنا؟ بابا بڑی مظلومی کا جملہ کہہ رہے ہیں۔

حسینؑ آئے اور اپنی گود میں بیمارؑ کو لے کر خیمے میں پہنچایا۔

تو نصرت حسینؑ کے جواب میں ایک سید سجادؑ نکلے اور دوسرا کون نکلا؟ ایک دوسرے خیمے سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ رباب کا خیمہ۔ اصغرؑ کی ماں کا خیمہ۔ حسینؑ خیمے کے دروازے پر آئے اور کہنے لگے یہ رونے کی آواز کیسی؟ تو شہزادی زینبؑ نے کہا: بھیا جب تو نے کہا: هل من ناصر ينصرنا۔ تو بچے نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔

کہا: لاؤ میں شاید پانی پلا کر لاؤں۔

تیر کھایا اور بچہ ہاتھوں پر منقلب ہوگیا۔

عبا کا سایہ بچہ پر کیا اور اب حسینؑ چلے خیمے کی طرف۔ حسینؑ امام بھی ہیں۔ باپ بھی ہیں اور شوہر بھی۔

امامت کہہ رہی ہے کہ ماں کے پاس بچے کی لاش کو لے جاؤ۔ شوہر کا دل کہہ رہا ہے کہ ماں کا حشر کیا ہوگا۔ حسینؑ آگے بڑھے۔ پیچھے ہٹے۔ آگے بڑھے۔ پیچھے ہٹے۔ یہ کہتے جاتے ہیں رضا بقضائه و تسليماً لامره ان لله وانا اليه

راجعون۔

ایک مرتبہ حسینؑ نے اپنے دل کو مضبوط کیا۔ آئے رباب کے خیمے پر اور آواز دی: رباب اپنی امانت لے جاؤ۔ وہ چھوٹی بچی جو سن چکی تھی کہ بھیا گیا ہے پانی پینے کے لئے دوڑتی ہوئی آئی۔ حسینؑ کی عبا کا دامن تھام لیا۔

کہا: بابا میں سمجھ گئی آپ اصغرؑ کو زیادہ چاہتے ہیں مجھے کم چاہتے ہیں۔ کہا: بی بی نہیں۔

کہا: آپ اصغرؑ کو پانی پلا لائے مجھے پانی نہیں دیا۔

ایک مرتبہ عبا کا دامن ہٹایا۔ بی بی تیرا بھائی پانی پی کر نہیں آیا تیر کھا کر آیا ہے۔

الا و لعنة اللّٰہ علی قوم الظالمین

مجلس شام غریباں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ‏ ﴿۱۲۵﴾ سورہ النحل:۱۲۵)

عزیزان محترم! اس معزز، محترم اور متبرک اجتماع کی خدمت میں سورۂ نحل کی ایک آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا۔ سورہ نحل قرآن مجید کا سولہواں سورہ ہے اور جس آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا وہ اس سورہ کی ایک سو پچیسویں آیت ہے۔ اس آیہ مبارکہ میں پروردگار عالم نے اپنے حبیب کو تبلیغ کا ضابطۂ اخلاق دیا۔ کہ تبلیغ کرنی کیسے ہے۔

ادع الی سبیل ربک حبیب انسانیت کو اپنے اللہ کے راستہ کی طرف دعوت دو۔ بلاؤ۔

بالحکمة۔ حکمت کے ذریعے۔

والموعظة الحسنة اچھی نصیحت کے ذریعے۔

وجادلهم بالتي احسن اور اگر کوئی بحث کے لئے آمادہ ہوجائے تو حبیب اس طریقہ سے بحث کر جو بحث کا بہترین طریقہ ہے۔

ان ربک هو اعلم بمن ضل عن سبیله۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے ہٹ گیا۔

وهواعلم بالمهتدين اور تمہارا اللہ ہدایت پانے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں پیغمبر اکرمؐ کے لئے تبلیغ کے تین طریقے معین کئے گئے۔ حکمت، موعظہ، جدالِ احسن۔ حکمت کے معنی بات کو سمجھا دینا۔ موعظہ کے معنی نصیحت

کرنا، جدالِ احسن اچھی بات کرنا۔ کیونکہ یہ تینوں لفظ تلخیص ہیں قرآن مجید کی اس لئے میں چاہوں گا کہ میرے سننے والوں کے ذہن میں یہ محفوظ ہو جائیں۔ حکمت بات کو سمجھنا، موعظہ نصیحت کر دینا، جدال احسن بہترین طریقے سے بحث کرنا۔

جب بھی دنیا میں کوئی تحریک آئی ہے۔ تو اس کے مقابل میں قوم میں تین قسم کے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں جو سمجھنا چاہتے ہیں کہ اس میں گہرائی کتنی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم اس تحریک کو قبول کرلیں تو فائدہ کتنا ہے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اپنی دانشورانہ انا پر اڑ جاتے ہیں اور بحث کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ Reactin کے طور پر چوتھا کوئی گروہ ان تین گروہوں کے علاوہ نہیں ہوتا۔

حبیب! اگر سمجھنے کے لئے کوئی آجائے اسے حکمت سے بتلا دو۔ اگر کوئی نفع نقصان معلوم کرنا چاہے نصیحت کرکے اسے بتلا دو اور اگر کوئی اڑ جائے اپنی دانشورانہ انا کی لاج رکھنے کے لئے اور تجھ سے بحث پر آمادہ ہو جائے تو حبیب تو بحث کر لیکن لہجہ نیچا رہے، الفاظ دھیمے رہیں، گفتگو میں مٹھاس ہو۔

تو وہ اسلام جو تبلیغ میں سخت لہجہ کو پسند نہ کرے وہ تلوار کو کیسے پسند کرے گا۔

اب مجھے کہنے دو کہ آج کی متمدن دنیا نے جو ہم پر اعتراض کیا کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا اور آج کی دنیا کے پورے وسائل لگے ہوئے ہیں بدنام کرنے کے لئے کہ اسلام اسلحہ کے زور پر پھیلا ہے۔ تاریخ اسلام کی پہلی جنگ، جنگ بدر۔ اس سے پہلے کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اس جنگ میں آنے والے تین سو تیرہ اور وہ ایسے نہتے کہ کسی کے پاس گھوڑا ہے تو تلوار نہیں ہے کسی کے پاس تلوار ہے تو گھوڑا نہیں ہے۔

اب میں ایک سوال پوری انسانیت کے ضمیر سے کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پہلی جنگ ہے بدر اور اس میں تین سو تیرہ آگئے تو بھی یہ تین سو تیرہ کس تلوار سے مسلمان ہوئے؟

کم سے کم اتنا مانو کہ تین سو تیرہ اس جنگ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے تو یہ کس تلوار سے مسلمان ہوئے تھے۔ تو بھئی یہ لوہے کی تلوار نہیں تھی یہ میرے محمدؐ کے کردار کی تلوار تھی۔

اسلحہ۔ اسلام میں قیام امن اور بقائے امن کی آخری کوشش کا نام ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قتل گناہ کبیرہ میں نہ ہوتا۔ کیا قرآن نے پالیسی دی ہے۔ یہ آیت اگر ذہنوں میں محفوظ ہو جائے تو میری محنت سوارت ہو جائے گی۔

من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاھا فکا نما احیا الناس جمیعا (سورہ المائدہ آیت ۳۲)

جو شخص قتل کر دے۔ قصاص میں نہیں، ناحق قتل کر دے۔

فکا نما قتل الناس جمیعا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔ تو ایک کا قاتل ایک کا قاتل نہیں ہے۔ پوری انسانیت کا قاتل ہے اور اگر کوئی ایک انسان کی زندگی کا سبب بن جائے تو وہ پوری انسانیت کی زندگی کا سبب بنا یہ جملے ذہنوں میں محفوظ ہوتے جائیں

انسان اگر چہ اکیلا ہے۔ مگر انسان پوری انسانیت کا نمائندہ ہے بھئی احترامِ انسانیت سمجھو۔ اور اگر احترامِ انسانیت سمجھ لیا، میں پھر واپس چلا جاؤں گا۔ کیا عجیب بات ہے۔ حمل کا ساقط کرنا حرام ہے بھئی ابھی تو آیا نہیں ہے لیکن نہیں اس کا احترام کرو، اسے محفوظ رکھو۔

اچھا آ گیا اور آ کے واپس چلا گیا۔ مردہ ہے۔ پھینک دو اٹھا کے۔ کہا: نہیں اسے نہلائیں گے، کفن پہنائیں گے، نماز جنازہ پڑھیں گے، اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر لے جائیں گے۔ احترام سے اسے دفن کریں گے۔ تو ایک طرف اسلام کی تعلیم کہ جب آئے تو احترام کرو، جب جائے تو احترام کرو اور دوسری طرف خونِ انسان اتنا ارزان کہ جسے چاہا فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ جسے چاہا موت کی بھینٹ چڑھا دیا۔

بھئی یہ قصہ آج کا نہیں ہے یہ ازل کا ہے۔ جب انکار کرنے والے نے سجدہ سے انکار کیا۔ تو سوال کیا گیا کہ تو نے انکار کیوں کیا۔ کہنے لگا: یہ مٹی ہے۔ اسے سجدہ نہیں کروں گا اور اللہ نے کیا کہا تھا! اس میں میری روح ہے..... تو ایک نقطۂ نظر مٹی ہے سجدہ نہیں کروں گا۔ دوسرا نقطۂ نظر اس میں میری روح ہے سجدہ کر۔

تو اب جس کی جیسی مرضی جو مٹی سمجھے گا وہ قتل کرے گا اور جو اللہ کا خلیفہ سمجھے گا وہ احترام انسانیت کرے گا۔

سورۂ بنی اسرائیل۔ سترھواں سورہ قرآن مجید کا۔ (آیت۔۷۰)

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطیبات و فضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاo ہم نے بنی آدم کو کرامت دی ہے، بزرگی دی ہے، فضیلت دی ہے، اسے خشکی اور تری میں چلنا سکھایا ہے اور ہم نے اپنی کثیر مخلوقات پر اسے برتری دے دی تو جب کثیر مخلوقات پر برتری ہے انسانوں کو تو ایک انسان کو دوسرے انسان کا احترام کرنا چاہئے یا نہیں؟

اب میں یہاں سے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہا ہوں اور وہ مرحلہ اس قابل ہے کہ تمہارے ذہنوں میں رہ جائے۔ قرآن مجید نے آواز دی۔

بلیٰ من اسلم وجھه لله وھو محسن فله اجرہ عند ربه (سورہ بقرہ آیت ۱۱۲) حبیب کہہ دو کہ تم دیندار اس وقت ہو جب اپنے آپ کو اللہ کے سامنے Surrender کر دو۔ اسلام کے معنی پوری زندگی کو اللہ کی بارگاہ میں جھکا دینا۔

بلیٰ من اسلم وجھه لله لیکن اللہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو خم کر دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندے سے کٹ جاؤ۔ وھو محسن۔ احسان بھی کرو۔

یہ شرط قرآن مجید نے تین مقامات پر لگائی ہے۔ سورۂ لقمان میں ہے سورہ نساء میں ہے اور سورہ بقر میں ہے۔ اسلام کی تعریف کیا ہے؟ اللہ سے رابطہ بندوں سے رابطہ۔

نمازی۔ اللہ کی بارگاہ میں ہے پوری خلق سے کٹا ہوا۔ اللہ سے جڑا ہوا ہے۔ یعنی اگر اللہ کی بارگاہ میں ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندوں سے کٹ جاؤ۔ اللہ کی بارگاہ میں رہ کر بندوں سے جڑ جاؤ۔ یہ ہے احسان۔ اچھا دیکھو سلام میں پہل کرنا مستحب ہے۔ جواب سلام واجب ہے۔

عجیب مرحلہ فکر ہے۔ جس نے جواب دیا واجب کیا جس نے ابتداء کی مستحب کیا۔ جاؤ دیکھو حدیثوں میں ہے یا نہیں کہ ابتدا کرنے والا پہلے جنت میں جائے گا تو جو مستحب کرے وہ پہلے جائے جو واجب کرے وہ پیچھے جائے۔ یہ ہے احسان کی اہمیت۔

ہر انسان کے دو رخ۔ اللہ سے بھی جڑے رہو۔ بندوں سے بھی جڑے رہو۔ احسان سمجھ میں آ گیا۔

سورۂ نحل میں آواز دی:

ان اللّٰہ یا مربالعدل والاحسان (آیت ۹۰) جیسے ہی عدل کا حکم دیا ایسے ہم نے تم کو احسان کا حکم دیا، تم پر احسان کو واجب کیا۔

احسان کے معنی ہیں ابتدا کرنا۔ پہل کرنا...... اگر کوئی آیت کے آنے سے پہلے ابتدا کرے احسان ہے۔ آیت میں حکم آیا اگر حکم آنے کے بعد عمل کرے اطاعت ہے۔ اگر حکم آنے کے بعد انکار کر دے بغاوت ہے۔ حکم کے آنے سے پہلے کام کر دے احسان ہے، تو قبل نزولِ آیت اگر عمل ہو جائے احسان ہے۔ بعد نزول آیت عمل ہو اطاعت ہے۔

قرآن میں انفاق کی آیتیں بعد میں نازل ہوئیں۔ خدیجہؑ نے انفاق پہلے کیا۔ تو احسان ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ طے کرے گا کہ بدلہ کیا دیا جائے۔ اب ایک جملہ کہنے کی مجھے اجازت دو۔ جہاں پہل ہو وہ احسان ہے۔ یہ زمین اللہ نے تمہیں احسان میں دی۔ احسان ہے تمہارا کوئی استحقاق نہیں تھا اور جہاں احسان ہو

وہاں واپس لے سکتا ہے۔ میں ایک مثال دوں گا اور اس مثال سے میرے سننے والوں کو بات واضح ہو جائے گی۔

دیکھو آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا بغیر کسی استحقاق کے۔ احسان تھا۔ اور ایک دن کسی سبب سے جنت سے باہر بھیج دیا۔ تو جہاں احسان ہو واپس بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اسی پیغام میں کہا:

خٰلدین فیھا ابدا۔ (سورہ المائدہ:۱۱۹) جو مومنین جنت میں جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے انہیں کوئی نکال نہیں سکتا تو میرے عزیزو! میرے دوستو! تم سے ایک سوال کرنا چاہ رہا ہوں۔

آدمؑ جنت میں تھے انہیں نکال دیا اور اب کہہ رہا ہے کہ اب جو مومنین جائیں گے۔

خٰلدین فیھا ابدا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہ ہوا کیا؟ کہ انہیں کوئی جنت سے نکال نہیں سکتا کیونکہ خود کہہ رہا ہے۔ خٰلدین فیھا ابدا

سورہ توبہ میں آواز دی۔

ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ؕ (آیت۔۱۱۱) اللہ نے مومنین سے جان خریدی ہے جنت بیچی ہے۔

مومن جنت خریدنے والے۔ اللہ جنت بیچنے والا۔ جب اس نے بیچ دی تو مومنین ہمیشہ کے لئے جنت کے مالک ہیں۔ یہیں لانا تھا ایک بندہ ایسا بھی ہے کہ:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ۔ اللہ مرضی بیچنے والا اور ایک مرضی خریدنے والا۔

اللہ سے جڑے رہو۔ بندوں پر احسان کرتے رہو اور اگر اللہ سے جڑے رہے اور بندوں پر احسان کرتے رہے، تو اسی کا نام ہے اسلام۔

بلیٰ من اسلم وجهه لله اسلام لاؤ۔

ومن اسلم وجهه لله وهومحسن۔ جو بھی اللہ کے لئے سرِتسلیم کو خم کر دے، جو بھی اسلام لائے لیکن شرط یہ ہے کہ احسان کرتے رہو۔ تو یہ جو اسلام ہے اب چاہے اسے صراط مستقیم کہو، چاہے سبیل الٰہی کہو، چاہے دین کہو چاہے اسلام کہو یہ کوئی نیا دین نہیں ہے آواز دی سورہ بقرہ میں:

واذیرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل ط ربنا تقبل مناط انک انت السمیع العلیمo ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیمo ربنا وابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم ایتک ویعلمهم الکتاب والحکمة ویز کیهم ط انک انت العزیز الحکیم (آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹ !)

اسلام کے رشتے بہت قدیم ہیں اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ و اسمٰعیل مل کر خانہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے اور دعا کیا مانگ رہے تھے؟

ربنا وارنا منا سکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ پروردگار ہمیں اپنی عبادتوں کی جگہ دکھلا دے وتب علینا۔ ہماری توبہ کو قبول فرما۔ کیونکہ تو توبہ کو قبول کرنے والا ہے اور تو رحمتیں نازل کرنے والا ہے۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان بنا دے۔

ومن ذریتنا امة مسلمة لک اور ہماری ذریت میں مسلمان امت چلتی رہے۔

ربنا وابعث فیهم رسولاً مالک انہی میں رسولؐ آئیں۔ کن میں آئیں؟ مسلمانوں میں تو نزولِ وحی اول کے وقت اور جس وقت رسول نے اعلانِ بعثت کیا تو اس وقت مسلمان تھے یا نہیں تھے۔

مسلمان تھے۔ اس لئے کہ ابراہیمؑ کی دعا یہی تھی کہ پروردگار میں اور میرا بیٹا

اسمٰعیل دونوں مسلمان ہیں اور اس کی ذریت میں مسلمان امت چلتی رہے اور اس مسلمان امت میں رسول مبعوث ہو۔ تو وقت بعثت رسولؐ مسلمانوں کا وجود ضروری ہے اب کہاں ڈھونڈیں کہ وہ مسلمان کون تھے بس ایک آیت سورہ صافات کی پینتیسواں سورہ قرآن پاک کا۔

فلمّا اسلما وتله للجبین۔ (آیت۔۱۰۳) ہم کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو لٹا دیا قربانی کے مقام پر۔ باپ بھی مسلمان بیٹا بھی مسلمان۔

کیا عمر ہے ابراہیم علیہ السلام کی ۹۷ برس، اور کیا عمر ہوگی اسمٰعیلؑ کی تیرہ برس اور ایک لفظ اسلام میں دونوں۔ یہ بھی مسلمان یہ بھی مسلمان یعنی بتلا دیا کہ بچے کے اسلام پر اعتراض نہ کرنا۔

وہ بوڑھا۔ یہ کمسن بچہ۔ تو نہ بوڑھے کی بات پر اعتراض کرنا نہ کمسن بچے کی بات پر اعتراض کرنا۔ کوئی انکار کرسکتا ہے قرآن کہہ رہا ہے۔ مسلمان کیوں تله للجبین۔ اس کا سبب یہ ہے کہ باپ نے بیٹے کو قربانی کی جگہ پر لٹا دیا۔

کمال ہوگیا۔ ایک باپ نے ایک بیٹے کو قربانی کی جگہ پر لٹا دیا تو اللہ نے کہا: باپ بھی مسلمان بیٹا بھی مسلمان اور ایک ایسا تھا جو بارہ برس محمدؐ کو ہٹاتا رہا بیٹوں کو لٹاتا رہا۔

پھر قرآن نے آواز دی۔ سورہ انعام کی ۱۲۵ ویں آیت۔

فمن یرد اللّٰہ ان یھدیه یشرح صدره للاسلام ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السمآء کذالک یجعل اللّٰہ الرجس علی الذین لایومنون○

اللہ جب کسی انسان کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

یشرح صدره۔ سینے کو کھول دینا۔ نہیں میں نے یہ ترجمہ درست نہیں کیا۔

فمن یرد اللّٰہ۔ جب کبھی بھی اللہ کسی انسان کی ہدایت کا ارادہ کرے اس کے سینے کو کھول دیتا ہے للسلام۔ اسلام کے لئے۔

ومن یرد ان یضلہ اور جب کسی انسان کو گمراہی میں چھوڑنا چاہے۔

یجعل ضیقاً صدرہ اس کے سینے کو تنگ و تاریک چھوڑ دیتا ہے۔

کانما یصعد فی السما اور وہ گمراہی والا ایسے سوچتا ہے جیسے وہ آسمانوں میں اڑ رہا ہے بھئی نفس کے تنگ ہونے سے آسمانوں میں اڑنے کا ربط کیا ہے؟ آسمانوں میں اڑنے سے تو سانس اور کھلنا چاہئے؟ قرآن کہہ رہا ہے کہ سانس گھٹنے لگتا ہے۔ آسمانوں میں اڑنے سے۔ آکسیجن کی تھیوری ۱۹۵۴ء کی ہے۔ آیت ڈیڑھ ہزار سال پرانی ہے۔

اور اب سورہ زمر ۳۹ واں سورہ بائیسویں آیت۔

افمن شرح اللّٰہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ ط

یشرح صدرہ ذہن میں رہے۔ اگر کوئی شخص اپنے سینے کو اسلام کے لئے کھول لے تو وہ نور پر ہے۔

میں اگر سینے کو اسلام کے لئے کھولوں میں نور پر۔ تم اگر سینے کو اسلام کے لئے کھولو تم نور پر۔ شرح صدر سمجھ میں آ گئی؟ اور اب اللہ نے اپنے حبیب سے کہا۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم o الم نشرح لک صدرک o حبیب کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھولا...... تو اگر تم نور پر ہو تو وہ نور پر نہیں ہوگا۔

یہ مسلمین کی بات ہے اور اب اس سے دو آئتیں مجرمین کے بارے میں۔

وکذالک جعلنا فی کل قریۃ اکبر مجرمیھا لیمکروا فیھا وما یمکرون الا بانفسھم وما یشعرون o (سورہ انعام آیت ۱۲۳)

ہم نے بڑے بڑے مجرموں کو ان کے بڑے شہروں میں چھوڑ رکھا ہے (تو اگر کہیں چھوٹے ہوئے ہوں تو یہ رضا نہیں ہے مہلت ہے)

لیمکروا فیھا کہ اپنے مکر کرتے رہیں۔

وما یمکرون الابانفسھم جو کچھ وہ مکر کر رہے ہیں ان ہی کی طرف پلٹ کے جائے گا۔

وما یشعرون سمجھتے ہی نہیں۔ مکر کیے جا رہے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ پلٹ کر ان کی طرف آئے گا۔ ان کی نشانی کیا ہے؟

و اذا جاء تھم آیتہ قالوا لن نومن حتی نوتیٰ مثل مااوتی رسل اللہ (سورہ انعام آیت ۱۲۴) جب کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم آیت پر ایمان نہیں لائیں گے، ہم کتاب پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ہمیں بھی وہ ملے جو رسولوں کو ملا ہے۔

مجرم کا کہنا یہ ہے کہ اللہ نے جیسے معجزے رسولؐ کو دے دیئے۔ جیسی کتاب نبی کو دی۔ ایسے ہی ہمیں دے اللہ عہدہ دے تو ہم مانیں گے۔ یعنی مجرم سمجھ گیا کہ عہدہ اللہ دیتا ہے۔ آپ کب سمجھیں گے مجھے کچھ نہیں معلوم۔

قالوا لن نومن حتی نوتیٰ مثل ما اوتی رسل اللہ۔

ہمیں نہیں چاہئے رسولؐ ہمیں تو وہ دے دے جو تو نے رسولؐ کو دیا ہے۔ یعنی رسول نہیں چاہتا کتاب چاہتا ہے۔

اللہ اعلم حیث یحعل رسلتہ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے، اپنی رسالت کو کس ظرف میں قرار دے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کس بلند ظرف میں قرار دے۔

میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ رسالت ملنے کے بعد ظرف بلند نہیں ہوتا۔ ظرف بلند ہو تو رسالت ملتی ہے۔ اس کے فوراً بعد کی آیت

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ، للاسلام (انعام:۱۲۵)

یہ مسلم ہے جو کھلے دل سے پورے اسلام کو مان لے۔ تو اب کیسے پہچانیں کہ مسلم کون مجرم کون؟

سورہ نون والقلم میں آواز دی:

افنجعل المسلمین کالمجرمین (آیت ۳۵) جو مسلم ہوگا وہ مجرم نہیں ہوگا۔ جو مجرم ہوگا وہ مسلم نہیں ہوگا۔ مجرم پہچان لو مسلم خود سمجھ میں آ جائے گا۔

ولہ اسلم من فی السمٰوات و الارض طوعاً و کرھا

(سورہ آل عمران، آیت ۸۳)

کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا مسلمان ہے چاہے اطاعت سے ہو چاہے کراہت سے۔

تو کہا زمین مسلمان ہے، آسمان مسلمان ہے، سورج مسلمان ہے، چاند مسلمان ہے۔ ستارے مسلمان ہیں۔ کسی نے کلمہ پڑھا؟

ان کی اطاعت ہی ان کا کلمہ ہے تو پوری کائنات اطاعت میں ہے۔ سب مسلمان لیکن تمہارے باپ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

یا ایھاالذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون۔

وجاھدوا فی اللّٰہ حق جھادہ ط ھو اجتبکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ط ملۃ ابیکم ابراھیمؑ ھو سمکم المسلمینo من قبل وفی ھذا (سورہ حج آیت ۷۸-۷۷)۔ یہ جو تمہاری نسل چل رہی ہے، یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ملت ہے اسی نے تمہارا نام مسلم رکھا پہلے بھی اور اب بھی۔

اب تک یہ گفتگو تھی کہ اسلام یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو جھکا دو۔ نام کس نے رکھا؟ تمہارے باپ ابراہیمؑ نے۔

ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمکم المسلمینo من قبل وفی ھذا۔ تمہارا نام ابراہیمؑ نے مسلمان رکھا وہ کون ہے؟ تمہارا باپ تو تمہارے باپ ابراہیمؑ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اور اب میرے نبیؐ نے آواز دی۔

المسلم من سلم مسلمون عن یده ولسانه۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اسلام سمجھ میں آ گیا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ مسلمان ہے۔

آیتوں میں dimensions ہیں صرف ایک dimension بتلا رہا ہوں۔ یہ آسمان دیکھو کیسا مسلمان ہے جہاں ہم نے بلند کر دیا قائم ہے اور زمین دیکھو جیسے مسطح کر دی بس اس پستی کی منزل پر زمین قائم ہے۔ ذرے ذرے کو جسے جہاں رکھ دیا قائم ہے وہ اپنے اپنے دائرہ اسلام میں ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس عقل نہیں ہے اور کیونکہ عقل نہیں ہے اس لئے اطاعت۔

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت (سورہ غاشیہ آیت ۱۷) تم نے دیکھا اونٹنی کو کیسے خلق ہوگئی۔ اب جیسی ہم نے بنا دی ویسی ہی ہے۔ سرمو آگے بڑھتی ہے نہ پیچھے ہٹتی ہے۔ کبھی تم نے دیکھا جب اونٹنی جارہی ہو (کیا ماتا دی ہے اللہ نے) اور اس کا بچہ پیچھے آرہا ہو تو اگر بچہ کسی وجہ سے رک جائے تو اونٹنی آگے نہیں بڑھے گی۔ رک کے اسے آواز دے گی۔ جب تک نہ آجائے آگے نہیں بڑھے گی اور اگر تم نے بچے کو پکڑ لیا اور ماں آگے بڑھ گئی تو وہ مچل کر، جان چھڑا کر، جھپٹ کر اپنی ماں سے جا ملے گا۔ تو اونٹنی کا بچے کے ساتھ دوہرا رشتہ ہے۔ یعنی ماں اگر دور ہو جائے بچے کو پکارے۔ بچہ اگر دور ہو جائے تو جھپٹ کر ماں کے پاس جائے تو اونٹنی اور ماں کا رشتہ دوہرا رشتہ ہے میرے علیؑ نے آواز دی۔

کنت اتبعه اتباع الفصیل۔ میں نبی کے پیچھے ایسے چلتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ ابھی رسالت کا اعلان نہیں ہوا تھا۔ تو باقی پوری دنیا اعلانِ نبوت کے بعد محمدؐ کا اتباع کرے گی۔ علیؑ اکیلا ہے جو محمدؐ کے پیچھے چل رہا ہے۔

میرے علیؑ نے جو خطبہ دیا ہے وہ نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ بہت طویل خطبہ

ہے۔ میں صرف ایک ثبوت دوں گا۔ میں رسولؐ کے ایسے پیچھے چلتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے اور رسولؐ ہر روز میرے لئے اخلاق کا ایک پرچم بلند کر دیتے تھے۔

وکان یرفع لی کل یوم علما میں ہر وقت رسولؐ کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور اخلاق رسول کو سیکھتا تھا میں دن میں بھی ساتھ ہوں رات میں بھی ساتھ ہوں۔ گھر میں بھی ساتھ ہوں۔

فلما نظر وحی الیہ۔ جب پہلی وحی نازل ہوئی سمجھتے ہونا غار حرا میں آئی تھی۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ اقرأ باسم ربک الذی خلقO جب پہلی وحی نازل ہوئی تو میں نے ایک چیخ سنی میں نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ چیخ کیسی؟

قال ھذا شیطان یئس من عبادتہ۔ یہ شیطان تھا۔ جب یہ اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا۔

تو علیؑ نے کیا کہا: یا رسولؐ اللہ یہ چیخ کیا ہے؟ تو سب یا رسولؐ اللہ کہیں گے اعلان نبوت کے بعد اور یہ یا رسولؐ اللہ کہہ رہا ہے نزول وحی کے بعد۔

''اتبع'' کے معنی پیچھے چلنا۔ علیؑ نے آواز دی: میں اپنے نبیؐ کے پیچھے چلا۔

اور قرآن نے آواز دی۔

وانذر عشیر تک الاقربینO واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنینO (سورہ شعراء آیت ۲۱۵۔ ۲۱۴)

حبیب رشتہ داروں تک نبوت کا پیغام پہنچا دے اور ان میں جو مومن ہوں۔ نہیں جو اتباع میں کامل ہوں ان کے لئے کندھے کو جھکا دے۔

اب دیکھ لینا تاریخ میں، تفسیر میں کہ کون ہے مکمل اتباع کرنے والا۔ بس ایک شرط دے دی ہے قرآن نے کہ جس کے لئے رسولؐ کاندھا جھکا دے وہ ہے مکمل

اتباع کرنے والا۔ نہیں ملا تاریخ میں میرے نبیؐ کا جھکا ہوا کندھا۔ یا فتح مکہ کے دن علیؑ کے لئے جھکایا۔ عید کے دن حسنینؑ کا ناقہ بن کے جھکا۔ آیت کا ٹکڑا سنو۔

فمن تبعني فانّه مني (سورہ ابراہیم آیت ۳۶) جو میرا اکمل اتباع کرے وہی ''منی'' ہے اسی لئے کہا ''انه مني و انامنه''

جو میرا اکمل اتباع کرے وہ مجھ سے ہے۔

عليٌ منّي و انا منه۔ علیؑ مجھ سے ہے۔

فاطمةُ بضعت مني، حسنٌ مني، حسينٌ مني و انا من حسين۔

اب محمدیت سامنے آئی یا نہیں۔

میری اس بات کو یاد رکھنا اور اگر اسے برداشت کرسکو تو برداشت کرلینا۔

تورات اور ہے سیرت موسیٰؑ اور ہے جاؤ دیکھو تورات میں بہت سے واقعات ایسے ہیں جو سیرت موسیٰؑ کے خلاف ہیں تو یا تورات بدلی گئی یا سیرت بدلی گئی۔

تورات میں سیرت موسیٰؑ کے بارے میں بہت سی ایسی خراب باتیں ہیں جو نبی کی شان کے لائق نہیں اور تورات کتاب خدا ہے اگرچہ تحریف شدہ صورت میں ہے لیکن تورات اللہ کی کتاب ہے۔

اسی طرح انجیل اور ہے سیرت عیسیٰؑ اور ہے، تو یا انجیل بدلی گئی یا سیرت عیسیٰؑ بدلی گئی۔

اب میرا نبیؐ سیرت دے گا۔ میرا نبیؐ کتاب دے گا۔ تو میرے نبیؐ کی سیرت بھی آج موجود ہے۔ میرے نبیؐ کی کتاب بھی آج موجود ہے، چیلنج کر رہا ہوں پوری عالمِ انسانیت کو کہ ایک آیت سیرت محمدؐ کے خلاف دکھلا دو۔

پچھلی قوموں میں یہ طریقہ رہا کہ جہاں موقع ملا سیرت بدل دی۔ جہاں ضرورت ہوئی کتاب بدل دی۔ اب یہ آخری نبوت ہے اب کسی کو آنا نہیں ہے تو اگر کتاب بدل دی تو کیا ہوگا؟ اور اگر سیرت بدل دی تو کیا ہوگا؟ تو اللہ کو زیادہ

بندوبست کرنا ہے کتاب کے لئے آواز دی:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔ اس کتاب کو ہم نے اتارا ہے اور اس کتاب کی ہم حفاظت کریں گے۔ (سورہ الحجر:۹)

تو مالک تیری کتاب تو بدلی نہیں جائے گی لیکن محمدؐ کی سیرت کا کیا ہوگا۔ اس لئے کہ امتیں عادی ہیں سیرت بدلنے کی۔ کہا: مت گھبراؤ۔ ایک کو بھیجوں گا سیرت بنانے کے لئے اور بارہ بھیجوں گا سیرت بچانے کے لئے۔

یہ ہے مقام منیت۔ یہی سبب ہے کہ جب دین نبیؐ پر وقت آیا۔ تو کسی اور کا نواسہ نہیں اٹھا نبیؐ کا نواسہ اٹھا اور یہ کہہ کر اٹھا۔

انی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً بل خرجت لطلب الاصلاح فی امت جدی۔

میں ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ میں ملک پسند نہیں کرتا۔ میں سلطنت کا طلب گار نہیں۔ میں تو اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے اٹھا ہوں۔

اریدان آمر بالمعروف وانہا عن المنکر

میں نے جو قیام کیا ہے وہ امر بالمعروف کے لئے اور نہی عن المنکر کے لئے ہے۔

مدینہ سے نکلتے وقت حسینؑ ابن علیؑ نے یہ وصیت نامہ لکھ کر اپنے بھائی محمد حنفیہ کو دیا اور اس کے بعد قبر نبیؐ کی طرف گئے۔

کربلا کا واقعہ حادثاتی واقعہ نہیں۔ میرا یہ جملہ تمہارے ذہنوں میں محفوظ رہے جب حسینؑ پیدا ہوئے تھے تو جبریلؑ امین نے کربلا کی مٹی لاکر رسولؐ کو دی تھی۔ اور کتابوں کے اندر یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

جب تحریر لکھ کر دے دی تو نانا کی قبر مطہرہ پر وداع کرنے کے لئے آئے دونوں ہاتھ قبر رسول پر رکھے اور کہا:

السلام علیک یا جدا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔

نانا آپ پر میرا سلام ہو۔ اللہ کے رسولؐ آپ پر میرا سلام ہو۔ پہلے نانا پھر رسول۔

اس کے بعد کہنے لگے: نانا مجھے اپنے پاس قبر میں بلالو۔ ایک دعا مانگی کہ میرے مالک تو جانتا ہے کہ میں نے کس مقصد کو قبول کیا ہے۔ تو میرے مالک مجھے وہ عطا کر جس میں تیری اور تیرے رسولؐ کی رضا ہو۔ یہ کہہ کے کچھ دیر کے لئے حسینؑ غنودگی میں چلے گئے۔ خواب میں نانا کو دیکھا۔ رسولؐ نے نواسے کو سینے سے لگایا۔ کہا: نانا مجھے اپنے پاس بلالو۔ کہا: حسینؑ کیا تو وعدہ بھول گیا۔ یہ سننا تھا کہ آنکھیں کھلیں اور بے اختیار کہا۔

اناللہ و انا الیہ راجعون۔ رضاً بقضائہ و تسلیماً لامرہ۔

نانا سے رخصت ہوئے بھائی کی قبر پر آئے بھائی کو سلام کیا۔ بھائی سے اجازت لی۔

دیکھو واقعہ کربلا کے راوی موجود ہیں۔ حسینؑ جیسا شہزادہ اس کے تو قدم قدم کی رپورٹنگ ہے تاریخوں میں۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں دیکھ رہا تھا کہ جب نانا کی قبر کی طرف حسینؑ جا رہے تھے تو ایسے جما جما کر قدم رکھ رہے تھے جیسے کوئی دین و دنیا کا بادشاہ جا رہا ہو اور جب نانا سے رخصت ہو کر حسینؑ بھائی کی قبر پر آئے ہیں تو ایسے جما جما کر قدم رکھے ہیں کہ جیسے کوئی کوہ وقار جا رہا ہو۔

لیکن جب بھائی سے رخصت ہو کر ماں کی قبر کی طرف گئے ہیں تو ایسے دوڑے جیسے کوئی چھوٹا بچہ دوڑتا ہے۔ قبر پہ جا کے کہا:

السلام علیک یا اماہ، السلام علیک یا اماہ۔

اماں آپ کو میرا سلام ہو۔

اماں آپ کو میرا سلام ہو۔ سننے والا کہتا ہے ایک دفعہ قبر سے آواز آئی:

السلام علیک یا غریب الام۔ اے ماں کے پیارے بچے تجھے بھی ماں کا سلام پہنچے۔

ماں کی قبر سے رخصت ہوئے، بھائی کی قبر سے رخصت ہوئے، یہ ہے حسینؑ کی حالت پوری رات قبروں پر جاتے رہے۔

اچھا اب یہ بتاؤ کہ حسینؑ کی بہن زینبؑ گھر میں کیا کر رہی ہو گی۔

حضرت عروہ ابن مسعود غفاریؓ صحابی رسولؐ ہیں۔ گراں گوش تھے۔ کانوں میں آواز نہیں جاتی تھی۔ علم رجال کی کتابوں میں یہ جملہ ہے "**کان لایسمع رعد**" اتنے گراں گوش تھے کہ بادلوں کے گھڑ گھڑانے کی آواز بھی ان کے کانوں میں نہیں جاتی تھی۔ سفر والی رات، آدھی رات ایک مرتبہ گھبرا کے اٹھے اور اپنی بیوی سے کہنے لگے۔ میں تو بادلوں کی گھڑ گھڑاہٹ بھی نہیں سنتا یہ کن بیبیوں کے رونے کی آواز ہے۔

زوجہ نے کہا: ارے کیا پوچھ رہے ہو یہ محمدؐ کی نواسیاں رو رہی ہیں۔ یہ فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں رو رہی ہیں۔

سورج طلوع ہوا سامان سفر تیار ہوا۔ بیبیاں سوار ہوئیں۔ قافلہ چلا۔ ۲۸ رجب کو چلے تھے۔ تین شعبان کو مکہ پہنچے۔ ۸ ذالحجہ کو حج کو عمرہ سے بدلا۔ چلے۔ دو محرم کی تاریخ آ گئی۔ یہ قافلہ جا رہا ہے۔ چلتے چلتے ایک مرتبہ حسینؑ کے گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا۔ کہا: دوسری سواری لاؤ۔ دوسرا گھوڑا آیا۔ سوار ہوئے۔ نہیں چلا۔ مقتل کی ذمہ داریوں سے یہ جملہ عرض کر رہا ہوں کہا: اور سواری لاؤ۔ سواریوں نے چلنے سے انکار کیا۔ کہا: اہل قریہ کو تو بلاؤ۔ وہ دور جو گاؤں نظر آ رہا ہے۔

بنی اسد آئے پوچھا: اس جگہ کا نام کیا ہے؟

کسی نے کہا: **یقال لها غاذریه**۔ اس کا نام غاذریہ ہے۔

کہا: اور کوئی نام؟ کہا: **یقال لها نینوا** اسے نینوا کہتے ہیں۔

کہا: اور کوئی نام؟ کہا یقال لها ماریه۔ اسے ماریہ کہتے ہیں۔
کہا: کوئی اور نام؟ ایک بوڑھا بولا: یقال لها کربلا۔
اسے کربلا کہتے ہیں۔
مولا ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ یہ زمین، کسی نبی اور کسی وصی نبی کوراس نہیں آئی۔ اس لئے جتنی جلدی ہو سکے یہ زمین چھوڑ دیں۔
بس یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ آواز دی واللہ هذه ارض كرب و بلا۔ یہ کرب و ابتلاء کی جگہ ہے۔ یہاں ہماری سواریاں ٹھہرا دی جائیں گی یہاں ہمارے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے جائیں گے اور یہاں ہمارے اہل حرم اسیر کر دیئے جائیں گے۔ عباسؑ خیمے لگاؤ۔
دو(۲) محرم کو خیمے لگے تھے اور شام غریباں میں جلے تھے۔ وہ خیموں کے لگنے کا دن تھا اور یہ خیموں کے جلنے کی شام۔ ۳ محرم کو فوجیں آنے لگیں۔ ۴ محرم کو پسر سعد فوجیں لے کر آیا۔ ۵ محرم کو شمر کی فوج کے دستے آئے۔ چھ محرم کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ ۷ محرم کو پانی بند کیا گیا۔ نو محرم کو حملہ کر دیا گیا۔ ایک رات کی مہلت لی۔ حسینؑ نے کہا: بھیا عباسؑ جاؤ کہو ہمیں ایک رات عبادت کی مہلت دے دو۔ سب کو معلوم ہے کہ حسینؑ کو عبادت کا بڑا شوق ہے۔ ایک رات کی مہلت لی نہیں بلکہ ایک رات کی مہلت دی کہ جو حر ہو وہ آ جائے۔
رات گزری حسینؑ کے قافلے میں دو مؤذن تھے۔ ایک حجاج ابن مسروق جعفی۔ جو راستہ بھر حسینؑ کے قافلے میں نمازوں کی اذانیں دیتا آیا اور ایک وہ موذن تھا جسے قریب بلا کر کہا: بیٹے علی اکبرؑ ذرا صبح کی اذان تو دے دو
اکبرؑ نے اللہ اکبر کہا۔ سب بیبیوں نے بال کھولے کہ پروردگار اس آواز کو باقی رکھ۔
عاشور کا دن شروع ہوا ہے علی اکبرؑ کی اذان سے اور ختم ہوا ہے حسینؑ کے

سجدے پر۔

نماز ہوئی۔ ایک مرتبہ عمر سعد نے لشکر کے آگے آ کر کہا: لشکر والو! گواہ رہنا کہ پہلا تیر خیام حسینی کی طرف میں پھینک رہا ہوں۔

ادھر پسر سعد نے تیر پھینکا اور ادھر چار ہزار تیر اندازوں نے تیر پھینکے۔ آدھی فوج حسینؑ کی اسی وقت شہید ہوگئی اور اب ایک گیا۔ دوسرا گیا، تیسرا گیا، چوتھا گیا اور حسینؑ کا کام یہ کہ جب کوئی آواز دیتا ہے کہ فرزند رسولؐ میری مدد کو آیئے۔ تو حسینؑ گھوڑے کو بھگاتے ہوئے لے جاتے ہیں اور رک کر ایک ہاتھ میں لگام ہے اور ایک ہاتھ سے لاشے کو اٹھاتے ہیں اور اس حال میں خیمے تک لاتے ہیں۔

تم نے بوڑھے شیر کی شان دیکھی دیکھو یہ مذاق نہیں ہے جو میں تمہیں سنا رہا ہوں۔ یہ کربلا کا document ہے، یہ کربلا کی دستاویز ہے، اٹھاون برس کا حسینؑ جس کسی نے آواز دی گھوڑے کو بھگاتا ہوا گیا۔ ایک ہاتھ میں لگام ہے ایک ہاتھ سے لاشے کو اٹھا کر لا رہا ہے لیکن وہی حسینؑ جب بیٹے نے آخری سلام کیا تو گھٹنوں کے بل جا رہا ہے۔ یا علیؑ یا علیؑ۔

لاشے لائے خیمے میں رکھے۔ چھ مہینے کے بچے کی لاش کے لئے اپنی تلوار سے قبر کھودی۔ لاش دفن کی۔ اور اب رخصت آخر کے لئے خیمے میں آئے اور آواز دی:

یا زینبؑ، یا رقیہؑ، یا سکینہؑ علیکن منی السلام۔

ساری بیبیوں کو رخصت کیا۔ جب سلام کر کے حسینؑ باہر نکل رہے تھے تو ماں کی کنیز فضہ خیمے کا پردہ اٹھائے کھڑی تھی۔ رک گئے اور کہا: اماں فضہ تجھے بھی میرا آخری سلام ہو۔

یہ کہہ کے رکے اور کہا: اماں فضہ میں کون ہوں۔ کہا: تم رسولؐ کے وارث ہو۔ تم امام وقت ہو۔ کہا: میرا کوئی حق ہے تمہارے اوپر؟ کہا: حسینؑ تمہیں میں نے اپنی گودیوں میں کھلایا ہے۔ تمہارا وہی حق ہے جو ایک بیٹے کا اس کی ماں پر ہوتا ہے۔ تو

ایک مرتبہ اپنا منہ فضہ کے کان کے قریب لے گئے اور آہستہ سے کہا: اب میں واپس نہیں آؤں گا میری بچی کا خیال رکھنا۔

خدا حافظ کہہ کے باہر نکلے۔ تلوار نکال کر فوج یزید پر حملہ کیا۔ یہ کہتے جاتے تھے: اب بھوکے کی جنگ دیکھو اب پیاسے کی جنگ دیکھو اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بھائی مارا گیا۔ اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بیٹا مارا گیا۔ اب اس کی جنگ دیکھو جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے ننھے مجاہد کی قبر کھودی ہے۔

فوجیں دور دور بھاگ گئیں۔ اور حسینؑ للکار رہے تھے۔ قریب آؤ۔ قریب آؤ۔

ایک دفعہ فضا سے آواز آئی: بیٹے کب تک جنگ کرے گا؟ بس یہ سننا تھا کہ تلوار کو نیام میں رکھا اور آواز دی۔

یا ایتہا النفس المطئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیه۔

فادخلی فی عبادی۔ وادخلی جنتی۔

اور اب سر جھکا کر ذوالجناح پر بیٹھ گئے۔ بھاگی ہوئی فوجیں پلٹیں۔ کہیں سے تیر آئے کہیں سے تلواریں آئیں کہیں سے نیزے آئے کہیں سے پتھر آئے کہیں سے لاٹھیاں آئیں۔ میرا مولا زخمی ہوتا چلا۔

میں نے تمہیں بہت زحمت دی مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ شکریہ وہ بی بی ادا کرے گی جس نے چکی پیس پیس کے

میرے مولا نے ذوالجناح کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور کہا: ذوالجناح دیکھ میرا اکبرؑ کہاں ہے وہیں پر مجھے اتار دے۔ حسینؑ ذوالجناح سے زمین پہ آئے۔ لشکر میں شادیانے بج رہے تھے کہ اتنے میں علیؑ کی بیٹی آستینوں کو چڑھاتی ہوئی خیمے سے باہر آئی۔ تلوار والوں کو ہٹایا۔ علیؑ کی بیٹی آرہی ہے راستہ چھوڑ دو۔ نیزوں والوں کو ہٹایا شادیانے بجانے والوں کو ہٹایا۔ علیؑ کی بیٹی آرہی ہے راستہ دو۔

شہزادی زینبؑ اس وقت پہنچیں جب حسینؑ سجدہ آخر میں تھے۔ جملہ سنو گے؟

جب حسینؑ خیمے سے چلے تھے۔ سر پر رسولؐ کا عمامہ۔ جسم پر رسولؐ کی عبا۔ بغل میں ذوالفقار حمائل کئے اور اب جو زینبؑ نے نشیب میں بھائی کو دیکھا تو کہا:

أ انت اخی؟ کیا تو ہی میرا بھائی ہے؟

دنیا کے سارے مرثیے نثار ہو جائیں ''أ انت اخی'' کیا تو ہی میرا بھائی ہے۔

ارے انیس سو ہیں زخم تن پاش پاش پر۔

حسینؑ نے آنکھیں کھولیں اور اشارہ کیا کہ بہن ابھی میں زندہ ہوں واپس جاؤ۔ مقتل کے الفاظ ہیں آنکھوں سے اشارہ کیا۔ بی بی پلٹیں۔

حکم امام تھا نا۔ بی بی پلٹ گئیں اور اب خیمے میں پاؤں رکھنا چاہتی ہیں کہ سیاہ آندھیاں چلنے لگیں۔ فرات کا پانی اچھلنے لگا۔ شور کی آوازیں بلند ہوئیں۔ کہیں سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں۔ ایک مرتبہ سجادؑ کو اٹھایا۔ بیٹا یہ شور کیا ہے۔ ذرا اٹھ کے دیکھ۔ اب جو سجادؑ نے پردہ اٹھایا نوکِ نیزہ پر نظر پڑی۔ السلام علیک یا ابا عبداللہ۔

میری تقریر ختم ہو رہی ہے۔ حسینؑ شہید ہوئے۔ سر نوکِ نیزہ پر آیا اور اب وہ شام ہے جو غریبوں کی شام ہے۔ کچلے ہوئے لاشوں کی شام ہے۔ کٹے ہوئے سروں کی شام ہے۔ بہتے ہوئے لہو کی شام ہے۔ چھینی ہوئی چادروں کی شام ہے۔

شام غریباں آ گئی۔ خیمے جل گئے چادریں چھین لی گئیں۔ اسباب لوٹا جا چکا۔ شامِ غریباں آئی اور وہ بچی جو باپ کے سینے پر سونے کی عادی تھی یہ کہتی ہوئی چلی: بابا مجھے نیند آ رہی ہے۔ مجھے اپنے سینے پر سلا لو۔

سر کٹے لاشوں میں آسان نہیں ہے کسی کا پہچان لینا کہ کون لاشہ کس کا ہے۔ بچی اندھیرے میں ڈھونڈتی پھر رہی ہے۔ کہ مجھے نیند آ رہی ہے بابا۔ مجھے سلا لو بابا۔ اتنے میں ایک کٹے ہوئے گلے سے آواز آئی۔ الیَّ الیَّ یا بنیَّ۔ بیٹی میرے پاس آ جا۔

تم نے گریہ کیا، مجلس تمام ہوگئی لیکن کیوں کہ شامِ غریباں ہے۔ اسے ختم ہونا ہے سکینہ کی پیاس کے تذکرے پر۔ میں نے یہ کیا کہہ دیا؟

حسینؑ پیاسے تھے۔ جب شہید ہوگئے پیاس ختم ہوگئی۔ عباسؑ پیاسے تھے جب شہید ہوگئے پیاس ختم ہوگئی۔ اکبرؑ پیاسے تھے جب شہید ہوگئے پیاس ختم ہوگئی۔ لیکن یہ بچی کب تک پیاسی رہی کچھ نہیں معلوم۔

شہزادی زینبؑ بچی کو لے کر آئیں۔ جلے ہوئے خیمے میں لٹایا جب پانی آیا تو کندھا ہلایا: بیٹی سکینہؑ اٹھو پانی آ گیا۔ ایک مرتبہ بچی آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی۔ طشت سے پانی لیا۔ بچی کو دیا۔ کہا: پھوپھی اماں پہلے آپ پیئیں۔ کہا نہیں تو چھوٹی ہے چھوٹوں کو پہلے پینا چاہیے۔ بس یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ کوزہ لیا اور خیمے سے باہر چلیں۔ زینب نے کہا: کہاں جا رہی ہو؟ کہا! پھوپھی اماں میرا بھائی مجھ سے چھوٹا ہے اس کے لئے پانی لے کر جا رہی ہوں۔

الا و لعنة اللّٰه علی قوم الظالمین

وسیعلمون ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چہلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۭ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۭ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۭ

یہ حسینؑ کی مجلس، یہ گریہ اور یہ ماتم ہماری پہچان ہے۔ یہ اجتماعات ہمارا تشخص ہیں۔ ماضی سے لے کر حال تک ہم نے مجلس حسینؑ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم نواسہ رسولؐ کا غم نہ منائیں؟ ہم نے اقتدار کی لٹکتی ہوئی تلواروں میں بھی حسینؑ کے غم کو تازہ رکھا۔ ہم نے دیواروں میں چنے جانے کے باوجود بھی اپنے ہاتھوں کو اپنے سینوں پر مارا۔

اس ماتم کو کبھی فراموش نہ کرنا۔ کیونکہ جب تم ماتم کرتے ہو تو چوٹ یزید کے سینے پر لگتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ فرشِ عزا کسی سیاسی جماعت کا فرش نہیں ہے۔ میں نے ہمیشہ اپنے سننے والوں کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ یہ صابروں کا فرش ہے، یہ مظلوموں کا فرش ہے، یہ امن کا فرش ہے، یہ عافیت کا فرش ہے۔ یہاں توڑنے والے جمع نہیں ہوتے۔ یہاں جوڑنے والے جمع ہوتے ہیں۔

یہ تخریب کاروں کا اجتماع نہیں ہے یہ امن و انسانیت کے علمبرداروں کا اجتماع ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہماری نظر میں ہر طبقہ، ہر فرقہ احترام کرنے کے قابل ہے اس لیے کہ اس کے سرچشمے قرآن اور اسلام سے نکلتے ہیں۔ ہر فرقے کا سرچشمہ اسلام ہے اس لیے ہماری نظر میں ہر مسلک قابل احترام ہے اور میرا یہ جملہ

میرے سننے والوں کے ذہنوں میں محفوظ ہوجائے کہ ہماری قومی پالیسی کے فقط دو نعرے ہیں۔ پہلا نعرہ، جیو اور جینے دو۔ اور دوسرا نعرہ، مثبت غیر جانبداری، یعنی ہم کسی کے ساتھ نہیں ہیں۔ ہم فقط حسینؑ ابن علیؑ کے ساتھ ہیں۔ میں بہت زیادہ ان لمحوں میں اپنے سننے والوں کو روکنا نہیں چاہ رہا ہوں۔ ہم کسی کے ساتھ نہیں ہم فقط حسین ابن علیؑ کے ساتھ ہیں۔

دنیا کا وطیرہ تو یہ ہے کہ ایک سیاسی رہنما آج کسی پارٹی میں کل کسی پارٹی میں یعنی ہفتوں میں سیاسی وفاداریاں بدل جاتی ہیں۔ لیکن ہم نے کبھی اپنی وفاداری تبدیل نہیں کی۔ ہم نے غدیر میں جس پارٹی کو Join کیا تھا قیامت تک اس کے ساتھ جائیں گے۔ ہم غیرت انسانی کے امین ہیں۔ دنیا کی کوئی بڑی طاقت ہو، کان کھول کے سن لے ہم کسی کے دشمن نہیں لیکن اگر ہمیں ستایا گیا تو کہیں وہ نہ ہو جائے جسے نہیں

ہونا چاہیے۔

اچھا انسان، اچھی قوم اور اچھا معاشرہ فقط تین بنیادیں ہیں۔ جنہیں قرآن کے سورۂ والیل میں ارشاد فرمایا: ۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جو عطا کرے، بخل نہ کرے۔ فاما من اعطیٰ و اتقیo و صدق بالحسنیٰo فسینسرہ للیسریٰ۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جو عطا کرے، بخل نہ کرے۔ جو تقویٰ اختیار کرے فسق و فجور نہ کرے۔ جو نیکیوں کی تصدیق کرے برائیوں کی تصدیق نہ کرے ہم اسے قیامت میں جنت عطا کریں گے۔ تو عطا، تقویٰ، نیکیوں کی تصدیق، یہی تین بنیادی عناصر ہیں کسی معاشرے کے اچھا ہونے کے۔

اگر میرے سننے والے میرے ان جملوں کو ذہن میں محفوظ رکھ سکیں تو تقویٰ اتنا اہم ہے کہ قرآن مجید کا سورہ بقرہ آلمo ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدیٰ للمتقینo یہ کتاب فاسقوں کے لیے ہدایت نہیں ہے۔ متقیوں کے لیے ہدایت ہے، یہ صاحبانِ تقویٰ کے لیے ہدایت ہے۔ اور اب سورہ بقرہ نے آواز دی۔

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ ہم نے روزے کو اس لیے واجب کیا کہ تم متقی بن جاؤ۔ کتاب ہدایت ہے متقین کے لیے۔(سورہ البقرۃ:۱۸۳)

دیکھ رہے ہو کہ تقوے کی شان کیا ہے؟ اور اب آواز دی کہ ہم اعمال صالحہ کو کس سے قبول کریں گے۔

انما یتقبل اللّٰہ من المتقین (سورہ مائدہ آیت ۲۷) نمازیں متقین سے قبول کریں گے، روزے متقین سے قبول کریں گے، حج متقین سے قبول کریں گے۔

متقی کے مقابلے میں فاسق ہے اور فاسق کے مقابلے میں متقی ہے۔متقی کی نماز قبول ہوگی فاسق کی نہیں ہوگی، متقی کا روزہ قبول ہوگا فاسق کا نہیں ہوگا۔ اعمال قبول ہوں گے متقی کے، فاسق کے نہیں۔ یہی سبب ہے کہ پوری تاریخ اسلام میں امیر المومنین بنتے بگڑتے رہے۔لیکن امام المتقین علی کے علاوہ کوئی نہیں رہا۔

سمجھ رہے ہو تقویٰ کو؟ آج بڑے different طریقے سے بات کر رہا ہوں۔

قرآن ہدایت ہے متقیوں کے لیے۔نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمہارے تقوے میں اضافہ کرتے ہیں۔تمہارے تقوے کو develope کرنے کے لیے ہم نے ان تمام چیزوں کو تم پر واجب کیا۔ ہم قبول کریں گے اس صورت میں تمہارے اعمال کو جب تمہارے پاس تقویٰ ہو۔ اور اب سورۂ اعراف (آیت ۹۶) نے آواز دی۔

ولو ان اھل القری آمنوا و اتقوا لفتحنا علیھم برکٰتٍ من السماءِ والارض۔

اگر شہر والے تقویٰ اختیار کریں تو ہم برکتوں کے دروازے کھول دیں۔ آسمانوں کے دروازے بھی کھل جائیں اور زمین کے دروازے بھی کھل جائیں۔ اگر متقی ہو، تقویٰ رکھتے ہو تو برکتیں بھی ہوں گی رزق بھی ملے گا۔

متقی ہونے پر پانی ملے گا، متقی ہونے پر مہنگائی کم ہوگی، متقی ہونے پر قتل بند

ہوں گے، متقی ہونے پر امن و امان ہوگا۔

یہ ملک خداداد جہاں کبھی امن تھا، رزق تھا، آج رزق کی بھی پریشانی ہے، امن کی بھی پریشانی ہے، پانی کی بھی پریشانی ہے۔ تو اب سمجھ میں آیا کہ صاحب اقتدار سے لے کر عوام تک کوئی متقی نہیں ہے۔ نہ چھوٹا وزیر متقی ہے نہ بڑا وزیر متقی ہے اور میں نے بار بار اپنے سننے والے سے کہا ہے کہ بڑی بڑی کرسیوں پر بیٹھنے والے چھوٹے لوگ ان میں سے کوئی متقی نہیں ہے۔ یہ کوئی طنز نہیں ہے، یہ کوئی جھگڑا نہیں ہے میں کبھی طنز کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ یہ تو میں ان خاکی حکمرانوں کو سمجھا رہا ہوں جن تک حق کا پیغام نہیں پہنچ پاتا۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات

تو تقویٰ اختیار کرو پانی کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ تقویٰ اختیار کرو سرحدوں کا

مسئلہ حل ہوجائے گا۔ تقویٰ اختیار کرو پڑوسی ملک سے جو خوف ہے دور ہوجائے گا۔

بنیادی مسئلے پوری دنیا کے دو ہیں۔ ذرا آیت کے سائے میں ان مسئلوں کو دیکھتے جاؤ۔ جب سے انسان دنیا میں آیا ہے جب سے دو مسئلے ہیں۔ ایک مسئلہ ہے بھوک کا دوسرا خوف کا۔

ایک بڑی طاقت کا وزیراعظم کہہ رہا تھا کہ ہم نے روٹی کا مسئلہ حل کردیا تو اب اللہ کا انتقام دیکھو کہ وہ طاقت ٹوٹی ہی روٹی کے مسئلہ پر۔

تو دو بنیادی مسئلے ہیں۔ بھوک اور خوف۔ سورہ نحل (آیت ۱۱۲)

وضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ۔ یا تیھا رزقھا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع و الخوف بما کانوا یصنعونO

اللہ تمہارے سامنے اس بستی کی مثال بیان کرتا ہے۔ اس شہر میں امن بھی تھا اور اطمینان بھی تھا۔ ان دونوں لفظوں میں فرق کیا ہے؟ اس کا مطلب کیا ہے؟ اگر

دونوں کا مطلب ایک ہی ہوتا تو دونوں کو کہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں ان کا مطلب۔ امن سڑکوں کا، اطمینان گھر کا۔

یاتیها رزقها رغدا من کل مکان۔ اس شہر میں ساری دنیا سے رزق کھنچ کر آ رہا تھا۔ امن بھی تھا، اطمینان بھی تھا، رزق بھی تھا۔ یہی چیزیں تو چاہئیں ایک مثالی معاشرے کے لیے۔ ایک مثالی بستی کے لیے کافی ہے کہ گھر میں اطمینان ہو، باہر امن ہو اور گھر میں شکم بھرنے کے لیے رزق موجود ہو۔

تو اس بستی میں امن بھی تھا، اطمینان بھی تھا، رزق بھی وافر مقدار میں موجود تھا۔

فکفرت بانعم اللّٰه۔ اس بستی کے رہنے والوں نے اس کی نعمت کا کفران کیا تو اللہ نے انہیں خوف اور بھوک میں مبتلا کر دیا۔

بما کانوا یصنعون۔ یہ ان کے کرتوت کا نتیجہ تھا۔ تو اگر کفرانِ نعمت کرو۔ نعمت کو ٹھکرا دو، تو دو عذاب آتے ہیں۔ بھوک کا عذاب اور خوف کا عذاب۔

اب وہ نعمت کیا تھی جس کے ٹھکرانے سے یہ دونوں عذاب آ گئے؟ .... اس کے فوراً بعد کی آیت۔

ولقد جآءَ هم رسول منهم فکذبوه فاخذ هم العذاب وهم ظالمون۔

ہم نے رسولؐ بھیجا اور انہوں نے ٹھکرا دیا۔ (والنحل ۱۱۳)

مہنگائی کیا ہے؟ بھوک کا عذاب ہے، چیزوں کا نہ ملنا کیا ہے؟ بھوک کا عذاب ہے۔ کسی چیز کا کم ہو جانا، مارکیٹ میں نہ ملنا یہ کیا ہے؟ بھوک کا عذاب ہے....

اور خوف کا عذاب کیا ہے؟ پڑوسی کو پڑوسی سے خوف ہے، رشتے دار کو رشتے دار سے خوف ہے۔ ایک فرقے کو دوسرے فرقے سے خوف ہے، ایک قوم کو دوسری قوم سے خوف ہے، ایک ملک کو دوسرے ملک سے خوف ہے، ایک طاقت کو دوسری طاقت سے خوف ہے۔ ایک فنا کو دوسری فنا سے خوف ہے۔

بھی یہ میزائلوں کے دور میں گفتگو ہو رہی ہے تو تم خوف میں زندگی گزار رہے ہو، تم بھوک میں زندگی گزار رہے ہو۔ اور اللہ یہ کہہ چکا ہے کہ اگر تم نعمت کو ٹھکراؤ گے تو ہم خوف اور بھوک کا عذاب نازل کر دیں گے۔ تو پوری دنیا کے بین الاقوامی مسئلے دو ہیں ایک جوع یعنی بھوک اور دوسرا خوف۔ اللہ نے اس کے دور کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیمo لایلف قریشo الفھم رحلۃ الشتاءِ و الصیفo فلیعبدوا رب ھذا البیتo الذی اطعمھم من جوعo و آمنھم من خوفo اللہ کی عبادت کرو تمہارے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا، تمہاری بھوک کو سیری سے بدل دے گا۔ اسی کا نام تو تقویٰ ہے۔

تو جہاں بھوک کا عذاب ہے وہاں کفرانِ نعمت ہے۔ جہاں خوف کا عذاب ہے وہاں کفرانِ نعمت ہے۔ تمہارے ملک میں بھوک کا عذاب بھی ہے اور خوف کا عذاب بھی ہے تو کوئی نعمت ٹھکرا رہے ہونا! تو اس نعمت کو قرآن نے کہا ہے۔

لقد جآء کم رسول منھم۔ ہم نے محمدؐ کو بھیجا انہوں نے ٹھکرا دیا۔

تو محمدؐ کو ٹھکرانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسالت کو نہ مانا جائے۔ ٹھکرانے کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے کے باوجود کہیں کہ ہم جیسا۔ تو میرا محمدؐ سورہ نحل کی آیات ۱۱۳۔۱۱۲ کی روشنی میں نعمت ہے اور اب سورۂ آلِ عمران نے آواز دی۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الاّ وانتم مسلمونo و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا والذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلو بکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذ کم منھا کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تھتدون۔ (آیت ۱۰۲۔۱۰۳)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو جو حق ہے تقویٰ اختیار کرنے کا اور اے

ایمان والو! جب مرو تو اسلام پر مرو یعنی کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں ہے اسلام پر مرنا ضروری ہے۔

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا اللہ کی رسی کو تقویٰ اختیار کرنے کے بعد مضبوطی سے تھامے رکھو۔

"ولا تفرقوا" فرقوں میں نہ بٹ جاؤ۔

والذکروا نعمت اللّٰہ علیکم۔ (اب میرے نبی کی قوت کو دیکھو)۔ اس نعمت کو یاد کرو۔

اذ کنتم اعداً تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تمہاری تلواریں ایک دوسرے کے لیے کھنچی ہوئی تھیں؟ تم ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

فاصبحتم بنعمته اخوانا وہ نعمت آئی اور تمہاری دشمنیوں کو اس نعمت نے دوستیوں میں بدل دیا بھائی چارے میں بدل دیا۔ اس نعمت نے تمہیں بھائی بنا دیا۔

پوری تاریخ انسانیت میں محمدؐ نے پہلی اور آخری مرتبہ امت کو بھائی بنایا ہے۔ عجیب مرحلۂ فکر ہے کہ میرا نبی آیا تھا امت کو بھائی بنانے کے لیے۔ یہ مسلمانوں میں دشمن اور قاتل کہاں سے پیدا ہو گئے؟

اذ کنتم اعداً فالف بین قلوبکم فاصبحقم بنعمته اخوانا۔ یاد کرو کہ ہم نے محمدؐ جیسی نعمت تمہارے پاس بھیجی اور اس نعمت نے تمہاری دشمنیوں کو دوستیوں میں بدل دیا۔

فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ کل تک دشمن تھے، محمدؐ کے آنے کے بعد بھائی بن گئے۔ تو محمدؐ آیا ہے بھائی بنانے کے لیے۔ یہی سبب ہے کہ ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنا دیا۔

یہ تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے۔ رسولؐ نے مزاج دیکھا، رسولؐ نے سیرت دیکھی، رسولؐ نے مستقبل کے منصوبے دیکھے، رسولؐ نے کیفیتیں دیکھیں اور جو جس

سے ملتا جلتا تھا اسے اس کا بھائی بناتے ہوئے آگے بڑھے۔ نام تاریخ میں دیکھنا۔ نام میرا مسئلہ نہیں ہیں، تمام صحابیوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا، آخری صحابی کو بھی ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔

اب رسولؐ نے مسجد کی دیوار کی طرف دیکھا تو علیؑ کو اس سے ٹیک لگائے ہوئے پایا، آنکھوں میں آنسو تھے۔ پیغمبر تیزی سے علیؑ کے پاس پہنچے۔ دونوں ہاتھ علیؑ کے کندھے پر رکھے اور فرمایا **ماذا یبکیک یاعلیؑ**؟ علیؑ تیرے رونے کا سبب کیا ہے؟ عرض کی: یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے صحابیوں میں سے ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ یہ سننا تھا کہ رسولؐ مسکرائے، کہنے لگے: اے علیؑ اگر تو بھی صحابی ہوتا تو میں تجھے بھی کسی صحابی کا بھائی بنا دیتا لیکن یا علیؑ تو صحابی نہیں ہے تو میرا بھائی ہے دنیا میں بھی، آخرت میں بھی۔

یا علی انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ۔ یعنی سارے رشتے دنیا میں ٹوٹ جائیں گے لیکن یہ ایک رشتہ ہے بھائی کا جو آخرت تک جائے گا۔

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم (مومنون۔ ۱۰۱) جب صور پھونکا جائے گا تو دنیا کے تمام خونی رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ نہ کوئی بہن ہوگی نہ کوئی بھائی ہوگا۔ ماں ہوگی نہ کوئی باپ ہوگا، بس دو بھائی میدان میں اکیلے کھڑے ہوں گے۔

اب استدلال دوں گا اور وہ استدلال اس قابل ہوگا کہ اسے اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھو۔ کیونکہ میں بھی سنتے سنتے پریشان ہوگیا ہوں کہ رسولؐ ہم جیسا۔ کہنے لگے کہ رسولؐ ہم جیسا۔ جب میں نے کہا کہ تم جیسا کیسے تم نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی ہے؟

بھئی یہ کیا بات ہوئی کہ رسولؐ ہم جیسا! تو انہوں نے رسولؐ کو تھوڑا سا بڑھا دیا۔ کہنے لگے! ہم جیسا نہیں بلکہ ہمارا بڑا بھائی عجیب بات ہے زرِمبادلہ سے اس عقیدے کو امپورٹ کیا جارہا ہے۔ محمدؐ ہمارا بڑا بھائی اور میں نے جب تاریخ امت پر

نظر ڈالی تو میرا نبی یہ کہتا ہوا نظر آیا۔

یا علی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔

یا علیؑ دنیا اور آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔ اور کوئی میرا بھائی نہیں ہے۔

تو علیؑ محمدؐ کے چھوٹے بھائی۔ محمدؐ علیؑ کے بڑے بھائی۔ کسی اور کے بڑے بھائی نہیں ہیں وہ فقط علیؑ کے بڑے بھائی ہیں۔ جب وہ صحابہ کے بڑے بھائی نہ بنے تو عرب کے بدوؤں کے بڑے بھائی کیسے بن جائیں گے۔

علیؑ محمدؐ کے چھوٹے بھائی، محمدؐ علیؑ کے بڑے بھائی۔ تو جب میراث تقسیم ہوتی ہے تو بہن کو کم ملتا ہے، بھائی کو زیادہ ملتا ہے۔ اگر زوجہ اور بیٹا ہو تو زوجہ کو کم ملے گا بیٹے کو زیادہ ملے گا۔ اب کہاں تک فہرست گنواؤں پورا چارٹ ہے قرآن مجید میں کہ کس کو کتنا ملے گا۔ سب کے بارے میں ہے کہ بیٹے کو کتنا ملے گا۔ بیٹی، دادا، نانا، زوجہ کو کتنا ملے گا۔ یعنی زندگی بھر کمایا میں نے اور میرے مال کا وارث بنائے گا اللہ۔ اور دین اللہ کا اور وارث بنائیں گے آپ؟

عجیب مرحلۂ فکر ہے۔ تو قانونِ میراث میں برابر حصہ نہیں ہے۔ کسی کا کم ہے کسی کا زیادہ ہے۔ ایک مقام ہے جہاں وراثت برابر سے ملے گی۔ اگر دو بھائی ہوں تو میراث میں برابر کا حصہ ہوگا۔

محمدؐ و علیؑ دو بھائی ہیں اب کتاب کی وراثت میں برابر کا حصہ ہوگا یا نہیں؟

ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا۔ (فاطر۔۳۲) ہم نے کتاب کا وارث بنایا ہے کچھ مصطفٰی بندوں کو۔ تو اگر وارثت کتاب آگے جا رہی ہے اور اگر دو بھائی ہیں تو وراثتِ کتاب برابر سے ملے گی۔ محمدؐ کتاب لائے گا، علیؑ کتاب کی تفسیر کرے گا۔ تو دنیا میں دونوں بھائی برابر ہو گئے۔

محمدؐ و علیؑ دو بھائی ہیں، یعنی جتنا حق محمدؐ کو ہدایت کا ہے اتنا ہی علیؑ کو ہے۔ یہ بات میں بوڑھوں، نوجوانوں اور بچوں کو بھی سمجھانا چاہتا ہوں یہ نہیں کہا کہ اے علیؑ

تو صرف دنیا میں میرا بھائی ہے۔

یا علی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔ دنیا میں بھی بھائی ہے آخرت میں بھی بھائی ہے۔ یعنی دنیا میں اگر میرا رسولؐ کوئی کام کرے تو اس میں بھی Share ہے علیؑ کا اور اگر آخرت میں کوئی کام کرے تو اس میں بھی Share ہوگا علیؑ کا اور برابر کا حصہ ہوگا۔

تو دنیا میں تو کام ہے رسولؐ کا ہدایت، آخرت میں کام ہے رسولؐ کا شفاعت۔ اگر علیؑ ہدایت میں برابر ہے تو شفاعت میں بھی برابر ہے۔ تو جب بعدِ محمدؐ، محمدؐ جیسا ہی مل جائے تو ہمیں غیرِ محمدؐ کی طرف جانے کی ضرورت کیا ہے؟ میں اور واضح کردوں میرے محمدؐ کی دعا جو تم نے بہت سے خطباء بہت سے ذاکرین سے سنی ہے اور مجھ سے بھی کئی بار سنی ہے۔

واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً (سورہ بنی اسرائیل:۸۰) پروردگار اپنے پاس سے مددگار دے دے۔ مالک اپنے پاس سے میرا دوست اور طاقتور مددگار دیدے۔ تو محمدؐ نے مددگار مانگا تھا مدد نہیں مانگی تھی۔

قرآن مجید نے کہا: واذاخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ ط قال ء اقررتم واخذ تم علی ذالکم اصری ط قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انامعکم من الشّٰھدین (سورہ آل عمران آیت ۸۱)۔

اللہ نے نبیوں سے کہا: دیکھو میرے محمدؐ پر ایمان لاؤ۔ آدمؑ محمدؐ پر ایمان لاؤ۔ نوحؑ محمدؐ پر ایمان لاؤ۔ ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ محمدؐ پر ایمان لاؤ حکم ہے خدا کا۔ کیا امکان ہے کہ کوئی نبی انکار کر دے نہیں کرسکتا نا! آدمؑ میرے محمدؐ کا مومن۔ نوحؑ میرے محمدؐ کا مومن، موسیٰؑ، عیسیٰؑ یعنی سب نبی میرے محمدؐ کے مومن اور اب سورہ احزاب نے آواز دی۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم (آیت ٦)

نبی اور مومن میں یہ رشتہ ہے کہ نبی ہوگا مولا اور مومن ہوگا غلام۔ نبی مومنوں کا مولا ہے اور مومنین نبی کے غلام۔ تو آدمؑ میرے نبی کا مومن یعنی غلام اور نبی آدمؑ کا مولا جب سب نبیوں کا میرا نبی مولا ہے۔

تو مجھے کہنے دو کہ آدمؑ میرے نبی کا غلام، نوحؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، ابراہیمؑ میرے نبی کے غلام۔

اگر محمدؐ کھڑے ہوں اور وہ سب نبیوں سے پوچھیں کہ میں کس کا مولا ہوں، تو خدا کی قسم نوحؑ کہیں گے کہ میرا مولا، ابراہیمؑ کہیں گے کہ میرا مولا، موسیٰؑ کہیں گے کہ میرا مولا، عیسیٰؑ کہیں گے کہ میرا مولا۔ تو محمدؐ جس کا مولا فھٰذا علی مولا۔

یعنی جس کا میں مولا اس کا علیؑ مولا۔

آج تک یہ سمجھ رہے تھے کہ محمدؐ نے صرف ابوذرؓ اور سلمانؓ کا مولا بنایا تھا۔ نہیں اولوالعزم پیغمبروں کا مولا بنایا تھا غیور باپ کا غیور بیٹا علیؑ فضائل کے پیچھے نہیں جاتا فضائل اس کے پیچھے جاتے ہیں۔ کبھی بھی علیؑ فضائل کے پیچھے نہیں گیا۔ فضائل علیؑ کے پیچھے آئے۔ اب آپ یہ سوچ رہے ہوں گے میں نے یہ کیسے کہہ دیا؟ یعنی علیؑ چاہ رہے تھے کہ ولایت مجھے مل جائے؟ یا ولایت کی آیت چاہ رہی تھی کہ میں علیؑ کے پاس جاؤں؟

علی چاہ رہے تھے کہ "ھل اتی" کا سورہ میرے گھر میں آئے؟

یا "ھل اتیٰ" کا سورہ چاہ رہا تھا کہ میں علیؑ کے گھر میں جاؤں؟

علیؑ چاہ رہے تھے کہ خیبر کا علم مجھے مل جائے؟ یا خیبر کا علم چاہ رہا تھا کہ میں علیؑ کے ہاتھوں میں جاؤں؟

علیؑ چاہ رہے تھے کہ میں کعبہ میں پیدا ہوجاؤں ؟ یا کعبہ چاہ رہا تھا کہ علیؑ

میرے اندر پیدا ہوں؟
میں تو تمہارے محترم و معزز ذہنوں میں سوال بیدار کر رہا ہوں۔ اگر علیؑ روٹیاں دینے جائے مسکینوں اور یتیموں کے گھر پر تو علیؑ کو خواہش ہے کہ ''ھل اتی'' کا سورہ اس کے گھر آ جائے اور اگر مسکین اور یتیم علیؑ کے دروازے پر آ جائیں تو سورہ کی خواہش ہے کہ وہ علیؑ کے گھر میں چلا جائے۔
اصول سمجھ میں آ رہا ہے؟ اگر علیؑ انگوٹھی دینے سائل کے گھر پر جائے تو علیؑ کی خواہش ہے کہ ولایت مجھے مل جائے اور اگر سائل رکوع میں انگوٹھی لیلے تو پھر ولایت کی خواہش ہے کہ میں علیؑ کے پاس جاؤں۔ اگر علیؑ علم لینے خود خیبر میں جائے تو علیؑ کی تمنا ہے کہ علم اسے مل جائے اور اگر نادِ علیؑ پڑھ کر علیؑ کو بلایا جائے تو پھر علم کی تمنا ہے کہ علیؑ کے ہاتھ میں جائے۔ بات مکمل ہوگئی نا!
اب آخری سوال کر رہا ہوں علیؑ کی تمنا ہے کہ کعبے میں پیدا ہو جائے ؟ یا کعبے کی خواہش ہے کہ علیؑ میرے اندر پیدا ہو؟ اگر بنت اسد تالا کھول کر اندر جائے تو علیؑ کی تمنا ہے کہ میں کعبے میں پیدا ہوں اور اگر کعبہ خود دروازہ کھول دے تو کعبے کی تمنا ہے کہ علیؑ میرے اندر پیدا ہو ولایت اگر سمٹے تو ذاتِ علیؑ میں سمٹ جائے لیکن اگر پھیل جائے تو بارہویں تک جائے۔

ہر امام اپنے زمانے میں ولی اللہ ہے۔ علیؑ اپنے زمانے کے ولی اللہ، حسنؑ اپنے زمانے کے ولی اللہ، حسینؑ اپنے زمانے کے ولی اللہ خدا کی قسم طاقت دیکھو اب مصائب کے دو جملے کہوں گا۔
جب لٹا ہوا قافلہ یزید کے دربار میں آیا تم نے ایک جملہ سنا تو تمہاری آوازیں بلند ہوگئیں اور خدا کی قسم میں ابھی مصائب تک نہیں پہنچا۔ یہ ہے محبت آلِ محمدؐ کا معجزہ حسینؑ کے سر کو طشت میں رکھ کر یزید کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اس نے حسینؑ کے سر کو دیکھا اور ایک شعر پڑھا۔

لعبت ہاشم بالملک فلا
خبر جاء ولا وحی نزل

بنی ہاشم نے حکومت کرنے کے لیے ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ نہ تو کوئی وحی آئی نہ کوئی رسول۔

اس نے سید سجادؑ کے سامنے وحی کا انکار کر دیا، رسالت کا انکار کر دیا۔ اب امامت کا فریضہ یہ ہے کہ اسے رد کرے اور امام وہ جس کے گلے میں طوقِ خاردار ہے، جس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں، جس کے پیروں میں بیڑیاں ہیں اور یزید بھرے دربار میں کیا کہہ رہا ہے کہ کوئی رسولؐ نہیں سارا ڈھونگ ہے، کوئی وحی نہیں سارا ڈھونگ ہے۔ اب امام کیا کرے کہ یزید کا یہ جملہ رد ہو جائے؟ امام نے کہا: اے یزید مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں ان لکڑی کے تختوں پر بیٹھ کر کچھ کہوں؟

یزید یہ اجازت نہیں دینا چاہ رہا تھا لیکن اہلِ سلطنت نے، بڑے بڑے شہریوں نے کہا: اے یزید یہ قیدی تیرا کیا بگاڑ لے گا۔ اسے منبر پر جانے دے۔

اب جیسے میں اس منبر پر بیٹھ کر تقریر کر رہا ہوں تو اپنے داہنی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور بائیں طرف بھی دیکھ رہا ہوں۔ میرے ہاتھ بھی ہل رہے ہیں پاؤں بھی آزاد ہیں لیکن یہ تاریخ کا واحد خطیب ہے کہ گلے میں طوقِ خار دار ہے، پاؤں میں بیڑیاں ہیں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں۔ نہ پاؤں سے کام لے سکتا ہے نہ گلے سے کام لے سکتا ہے، نہ ہاتھوں سے کام لے سکتا ہے۔ یزید نے اجازت دی۔

میرا مولا گلے میں طوقِ خاردار لئے، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لیے اور پاؤں میں بیڑیاں لیے منبر پر آیا، اور کہنے لگے:

من عرفنی فقد عرفنی جو مجھے پہچانتا ہے۔ وہ تو پہچانتا ہے۔

"ولم یعرفنی فانا اعرفه" لیکن جو نہیں پہچانتا تو میں اپنے آپ کو پہچنواتا ہوں۔

"انا ابن مکة والمنی" مکے کو جانتے ہو؟ میں مکے کا بیٹا ہوں، مدینے کے

جانتے ہو؟ میں اس کا بیٹا ہوں۔
زم زم کو جانتے ہو؟ وہ میرا ہے۔ کوہ صفا کو جانتے ہو؟ وہ میرے گھر کا ہے۔
محمدؐ کو جانتے ہو؟ وہ میرا نانا تھا۔ حمزہؓ کو جانتے ہو وہ میرا چچا تھا۔
جعفر طیارؓ کو جانتے ہو؟ وہ میرا چچا تھا۔
فاطمہ زہراؑ کو جانتے ہو؟ وہ میری دادی تھی ایک دفعہ مجمع میں شور ہوا۔
ارے یہ محمدؐ کا نواسا بول رہا ہے۔ فاطمہ زہراؑ کا بیٹا بول رہا ہے۔
ایک ہنگامہ ہوا۔ یزید گھبرا گیا کہ کہیں انقلاب نہ ہو جائے۔ موذن کو حکم دیا کہ اذان دے۔ موذن نے اذان دی اور میرے امام نے دہرانی شروع کی۔ موذن کو کہنا پڑا۔

اشھدان محمد رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

امام نے رسول اللہ کے حق کا واسطہ دے کر موذن کو اذان سے روکا اور یزید سے کہا: یزید یہ بتا دے کہ اگر محمدؐ آج آجائیں تو تیرے ساتھ تخت پر بیٹھیں گے یا میرے ساتھ زمین پر۔

بس یہاں خلاصہ دوں گا اور بات آگے چلی جائے گی۔ یزید کے سرکاری موذن نے جب کہا: اشھد ان محمد رسول اللہ۔
میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں
یہ ہے سید سجادؑ کی امامت کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یزید کہہ رہا تھا کہ رسالت بھی ڈھونگ ہے اور وحی بھی ڈھونگ ہے اور اب اپنے سرکاری موذن سے کہلوا رہا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ تو رسولؐ بھی سچا اور وحی بھی سچی
یہ ہے کردارِ امامت۔ یزید گھبرا گیا اور کہا انہیں قید خانے میں لے جاؤ ... وہ خرابہ جس میں چھت نہیں تھی اور دیواریں اتنی چھوٹی کہ جب ناقہ سوار وہاں سے گزرتے تو بیبیوں کو دیکھا کرتے تھے، قیدیوں کو دیکھا کرتے تھے۔

دن گزرے، ہفتے گزرے، مہینے گزرے۔ ایک دن یزید نے خواب دیکھا، گھبرا کر اٹھا اور حجرے کے کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف یزید کی بیوی ہندہ نے بھی خواب دیکھا۔ یزید کی بیوی کو ہند بھی کہتے ہیں اور ہندہ بھی۔

میرے دوستو! آج سیدالشہداء کا چہلم ہے۔ کیا یہ حسینؑ کا پہلا چہلم ہے؟ سینکڑوں چہلم گزر گئے بات کیا ہے کہ حسینؑ کا چہلم منانے سے سیری نہیں ہوتی؟ بات صرف اتنی ہے کہ دوسرے اماموں کا جنازہ تو بڑی شان سے اٹھا تھا ان کا سوئم بھی منایا گیا ان کا چہلم بھی منایا گیا اور یہ وہ مظلوم ہے کہ جس کا پہلا چہلم جب آیا تو آلِ محمدؑ قید میں تھے۔

یزید کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ عماری آسمان سے اتری، اس کا پردہ کسی نے پلٹا اور اس میں سے کچھ بیبیاں برآمد ہوئیں ان بیبیوں کے درمیان ایک سیاہ پوش بی بی تھی جس کا شانہ ان دوسری بیبیوں نے تھاما ہوا تھا۔ وہ بی بی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے بڑے جلال کے عالم میں ہند کے سامنے آئی اور کہنے لگی: میرے حسینؑ نے تیرا کیا بگاڑا تھا؟

اس نے کہا: بی بی آپ ہیں کون؟ انہوں نے کہا: میرے بیٹے حسینؑ نے تیرا کیا بگاڑا تھا؟ ہندہ گھبرا گئی کہ فاطمہ زہراؑ خواب میں آئی ہیں۔ خواب سے بیدار ہوئی۔ یزید کو تلاش کرتی ہوئی چلی۔ ایک حجرے سے دوسرے حجرے میں دوسرے سے تیسرے میں۔

دیکھا کہ یزید ایک تاریک حجرے میں بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے سر پر ہاتھ مارتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے: حسینؑ نے میرا کیا بگاڑا تھا۔ حسینؑ نے میرا کیا بگاڑا تھا ہندہ نے یزید کی پیٹھ پر دونوں ہاتھ مارے اور کہنے لگی: سوتا کیوں نہیں؟ سنو گے یزید کا جملہ؟...... کہنے لگا: کیا سوؤں۔ جب بھی سونے کے لیے آنکھیں بند کرتا ہوں اللہ کے رسولؐ کا چہرہ سامنے آجاتا ہے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر کہتے ہیں کہ میرے بیٹے

حسینؑ نے تیرا کیا بگاڑا تھا۔ اگر جھگڑا تھا تو میرے بیٹے سے تھا یہ اس کی اولاد نے کیا تقصیر کی ہے۔

ہندہ نے کہا اچھا پھر آزاد کیوں نہیں کر دیتا؟ کہنے لگا: صبح ہونے دو اہل حرم کو آزاد کر دیں گے۔

صبح ہوئی۔ ایک قاصد آیا: سجادؑ تمہیں یزید نے بلایا ہے۔ شہزادی زینبؑ بھتیجے سے لپٹ گئیں: خدا معلوم کس لیے بلایا ہے۔ کہا: پھوپھی اماں تسلی رکھیں میں ابھی جا کر واپس آتا ہوں۔

سیّد سجادؑ یزید کے پاس پہنچے۔ یزید کھڑا ہو گیا اور بڑے احترام سے سجادؑ کو بٹھایا اور کہا: سجادؑ بڑی خطا ہوگئی کہ تمہارے باپ کو قتل کر دیا۔ سجادؑ ہم چاہتے ہیں کہ رہائی قبول کرو۔ یہ سُننا تھا کہ سجادؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہا: یزید تو جانتا ہے کہ

جب سے بابا دنیا سے گئے ہیں قافلے کی سرداری میرے پاس نہیں ہے میری پھوپھی زینبؑ کے پاس ہے۔ اگر وہ قبول کریں گی تو ہم رہا ہو جائیں گے اور اگر قبول نہیں کریں گی تو گھٹ کر مر جائیں گے مگر زندان سے باہر نہیں آئیں گے۔ یزید نے کہا: جاؤ اپنی پھوپھی سے اجازت لے کر آؤ۔ سجادؑ آئے۔ پھوپھی سے اجازت لی۔

کہا: بیٹے رہائی قبول کر لے لیکن یزید سے اتنا کہہ دے کہ ہمارا لوٹا ہوا سامان ہمیں واپس کر دیا جائے اور بیٹا یزید سے ایک جملہ اور کہہ دے کہ ہم اپنے مرنے والوں کو جی بھر کر رو نہ سکے۔ یہ بچی جو زندانِ شام میں سو رہی ہے جب وہ روتی تھی اپنے بابا کو تو ظالم تازیانے کی سزا دیتے تھے۔ تو یزید سے کہہ دے کہ ہمارے لیے ایک مکان خالی کرا دے کہ ہم اپنے مرنے والوں کا ماتم کر سکیں۔

سیّد سجادؑ یزید کے پاس آئے۔ کہا: پھوپھی اماں نے دو شرطوں پر رہائی قبول کی ہے کہ لوٹا ہوا سامان بھجوا دے اور ایک مکان خالی کر دے۔

لوہار کو بلایا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب حدّاد نے سیّد سجاد کا طوق کاٹا تو گوشت گل چکا تھا اور ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ مکان خالی ہوا۔ تبرکات واپس آئے۔

جب سارا سامان شہزادی زینبؑ کے پاس لا کر رکھا گیا تو گوشوارے ہٹا دیئے، چادریں ہٹا دیں، پازیبیں ہٹا دیں، خلخالیں ہٹا دیں۔ سارے زیورات ہٹا دیئے اور ایک پھٹا ہوا کرتا اٹھالیا۔ آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا۔

سیّد سجادؑ نے کہا: یہ کیا ہے؟ کہا: بیٹے تجھے نہیں معلوم۔ اماں یہ کرتا سیتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں اور کہتی تھیں: زینبؑ میں نہ رہوں گی۔ جب بھائی رخصت آخر کے لیے آئے تو اسے پہنا دینا اور مدینے لا کر میری قبر پر رکھ دینا۔

الا و لعنة اللّٰه علی قوم الظالمین